اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو
ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں
یزید پلید کے ظلم اور فسق و فجور کے حقیقی واقعات پر مشتمل جامع کتاب
تحقیق مزید فی مسئلہ یزید
المعروف بہ
کردارِ یزید
کا تحقیقی جائزہ
حسب الارشاد
حضور قبلہ عالم الحاج پیر
سید محمد باقر علی شاہ صاحب
مصنف
محقق اہلسنت علامہ حافظ
شفقات احمد صاحب
قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو
ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں

یزید پلید کے ظلم اور فسق و فجور کے حقیقی واقعات پر مشتمل جامع کتاب

تحقیق مزید فی مسئلہ یزید

المعروف بہ

کردارِ یزید

کا تحقیقی جائزہ

حسب الارشاد

حضور قبلہ عالم الحاج پیر **سید محمد باقر علی شاہ** صاحب دامت برکاتہم القدسیہ
زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مصنف

محقق اہلسنت علامہ حافظ **شفقات احمد** صاحب نقشبندی مجددی کیلانی حفظہ

قادری رضوی کتب خانہ ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ....----.... کردار یزید کا تحقیقی جائزہ

مصنف ....----.... علامہ حکیم حافظ شفقات احمد نقشبندی مجددی کیلانی

کتابت ....----.... ملک غلام مصطفیٰ علی پور چٹھہ

اشاعت سوم ....----.... جنوری 2006ء

تحریک ....----.... چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر ....----.... چوہدری عبدالمجید قادری

قیمت ....----.... 100/= روپے

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ مکتبہ جمال کرم سستا ہوٹل لاہور

☆ اسلامی کتب خانہ اُردو بازار لاہور

☆ شبیر برادرز اُردو بازار لاہور

☆ روحانی پبلشرز ظہور ہوٹل گنج بخش روڈ دربار مارکیٹ لاہور

☆ الریاض پبلشرز خالد ایجوکیشنل سنٹر اُردو بازار لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766

انتساب

شمس العارفین سراج السالکین سند الکاملین زبدۃ العارفین سیدی و سندی ملجائی وماوائی حضور قبلہ عالم

السید پیر نور الحسن شاہ صاحب بخاری

نقشبندی، مجددی، کیلانی قدس سرہ العزیز

کی لامحدود نوازشات میں سے صرف ایک فقرۂ جانفزا کے نام جو آج سے تقریباً چالیس سال قبل آپ نے قبلہ والد صاحب مدظلہ العالی کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا

"حافظ صاحب آپ کا مطالعہ بھی ہماری طرف سے ہی ہوگا۔"

اسی فیض جاودانی کے صدقہ سے بتوسط قبلہ والد صاحب ادام اللہ فیوضہ بندہ ہیچ مداں اہل بیت کرام کی خدمت میں اپنا یہ نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے قابل ہوا۔

وگرنہ من آنم کہ من دانم

گر قبول افتد زہے عزو شرف

خویدم تاجدار کیلانی

شفقات احمد عفی عنہ

تقریظ سعید : آفتاب شریعت ماہتاب طریقت امین دولت مجدد الف ثانی قسیم فیض شیر ربانی تاجدار کیلانی حضور قبلۂ عالم

الحاج پیر سید مُحَمَّدْ بَاقِرْ عَلِیْ شَاہْ صاحب

زیب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوزیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

برادرانِ اسلام کچھ عرصہ سے خارجی ٹولہ نے اہل سنت وجماعت کا لبادہ اوڑھ کر یزید پلید کے جنتی ہونے کا اعلان کرنا شروع کر رکھا ہے اور اس سلسلہ میں بخاری شریف کی ایک روایت کا غلط مطلب بیان کر کے لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ عزیزم مولانا حافظ شفقات احمد نے اس کتاب میں نہایت ہی محققانہ اور منصفانہ طریقہ پر اس خارجی ٹولہ کی سرکوبی کی ہے اور یزید پلید کے اصلی خدوخال نہایت معتبر کتابوں سے واضح کئے ہیں۔ یہ کتاب میں نے سنی ہے اور سُن کر مجھے نہایت ہی خوشی ہوئی ہے اور عزیزم مولانا شفقات احمد کے لیے میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ عزیز کی یہ خدمت اہل بیت کی بارگاہ میں مقبول ومنظور فرمائے اور مسلمانوں کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے اور میرا مشورہ ہے کہ اس پرفتن دور میں یہ کتاب ہر محب اہل بیت کے پاس موجود ہونی چاہیے۔ ایں دعا از من است از جملہ جہاں آمین باد۔

ناچیز	دعا گو
السید عظمت علی شاہ نقشبندی مجددی	ابوالعظمت سید محمد باقر علی شاہ
(المعروف قبلہ چن جی سرکار)	حضرت کیلیانوالہ شریف

تقریظ

عمدۃ العلماء زبدۃ الفقہاء صوفی باصفا حضرت علامہ الحاج الحافظ قاضی پیر سید محمد یعقوب شاہ صاحب فاضل بریلی شریف۔ آستانہ عالیہ کیرانوالہ شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ الطیبین الطاہرین

عن زید بن ارقم قال لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم عن یعلی بن مرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط۔

احادیث مذکورہ اور دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ محبت اہل بیت جزو ایمان ہے اور محب اہل بیت، محب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دشمن اہل بیت، دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ چونکہ اس دور میں خارجی فرقہ سادہ دل مسلمانوں کے دلوں سے اہل بیت کی عظمت نکالنے اور یزید پلید کی محبت کا بیج بونے کی تقریر اور تحریر کے ذریعہ سے بھرپور کوشش کر رہا ہے۔ لہذا اس پرفتن دور میں خارجی فرقہ کی سرکوبی کے لیے ایسی مدلل اور جامع کتاب کی اشد ضرورت تھی مدت سے اشتیاق تھا کہ اللہ تعالی کوئی صاحب قلم پیدا کرے جو اس شیطانی فرقہ کے سامنے سپر بن کر کھڑا ہو۔

الحمد للہ کہ مولا کریم نے یہ منصب عزیزی مولانا شفقات احمد کو عطا کیا۔ آجتک اس فن میں ایسی جامع اور مدلل کتاب نظر سے نہیں گزری۔ انشاء اللہ یہ کتاب یزیدی فرقہ کے لیے شمشیر براں ثابت ہوگی۔ اللہ تعالےٰ انکے علم وعمل میں برکت کرے اور اجر عظیم عطا کرے

(السید محمد یعقوب شاہ۔ ناظم مدرسہ عربیہ غوثیہ۔ کیرانوالہ سیداں ضلع گجرات)

فاضل لوذعی عالم لبلبی جامع معقول ومنقول استاذ العلماء حضرت علامہ الحاج مفتی حافظ!
محمد سعید احمد صاحب دامت برکاتہم القدسیہ
مہتمم جامعہ محمدیہ رضویہ برکات القرآن علی پور چٹھہ (ضلع گوجرانوالہ)

مقدمہ

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

(پ ۲۴ سورۃ حم سجدہ ع ۱۹)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی اس آیت کریمہ کی مجسم تصویر تھی۔ آپ کا بچپن ہو یا جوانی، سن کہولت ہو یا زندگی کے آخری لمحات، سفر یا حضر ہر حال اور ہر مقام میں آپ دعوت الی اللہ اور عمل صالح کی مجسم تصویر نظر آتے ہیں۔ ایسی تصویر جسکے سراپا میں دیکھنے والے کو کہیں بھی کوئی نقص اور عیب نظر نہیں آتا۔ آپ کو جس پہلو سے بھی دیکھا جائے کرشمہ دامنِ دل مے کشد کہ جا اینجاست والا معاملہ نظر آتا ہے اس پر مستزاد یہ کہ آپ نواسۂ رسول ہیں جگر گوشۂ بتول ہیں، راحتِ قلبِ مصطفےٰ ہیں، نورِ نظر مرتضےٰ ہیں، سردارِ جوانانِ جنت ہیں، قبلۂ قلوبِ اہل معرفت ہیں۔ درحقیقت حسین کی قدر و منزلت صحابۂ کرام ہی جانتے تھے بالخصوص سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان ذوالنورین اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے اپنے اپنے دور خلافت میں حضرت امام عالی مقام کی ناز برداریاں کیں اور انعامات واکرامات سے نوازا جن سے تاریخی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ لیکن صحابیٔ رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید پلید نے اپنے والد ماجد کے طور طریقوں کو یکسر بھلا دیا، جناب امام کے علو نسب کو فراموش کیا۔ حضرت امام عالی مقام کے متعلق فرامین رسول کو بھی درخور اعتنا نہ سمجھا اور خلافت راشدہ اور خلافت امیر معاویہ

کے دور میں حضرت امام حسین کے ساتھ دربارِ خلافت کی طرف سے جو جو حسن سلوک کیا جاتا تھا اس نے اس سے بھی صرف نظر کر لیا بلکہ خود اپنے والد ماجد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت امام حسین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کو بھی نظر انداز کر دیا۔ خاندان نبوت پر وہ مظالم ڈھائے کہ ہر دیکھنے والا الامان والحفیظ پکار اٹھا بلکہ پوری کائنات اس کے افعال شنیعہ پر نفریں بھیجنے لگی یہاں تک کہ اس کے گھر کی بیبیاں اور اس کا اپنا بیٹا بھی اس کی مذمت کئے بغیر نہ رہ سکا جیسا کہ کتب تواریخ سے ظاہر ہے لیکن ہمارے دور میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو یزید کے خود ساختہ فضائل و مناقب تقریر و تحریر کے ذریعہ سے بیان کر رہے ہیں۔ انکی کتابیں کذب بیانی، دھوکہ دہی اور فریب بازی کا شاہکار ہوتی ہیں۔ عبارات میں قطع و برید حوالہ جات میں تحریف و خیانت ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہے اس پر مستزاد یہ کہ وہ یزید کی مدح سرائی اہل سنت کا لبادہ اوڑھ کر کرتے ہیں جس سے کم پڑھے لکھے لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں حالانکہ عقائد اہل سنت کی مشہور درسی کتاب میں تحریر ہے!

فلعنۃ اللہ علیہ وعلی اعوانہ وانصارہ یعنی ہم اہل سنت یزید پر اور قتل اہل بیت میں اس کے تمام مددگاروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ان حالات میں ایک ایسی جامع کتاب کی سخت ضرورت تھی جو ان یزید پرستوں کی تمام مکاریوں کے پردے چاک کرے اور یزید کے صحیح خدوخال نمایاں کرے اور یزید کے متعلق اہل سنت وجماعت کا نظریہ باحوالہ واضح کرے۔ الحمد للہ عزیزم حکیم تشفقات احمد سلمہ اللہ تعالیٰ ملا ایبیق کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا کی ہے اور یہ کتاب دیکھنے والا کہے گا فجزاہ اللہ کما ینبغی کتاب پڑھنے والا آدمی خود ملاحظہ کریگا کہ حوالہ جات کا ایک ایسا سیل بے پناہ ٹھاٹھیں مار رہا ہے جسمیں یزید پرستوں کی تمام مکاریاں خس وخاشاک کی طرح بہتی نظر آ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزیز کی اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

دعاگو:- حافظ محمد سعید نقشبندی مجددی
مفتی آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

فہرست کتب محوّلہ

- قرآن مجید فرقان حمید
- بخاری شریف
- مسلم شریف
- ترمذی شریف
- ابن ماجہ شریف
- نسائی شریف
- ابوداؤد شریف
- مشکوٰۃ شریف
- دارقطنی شریف
- مسند امام احمد
- دارمی شریف
- موطا امام مالک
- الترغیب والترہیب
- معجم کبیر طبرانی
- معجم اوسط طبرانی
- مصنف ابن ابی شیبہ
- دلائل النبوۃ بیہقی
- مسند فردوس دیلمی
- مسند رویانی
- مستدرک

- بیہقی شریف
- عمدۃ القاری
- ارشاد الساری
- الکوکب الدراری
- فتح الباری
- تیسیر الباری
- مقدمہ بخاری
- نووی شرح مسلم
- مقدمہ مسلم
- انوار المحمود
- مقدمہ ترمذی
- حاشیہ ترمذی
- حاشیہ مشکوٰۃ
- مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
- اشعۃ اللمعات
- مظاہر حق
- مشارق انوار
- حاشیہ معجم
- نسیم الریاض
- اوجز المناسک

- مکتوبات امام ربانی
- بستان المحدثین
- تاریخ صغیر
- تفسیر خازن
- تفسیر روح المعانی
- تفسیر مظہری
- تفسیر درمنثور
- البیان فی علوم القرآن
- الاتقان
- تفسیر مواہب الرحمان
- تفسیر معارف القرآن
- شرح فقہ اکبر
- شرح عقائد نسفی
- نبراس شرح شرح عقائد
- الاصابہ فی تمیز الصحابہ
- اسد الغابہ
- الاستیعاب
- نخبۃ الفکر
- نزہۃ النظر
- بغیۃ الرائد

- شرح مسلم الثبوت
- وفاء الوفاء
- خلاصۃ الوفاء
- روض النضیر
- الجصاص
- مجمع الزوائد
- طبقات کبریٰ
- البدایہ والنہایہ
- تاریخ طبری
- تاریخ کامل ابن اثیر
- تاریخ ابن خلدون
- تاریخ یعقوبی
- تاریخ ابن خلکان
- طبقات ابن سعد
- انساب الاشراف بلاذری
- مقدمہ ابن خلدون
- تاریخ ابن عساکر
- تاریخ الخلفاء
- تاریخ مدینہ
- جذب القلوب

- سیرۃ النبی شبلی، ندوی
- ازالۃ الخفاء
- تاریخ خمیس
- سیرۃ النعمان
- نور الابصار
- تنویر الازہار
- حجۃ اللہ علی العالمین
- اسعاف الراغبین
- شواہد النبوۃ
- سوانح کربلا
- نزہۃ المجالس
- روضۃ الاصفیاء
- حیاۃ الصحابہ
- تاریخ اسلام ندوی
- تاریخ اسلام اکبر شاہ
- تاریخ اسلام۔ حمید الدین
- تاریخ اسلام۔ عبد القادر
- تاریخ اسلام۔ امیر علی
- صواعق محرقہ
- حجۃ اللہ البالغہ
- تذکرۃ الخواص
- کشف المحجوب
- مدارج النبوۃ

- رحمۃ للعالمین
- جلاء الافہام
- تکمیل الایمان
- فتاویٰ عبد الحئی
- ماثبت من السنہ
- مکتوبات قاضی ثناء اللہ
- خصائص کبریٰ
- ینابیع المودۃ
- تاریخ ذہبی
- شذرات الذہب
- فتح القدیر
- مطالب السؤل
- شرح مقاصد
- سفینۃ الاولیاء
- مقتل حسین خوارزمی
- مروج الذہب
- امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی
- فتاویٰ عزیزی
- سر الشہادتین
- تقریب التہذیب
- تہذیب التہذیب
- میزان الاعتدال
- حیاۃ الحیوان

- حاشیہ مکتوبات
- تطہیر الجنان
- مرج البحرین
- غنیۃ الطالبین
- مثنوی بوعلی قلندر
- ابیات باہو
- دیوان فرید
- صحابیات وعارفات
- عرفان شریعت
- تحفہ اثنا عشریہ
- تذکرۃ الحفاظ
- الابریز
- الیافعی الشافعی
- احسن الوعاء
- ذوق نعت
- فتاویٰ مہریہ
- بہار شریعت
- توضیح العقائد
- کلام اقبال
- علوم القرآن
- تاریخ التفسیر
- تاریخ الحدیث
- ابو علی المتعصب العنید

- ہدیۃ المہدی
- حاشیہ ہدیۃ المہدی
- کرامات اہلحدیث
- باران انوار
- احیاء المیت
- منہاج السنہ
- عقائد اسلام
- نزل الابرار
- تبلیغی نصاب
- شہید کربلا اور یزید
- شہید کربلا
- سانحہ کربلا
- فتاویٰ ابن تیمیہ
- جامع کرامات اولیاء
- تشریف البشر
- امداد الفتاویٰ
- مکتوبات شیخ الاسلام
- فتاویٰ رشیدیہ
- مناقب موفق
- محرم نامہ

★

فہرست عنوانات

مقام اہل بیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

امّا بعد

فرمانِ خداوندی ہے: قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی۔ (پ ۲۵ ع ۲ سورۃ شوریٰ آیت ۲۳)

یعنی اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اُمت محمدیہ کے دعوے داروں کو فرما دو میں اپنے احسانات وانعامات کے بدلے میں تم سے کوئی دنیاوی مال ومتاع نہیں چاہتا ہاں البتہ اگر تمہیں میری نوازشات وعنایات کا پاس ہے تو میری اہلِ بیت سے محبت کا معاملہ رکھنا۔ پھر اس حکم خداوندی کی احادیث مبارکہ میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں تشریحات ارشاد فرمائی گئی ہیں اور مودۃ اہلِ بیت کی تاکید مزید فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے جب صلوا علیہ وسلموا تسلیما پر نماز میں عمل کرنے کا طریقہ پوچھا تو حضور نے فرمایا نماز میں درود یوں پڑھا کرو اللھم صل علی محمد و علی آل محمد الخ (مسند امام احمد ج۱ ص ۱۱۹، دار قطنی ج۱ ص ۲۵۵ بیہقی شریف ج۲ ص ۸۲ جلاء الافھام ص ۵)

یعنی آپ نے درود شریف میں اپنے ساتھ اپنی آل اطہار کو شامل فرما کر یہ واضح فرما دیا کہ میرے ساتھ صرف اسی کا تعلق و واسطہ ہے جس کا تعلق میری آل اطہار کے ساتھ ہے۔ نیز فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ، فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا میرے ساتھ محبت اسی

کی سچی ہوگی جو ان نفوسِ قدسیہ سے بھی محبت رکھتا ہوگا۔ اور جو ان پاکیزہ ہستیوں کے ساتھ بغض وعناد رکھتا ہو اُسے جان لینا چاہیے کہ وہ صرف اہلِ بیت کرام سے دشمنی نہیں کر رہا بلکہ وہ بدنصیب اللہ اور اس کے رسول کی دشمنی مول لے رہا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اسی بات کو جذبہ حب اہل بیت میں مخمور ہو کر یوں بیان فرمایا ہے۔

یا اهل بیت رسول الله حبکم

فرض من الله فی القرآن انزله

کفاکم من عظیم القدر انکم

من لم یصل علیکم لاصلوٰة له

(صواعق محرقه صـ۱۴۸)

یعنی اے اہلِ بیت کرام تمہاری محبت کو اللہ تعالےٰ نے قرآن میں فرض کیا ہے نیز تمہارے لیے اتنی بزرگی ہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ یا پھر بالفاظ دیگر یوں کہہ لیں۔

"بے حب اہلِ بیت عبادت حرام ہے"

نیز حضور نے مثل اہل بیتی کسفینۃ نوح فرما کر یہ بھی بتا دیا کہ نسبت اہل بیت کی ضرورت صرف اس حیاتِ ظاہری ہی میں نہیں بلکہ عالم برزخ وحشر میں بھی یہ نسبتِ محبت اپنے محب کے سر پر سایۂ افگن رہے گی۔

امام شافعی رحمہ اللہ اس بات کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

آل النبی ذریعتی وهم الیه وسیلتی

ارجو بهم اعطی غدا بیدی الیمین صحیفتی

(صواق محرقه صـ۱۸۰)

یعنی حضور کی اہل بیت اطہار ہی میرے لیے بخشش کا ذریعہ ہیں اور یہ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں

میرا وسیلہ ہیں اور میں اس بات کا اُمیدوار ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان انفاس طاہرہ کے صدقہ سے کل قیامت کو میرا نامۂ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں عنایت فرمائیں گے۔

اور چونکہ مخبرِ صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے آئندہ ظاہر ہونے والی اہل بیت کے متعلق بدعقیدگیوں کا علم بھی عنایت فرمایا تھا لہٰذا آپ نے اللهم هؤلاء اهل بیتی فطهرهم تطهیرا کی دعائے مستجاب فرما کر ان انفاسِ طاہرہ کے متعلق حرص دنیا اور اتباع خواہشاتِ نفسانیہ جیسے رذائل سے پاک ہونے کی سند بیان فرمادی، اب ایسے مقدس ومزکی ومطہر گروہ کے ایک بزرگ فرد کے متعلق حریصِ دنیا، متمنیٔ بادشاہت اور باغیٔ مملکتِ اسلامیہ جیسے الزامات وہی شخص لگا سکتا ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجابت دعا پر یقین اور اعتماد نہ ہو حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی نے حضرت امام عالی مقام کے متعلق ایسے تمام خرافات وسفاہات کو بیتِ عنکبوت کی طرح تار تار کر کے ہباءً منثورا کر دیا ہے۔ ذرا غور فرمائیں جنہوں نے کائنات میں ظہور فرمائی کے بعد سب سے پہلے رُخِ انور محمد مصطفےٰ کی تلاوت کی ہو، جن کو گھٹی لعاب مصطفوی کی دی گئی ہو، جن کے کان میں اذان حبیبِ کردگار نے پڑھی ہو، جن کی رگوں میں خون شیرِ خدا کا دوڑ رہا ہو، جن کی پرورش خاتونِ جنت کے شیرِ اطہر سے ہوئی ہو، جن کی تربیت آغوشِ مصطفےٰ میں لا الٰہ الا اللہ کی میٹھی لوریاں دے کر کی گئی ہو، جن کا بچپنا راکبِ دوشِ مصطفےٰ بن کر گزرا ہو، جن کی جوانی سید اشباب اہل الجنۃ کی شان سے گزری ہو ان کو اگر یزید پلید اپنی بیعت پر مجبور کرے تو وہ کل شئ یرجع الی اصله کا مصداق بن کر اس طاغوتی طاقت سے کیوں ٹکرا نہ جاتے۔ آپ نے یزیدی ظلم وتشدد سے لبریز بھیڑیوں کی خونی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمۂ حق بلند کیا اور اپنے نانا جان کے فرمان فیض نشان افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جائر پر عمل پیرا ہو کر رہتی دنیا تک یہ ثابت کر دیا کہ

شاہ است حسین بادشاہ است حسین

دین است حسین دین پناہ است حسین

سرداد نہ داد دست در دستِ یزید

حقا کہ بنائے لا الہ است حسین!

برِصغیر پاک وہند میں حدیث کے مسلم اُستاد جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "جب خلیفہ ضروریاتِ دین میں سے کسی ضروری حکم کا منکر ہو کر کافر ہو جائے تو اس کے ساتھ قتال کرنا راہِ حق میں جہاد کرنا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج۲ صہ۲۳۹)

جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت اطہار کا مقام اور ان کی محبت ومودت کے متعلق سینکڑوں فرامین ارشاد فرمائے ہیں وہاں تصویر کا دوسرا رخ بھی کافی واضح فرما دیا ہے۔ یعنی جہاں آپ نے اہلِ بیت اطہار کی محبت فرض بتائی ہے اور ان کی مودت واطاعت پر خدائے بزرگ وبرتر کی طرف سے انعامات کی بارش کی خبر دی ہے وہاں بمطابق فرمانِ خداوندی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ (پ۲۲ احزاب آیت ۵۷)

اور حدیثِ قدسی: من عادیٰ لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب (بخاری ۹۶۳ ۔ مشکوٰۃ ۱۸۹)

اور فرمانِ مصطفوی: من تخلف عنھا فقد ھلک اوغرق۔ (ترمذی)

انا حرب لمن حاربھم، انا بنی من بریبھم اور من آذاھم فقد آذانی ومن اٰذانی فقد اذ اللہ وغیرہ کے تحت ان ہستیوں کی بغض وعداوت رکھنے والے کا اللہ اور اس کے رسول کا دشمن اور بدعقیدہ وبدعاقبت ہونا اور اس کا حلاوتِ ایمانی سے محروم ہونا بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ اس پر تمام کائنات کی لعنتیں برستی ہیں اور وہ بمطابق حکم خداوندی فلا یزید الظالمین الا خسارا دونوں جہانوں میں خسارا پاتا ہے۔

ویسے تو یزید پلید کو امام کے مقابلہ میں لانا ہی امامت کی توہین ہے البتہ اس شقیٔ ازلی

کے متعلق ایک خام خیالی کی اصلاح کی خاطر اس کے فسق وفجور کا کچھ آئینہ دکھایا جاتا ہے جس میں ادلہ اربعہ (قرآن وحدیث، آثار صحابہ اور اقوال سلف صالحین) سے اس کی شقاوت اظہر من الشمس نکھر کر سامنے آجائے گی اور یزید بے دید کے متعلق فیصلہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ ویسے تو تقولے شخصے "تنہا خود ہی ان کو اپنی جفاؤں کا اعتراف" امیر الاشقیاء سیدھم یزید علیہ ماعلیہ کے ایمان سوز اشعار ہی اس کے سراب ایمانی کا پردہ چاک کرنے کے لیے کافی ووافی ہیں۔

"مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری"

بارگاہ رب العزت سے اُمیدوار ہوں کہ میری یہ مختصر مگر مخلصانہ اور محبانہ کاوش ہر غیر متعصب قاری کے لیے یمیز اللہ الخبیث من الطیب کا سبب بنے گی اور مجھ عاجز (یکے از خویدم اہلِ بیت) اور میرے تمام اصول وفروع کے لیے بمطابق "قانون خداوندی ومن یتولھم منکم فانہ منھم اور بمطابق لبشارت مصطفوی انت مع من احببت (بخاری) اور اس کارِ خیر میں میرے جملہ معاونین (در فراہمی کتب محولہ واشاعت رسالہ ہذا) بمطابق الدال علی الخیر کفاعلہ (بخاری) باعث مغفرت ورحمتِ خداوندی اور قیامت کو وسیلۂ نجات اور سبب شفاعت وعنایت مصطفوی ثابت ہوگی۔

اللھم ارزقنا ھذا بحق قولک انا عند ظن عبدی بی (بخاری)

جیسا کہ ایک شاعر میدانِ کربلا میں سے گزرا اور اہلِ بیت اطہار کے مصائب یاد کر کے بہت رویا اور صدقِ دل سے کہا یا امام! کاش میں آپ کی مصیبت کے وقت یہاں موجود ہوتا تو آپ کے دشمنوں کو قتل کرتا اور آپ کی محبت وخدمت میں جان قربان کر دیتا چنانچہ اسی رات اسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے فلاں تجھے مبارک ہو، اللہ تعالٰے نے تیری محبت حسین قبول فرمالی ہے اور تیرا نام کربلا کے خدام حسین میں شامل کر لیا ہے (تذکرۃ الخواص صہ۲۷۲) اللہ اکبر اللھم ارزقناہ اور جیسا کہ ابن عم محمد مصطفےٰ، جناب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا۔ اے یزید اگر تو ہمارے ہاتھ سے زخم

خوردہ ہونے سے بچ بھی گیا ہے تو ہماری زبان اور قلم کی زد سے نہیں بچ سکتا" (تذکرۃ الخواص ص۲۷۶)

اسی طرح میں بھی الحب للہ والبغض فی اللہ کے تحت دشمنِ اہلِ بیت یزید بے دید کے خلاف اپنے علم وعقل زبان وکلام اور نوک قلم کو استعمال کرکے رضائے خداوندی اور شفاعت محمدی کا اُمیدوار ہوں۔ اللھم تقبل منی گر قبول افتد زہے عزوشرف۔ خویدم اہلِ بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم۔

الحافظ حکیم شفقات احمد نقشبندی عفی عنہ

فاضل الطب والجراحت

سور اینڈ گولڈ میڈلسٹ

پہلا باب

آیاتِ قرآنیہ کے بیان میں

عربی کا مشہور مقولہ ہے۔ کَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ۔

یعنی بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے لہٰذا ہم بھی اپنے موقف کی دلیل کے طور پر سب سے پہلے اس احکم الحاکمین کے کلام فیض نشان یعنی قرآن مجید کی آیاتِ مقدسہ پیش کرتے ہیں جس سے بڑا کوئی حاکم نہیں تاکہ ایمان والوں کا قلب ودماغ مکمل طور پر مطمئن ہو جائے اور مسئلہ ہذا قرآن کریم کی آیاتِ مبارکہ سے مکمل واکمل طور پر واضح ہو جائے۔

ویسے تو یزید بے دید کے کردار کے مطابق اس کے فاسق وفاجر ہونے پر سینکڑوں آیات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن اس طرح کتاب کی ضخامت بہت بڑھ جائے گی لہٰذا کتاب کے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بطور مُشتے نمونہ صرف دس آیاتِ مقدسہ سے استدلال پیش کرتے ہوئے اپنے مؤقف کی وضاحت کرتا ہوں تاکہ فرمان الٰہی تلك عشرة كاملة کی اتباع ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک کو احکام قرآنیہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین

آیت ۱:۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ۔ (پ۲۶ س محمد آیت ۲۲-۲۳)

ترجمہ:۔ پس کیا عنقریب اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور اپنے رشتے کاٹو گے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے۔

اس آیہ کریمہ کے تحت مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

استدل بها ايضا على جواز لعن يزيد عليه من الله تعالى ما يستحق

نقل البرزنجی فی الاشاعة والهیثمی فی الصواعق ان الامام احمد لما سأله ولده عبد الله عن لعن یزید قال کیف لا یلعن من لعنه الله تعالیٰ فی کتابه فقال عبد الله قد قرأت کتاب الله عزوجل فلم اجد لعن یزید فقال الامام ان الله تعالیٰ یقول فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئك الذین لعنهم الله وای فساد وقطیعة اشد مما فعله یزید .... لا توقف فی لعن یزید لکثرة اوصافه الخبیثة وارتکابه الکبائر فی جمیع ایام تکلیفه ویکفی ما فعله ایام استلائه باهل المدینة ومکة فقد روی الطبرانی بسند حسن اللهم من ظلم اهل المدینة واخافهم فاخفه وعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل منه صرف ولا عدل .... وقد جزم بکفره وصرح بلعنه جماعة من العلماء منهم الحافظ ابن الجوزی وسبقه القاضی ابو یعلی ..... وانا اقول الذی یغلب علی ظنی ان الخبیث لم یکن مصدقا برسالة النبی صلی الله علیه وسلم وان مجموع ما فعل مع اهل حرم الله تعالیٰ واهل حرم نبیه صلی الله علیه وسلم وعترته الطیبین الطاهرین فی الحیات وبعد الممات وما صدر منه من المخازی لیس باضعف دلالة علی عدم تصدیقه ..... ومن کان یخشی القال والقیل من التصریح بلعن ذلك الضلیل فلیقل لعن الله عزوجل من رضی بقتل الحسین ومن اذی عترة النبی صلی الله علیه وسلم بغیر حق ..... ولا یخالف احد فی جواز اللعن بهذه الالفاظ ونحوها۔

(تفسیر روح المعانی جلد ۲۶ صـ ۷۳)

(طبع بیروت)

ترجمہ:۔ مفسر قرآن علامہ آلوسی نے ائمہ اسلام کے حوالہ جات کے ذریعہ سے اس آیت سے جوازِ لعن یزید پر استدلال کیا ہے۔ یعنی برزنجی نے اشاعت میں اور ہیثمی نے صواعق میں نقل کیا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ سے ان کے بیٹے عبد اللہ نے لعنتِ یزید کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس شخص پر کیسے لعنت نہ کی جائے جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے عبد اللہ نے کہا ابا جان میں نے قرآن پاک پڑھا ہے اس میں مجھے لعنتِ یزید کا ذکر نہیں ملا۔ امام صاحب نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئك الذین لعنهم الله اور اس سے بڑا فساد اور قطع رحمی کیا ہوگی جو یزید علیہ ما علیہ نے کی ہے۔ ہم یزید پر لعنت کرنے میں اس کے افعالِ قبیحہ اور ارتکابِ کبائر کی وجہ سے جو اس کے دورِ حکومت میں ہوئے توقف نہیں کرتے اور اس کیلئے وہ ظلم ہی کافی ہیں جو اس نے اپنے دورِ حکومت میں اہالیانِ مدینہ منورہ اور ساکنانِ مکہ مکرمہ کے ساتھ کئے۔ طبرانی نے بسند حسن روایت کی ہے حضور نے فرمایا اے اللہ جو اہلِ مدینہ پر ظلم کرے اور انہیں ڈرائے پس تو اُسے ڈرا اور اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ کوئی نفل۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کے کفر میں خاموشی اختیار فرمائی ہے اور اس کی لعنت کی تصریح فرمائی ہے ان میں سے الحافظ ابن جوزی اور قاضی ابو یعلی بھی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ یزید خبیث نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہی نہیں کی اور وہ تمام مظالم جو اس نے اہلِ مکہ اور اہلِ مدینہ اور اہلِ بیت النبی صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کیے ان کی زندگی میں اور ان کی شہادت کے بعد۔ یہ تمام کام اس کی عدم تصدیق رسالت کے ثبوت کے لیے کافی ہیں اور جو کوئی یزید کا نام لے کر لعنت کرنے سے ڈرتا ہو وہ اس طرح کہہ لیا کرے۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر جو امام حسین کے قتل پر راضی ہوا اور جس نے حضور کی اہل بیت کرام کو ناحق ایذا دی اور ان الفاظ کے ساتھ لعنت کرنے کے جواز کا کوئی بھی مخالف نہ ہوگا۔

اسی آیت کے تحت بیہقی وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ، حضرت امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے صالح کا مکالمہ ان الفاظ میں نقل فرماتے ہیں۔

قال ابن الجوزی انہ روی القاضی ابو یعلی فی کتابہ المعتمد الاصول بسندہ عن صالح بن احمد بن حنبل انہ قال قلت لابی یا ابت یزعم بعض الناس انا نحب یزید بن معاویہ فقال احمد یا بنی ہل یسوغ لمن یؤمن باللہ ان یحب یزید ولم لا یلعن رجل لعنہ اللہ فی کتابہ (قلت یا ابت این لعن اللہ یزید فی کتابہ) قال حیث قال فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ الخ

(تفسیر مظہری جلد ۸ صـ۴۳)
(صواعق محرقہ صـ۲۲۲ - تذکرۃ الخواص صـ۲۸۷)

ترجمہ :۔ علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ قاضی ابو یعلی نے اپنی کتاب المعتمد میں جناب صالح بن امام احمد بن حنبل کا بیان نقل کیا ہے۔ حضرت صالح کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے کہا ابا جان بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹے جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو کیا اس کے لیے یزید سے محبت رکھنے کا کوئی جواز ہو سکتا ہے اس شخص پر کس طرح لعنت نہ کی جائے جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہو میں نے عرض کی ابا جان اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں یزید پر کس جگہ لعنت کی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ (تفسیر مظہری اردو جلد ۱۰ صـ۴۸۹) نیز انہی علامہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے مکتوبات شریف میں امام احمد بن حنبل کا یہی واقعہ بیان فرمانے کے بعد لکھا ہے کہ پھر آپ نے فرمایا " غرضیکہ کفر بر یزید از روایات معتبرہ ثابت می شود لیس او مستحق لعنت است۔ اگرچہ در لعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب للہ والبغض فی اللہ مقتضی آنست

(مکتوبات قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ صـ۲۰۳) (فتاویٰ رشیدیہ صـ...)

ترجمہ :۔ غرضیکہ روایات معتبرہ سے کفر یزید ثابت ہو چکا ہے لہٰذا وہ مستحق لعنت ہے اگرچہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن الحب للہ والبغض فی اللہ اس کا تقاضہ کرتا ہے۔

اسی آیت کے تحت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کراچوی امام احمد بن حنبل کا یہی واقعہ نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔ " یزید سے زیادہ کون قطع ارحام کا مرتکب ہوگا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ و قرابت کی بھی رعایت نہیں کی (معارف القرآن جلد نمبر ۸ صـ۴۳)

آیت ۲ :۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ۔ (پ ۱۳ سورہ ابراہیم آیت ۲۸)	ترجمہ :۔ کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو ساتھ کفر کے۔ اور ڈال دیا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں۔

اس آیت کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

" ثم کفر یزید ومن معہ بما انعم اللہ علیہم وانتصبوا بعداوۃ آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقتلوا حسینا رضی اللہ عنہ ظلما وکفر بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی انشد ابیاتا حین قتل مضمونہا این اشیاخی ینظرون انتقامی بآل محمد وبنی ہاشم والاخر الابیات

ولست من جندب ان لم انتقم ۔۔۔ من بنی احمد ما کان فعل وایضا اخذ الخمر وقال
مدام کنز فی اناء کفضة ۔۔۔ وساق کبد مع مدام کا النجم
وشمسہ کرم برجہا قعرہا ۔۔۔ ومشرقہا الساقی ومغربہا فمی
فان حرمت یوما علی دین احمد ۔۔۔ فخذہا علی دین المسیح ابن مریم

(تفسیر مظہری ...)

ترجمہ :۔ یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اہل بیت کی دشمنی کا جھنڈا انہوں نے بلند کیا۔ آخر حضرت امام حسین کو ظلماً شہید کیا اور یزید نے دین

محمدی کا ہی انکار کر دیا اور جب امام حسین کو شہید کر چکا تو چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا "آج میرے اسلاف ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے آل محمد اور بنی ہاشم سے ان کا کیسا بدلہ لیا ہے" ان اشعار میں سے آخری شعر یہ ہے۔ "میں جندب کی اولاد میں سے نہیں ہوں اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کیے کا بدلہ نہ لوں" یزید نے شراب کو بھی حلال کر رکھا تھا وہ کہا کرتا تھا!

"شراب کا خزانہ برتن میں ہے جو کہ چاندی کی طرح ہے
اور جگر کو سیراب کرنے والا شراب کے ساتھ ستارہ کی مانند"
"اس کا سورج انگور ہے اور اس کا برج اس کی گہرائی ہے۔ اس کے مشرق کی طرف شراب پلانے والا ہے اور اس کے مغرب کی طرف میرا منہ ہے۔"
اگر شراب دینِ احمد میں حرام ہے تو تُو اسے عیسائی بن کر پی لیا کر" (تفسیر مظہری اُردو جلد ۶ صفحہ ۳۰)

آیت نمبر ۳:۔ ومن کفر بعد ذٰلک فاولئک هم الفاسقون ۱۸ سورۂ نور آیت نمبر ۵۵

ترجمہ:۔ اور جو اس کے بعد ناشکری کریں پس وہی لوگ فاسق ہیں۔

اس آیت کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب رقمطراز ہیں۔

ویمکن ان یکون قوله تعالیٰ ومن کفر بعد ذٰلک اشارة الی یزید بن معاویه حیث قتل ابن بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم ومن معه من اهل بیت النبوة واهان عترته وافتخر به وقال هذا الیوم بیوم بدر وبعث جیشا علی مدینة وبالمسجد الذی اسس علی التقوی من اول یوم وهو روضة من ریاض الجنة ونصب المجانیق علی بیت الله تعالیٰ وقتل ابن الزبیر بن بنت خلیفة رسول الله صلی الله علیه وسلم وفعل مافعل حتی کفر بدین الله واباح الخمر الخ (تفسیر مظہری ج ۶ صفحہ ۵۵۴)

ترجمہ:۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت من کفر بعد ذٰلک میں یزید کی طرف اشارہ ہو۔ یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا آپ کے اکثر ساتھی خاندانِ نبوت کے ارکان تھے۔ عترت رسول کی بے عزتی کی اور اس پر فخر کیا اور کہنے

لگا آج بدر کے دن کا انتقام ہو گیا پھر اس نے مدینۃ الرسول پر لشکر کشی کی اور حرہ کے واقعہ میں مدینہ کو غارت کیا اور وہ مسجد جس کی بنا تقویٰ پر قائم کی گئی تھی اور جس کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کہا گیا ہے اس کی بے حرمتی کی پھر اس نے بیت اللہ پر سنگباری کے لیے منجنیقیں نصب کرائیں اور خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے کو شہید کرایا اور ایسی نازیبا حرکتیں کیں کہ آخر اللہ کے دین کا منکر ہو گیا۔ اور شراب کو بھی حلال کر رکھا تھا۔

(تفسیر مظہری اردو جلد نمبر ۹ صفحہ ۴۰۰)

آیت نمبر ۴:۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۔ ۲۲ سورۂ احزاب آیت نمبر ۵۷

ترجمہ:۔ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تمام مکاتب فکر کے نزدیک معتبر شخصیت برصغیر پاک و ہند میں مُسلّم محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس آیت سے استنباط فرماتے ہوئے اپنی مشہور زمانہ کتاب تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں۔ "یزید امام حسین کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا ہے۔ اس وقت کے صحابہ کرام اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے۔ مدینہ منورہ کے چند (معتبر) لوگ اس کے پاس شام میں جبر و اکراہ سے بھیجے گئے تھے وہ واپس مدینہ آئے تو عارضی بیعت کو فسخ کر دیا اور کہا یزید خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے، زانی ہے، تارک الصلوٰۃ ہے اور محارم کو بھی حلال جانتا ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یزید نے قتلِ حسین کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھا۔ ہمارے نزدیک یہ خیال غلط ہے کیونکہ یزید کی اہلِ بیت سے عداوت، انکی اہانت و ذلت کے اتنے واقعات اس سے سرزد ہوئے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا بعض لوگ اس کی لعنت میں توقف کرتے ہیں۔ تو کیا یہ آیہ کریمہ ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والآخرة واعد لهم عذابا مهینا کے مطابق وہ مستحق لعنت

و عذاب نار نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل اور ابن جوزی (اور دیگر اکثر اسلاف علماء و محدثین) یزید کی لعنت کے قائل ہیں..... اللہ تعالے ہم اہل ایمان کو یزید کی محبت سے محفوظ رکھے (آمین بجاہ سید المرسلین) تکمیل الایمان صـ۱۷۸ ۔

نیز غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز محدث علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔"

"انما لعناہ لانہ لعن علیہ امامنا احمد بن حنبل و کذالک رای ابن الجوزی من اصحابنا من السلف جواز اللعن علیہ و منع الغزالی عنہ تحکم و ہو لم یلتفت الی قولہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعد لہم عذابا مہینا و ای ایذاء اعظم من قتل آلہ و اقاربہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہتک حرمتہ و قتل اہل المدینۃ و امر بذالک و استبشارہ بذالک متواتر لا یمکن الانکار عنہ و روی عن یزید لعنہ اللہ"

لیت اشیاخی ببدر شہدوا — وقعۃ الخزرج من وقع الاسل

قد قتلنا القرن من ساداتہم — و عدلنا میل بدر فاعتدل

فان کانت ہذہ الروایۃ فلاشک فی کفرہ و الحادہ (حاشیہ ہدیۃ المہدی صـ۱۹)

ترجمہ:۔ ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ اس پر ہمارے امام احمد بن حنبل نے لعنت کی ہے ہمارے اسلاف میں سے ابن جوزی نے لعنت کو جائز کہا ہے اور غزالی کا منع کرنا بے دلیل ہے اور انہوں نے یہ نہ سوچا کہ اللہ تعالے کا فرمان ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دے اس پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت اور ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالے نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور قتلِ اہلِ بیت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے حرم مطہرات کی توہین اور اہلِ مدینہ کے قتل سے زیادہ کون سی ایذا والی بات ہوگی۔ اور یزید نے اس کا حکم دیا تھا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ یہ بات اس طرح تواتر سے ثابت ہو چکی ہے

کہ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور جو یزید نے (شہداء کربلا کے سروں کو دیکھ کر) کہا تھا" کاش آج میرے بدر (میں مسلمانوں کی فوج کے ہاتھوں قتل یا زخمی ہونے) والے (کافر) بزرگ موجود ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نے ان (اہل بیت نبوت) کی ایک نسل کو قتل کرکے اپنا بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ اب حساب برابر ہو گیا ہے" جب یہ تمام باتیں ہیں تو پھر اس کے کفر و الحاد میں کوئی شک نہیں ہے۔ (نیز دیکھیں فتاویٰ عبد الحئی صـ۸)

ترجمہ:۔ جو کوئی بھی مصیبت زمین میں آتی ہے یا تمہاری جانوں پر آتی ہے وہ اس کے ظاہر ہونے سے پہلے ایک کتاب میں لکھی ہوتی ہے۔"	آیت ۵ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَھَا۔ ۲۷ س الحدید آیت ۲۲

ہشام بیان کرتے ہیں کہ جب شہداء کربلا کے سر یزید کے پاس پہنچے تو یزید نے خوشی کا اظہار کیا اور اپنے خفیہ جذبات کو چند شعروں میں بیان کیا لیت اشیاخی ببدر شہدوا اور لما بدت تلک الحمول اشرفت وغیرہ۔ باب الاشعار میں مکمل درج ہیں) یزید کا یہ معاندانہ کلام سن کر خون ابن اسد اللہ تڑپ اٹھا اور قال لہ علی بن الحسین بل ما قال اللہ اولی۔ ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأہا فقال یزید لا بل ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر۔ (تاریخ طبری جلد ۵ صـ۲۶ تاریخ کامل جلد ۴ صـ۸ البدایہ والنہایہ جلد ۸ صـ۱۹۴ تذکرۃ الخواص صـ۲۶۲)

علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن اثیر، حافظ ابن کثیر اور علامہ سبط ابن جوزی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین نے فرمایا (تمہارا خیال غلط ہے) بلکہ جو اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے وہ مناسب ہے۔ یعنی جو مصیبت بھی زمین میں آتی ہے یا تمہاری جانوں پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اس مصیبت کے وقوع سے قبل ایک کتاب (لوح محفوظ) میں وہ مصیبت

(اسکی تقدیر میں) لکھی جا چکی ہوتی ہے" یزید نے کہا نہیں بلکہ تم پر جو مصیبت آئی ہے یہ تمہارے ہاتھوں کے کئے کا بدلہ ہے اور ابھی بہت سی تمہاری خطائیں معاف کر دی گئی ہیں (یعنی معاذ اللہ تمہارے ساتھ میدانِ کربلا اور کوفہ و دمشق میں جو کچھ ہوا ہے وہ تمہاری بہت سی غلطیوں میں سے صرف چند ایک کی سزا ہے)

آیت ۱۰ واذ نجینا کم من آل فرعون یسو مونکم سوء العذاب یذبحون ابناء کم و یستحیون نساءکم۔
پ ۱ (س بقرۃ آیت ۴۹)

ترجمہ:۔ اور جب نجات دی ہم نے تم کو فرعونیوں سے جو تم کو برا عذاب دیتے تھے وہ قتل کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو۔

حضرت سید علی ہجویری المعروف حضور داتا گنج بخش صاحب رحمہ اللہ اور علامہ سبط ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں کہ جب اہل بیت کا لٹا پٹا قافلہ یزید کے دربار میں پیش کیا گیا تو یکے از راگفت کیف اصبحتم یا علی و یا اھل بیت الرحمۃ قال اصبحنا من قومنا بمنزلۃ قوم موسیٰ من آل فرعون (کشف المحجوب صفحہ ۶۹، تذکرۃ الخواص صفحہ ۳۲۵) درباریوں میں سے ایک بولا۔ اے زین العابدین تمہارا کیا حال ہے، آپ نے فرمایا" اس قوم میں ہم ایسے ہی ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم فرعونیوں میں تھی" جناب سیدنا علی بن حسین المعروف امام زین العابدین کے جواب کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ آپ یزیدیوں کو فرعونیوں سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ اللھم احفظنا من حب ھذہ الفرقۃ الضالۃ۔

آیت ۱۱ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ۔
(س احزاب ۲۱ ع ۲)

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی نزدیک ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات تمام مومنوں کی مائیں ہیں۔

فیصلہ خداوندی کے مطابق حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم کی تمام بیویاں ہر ایک کلمہ گو صاحب ایمان کے لیئے ماں کی مثل ہیں اور حکم خداوندی حُرِّمت

علیکم امھاتکم کے تحت ابدنا ازل ماں اپنے شرعی بیٹے پر مطلقاً حرام ہے اور ماں بہن محرمات دائمہ کے متعلق ایسا خیال کرنے والا بے حیا ملعون، راندہ درگاہ، اخبث الخبیثین اور کائنات کا سب سے زیادہ ذلیل و رذیل آدمی ہے۔ یزید بے دید خدا تعالےٰ کی گرفت کے اس آنکڑے میں بھی پھنسا ہوا نظر آتا ہے۔ چنانچہ شیخ محقق شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں۔ و در بعضے کتب گفتہ اند کہ یزید شقی طمع کرد در عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پس خواندند بروے ایں آئیت (النبی اولیٰ بالمؤمنین من ..... انفسھم وازواجہ امھاتھم) وممنوع شد ازاں (مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۲۶) ترجمہ:۔ بعض کتابوں میں کہا گیا ہے کہ یزید شقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں طمع کی (معاذ اللہ ماں سے نکاح کا ارادہ کیا) تو لوگوں نے یہ آیت پڑھ کر اسے لعنت ملامت کی اور اسے اس ارادہ بد سے) باز رکھا (مدارج النبوۃ اردو جلد ۱ صفحہ ۲۳۶)

ثابت ہوا کہ یزید پلید حلال و حرام کی بالکل پرواہ نہیں کرتا تھا۔ یہ مختصر رسالہ تو زیادہ تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا، البتہ تحقیق پسند دوست مزید تفصیل کے لیے درج شدہ کتب محولہ کا مطالعہ فرمائیں۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۵۲۲۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۴۶۹ تذکرہ خواص الامہ صفحہ ۲۸۹۔ صواعق محرقہ صفحہ ۲۲۱۔ تکمیل الایمان صفحہ ۱۷۹۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۵۔ فتاوی عبدالحی صفحہ ۷۹۔ تاریخ ذہبی جلد ۲ صفحہ ۲۵۶۔ ینابیع المودۃ صفحہ ۳۲۶۔ طبقات کبری جلد ۴ صفحہ ۲۸۳۔ ابن عساکر جلد ۴ صفحہ ۲۷۵۔ اوجز المناسک شرح مؤطا امام مالک از مولوی زکریا صاحب دیوبندی صفحہ ۴۳۵ وغیرہ۔

آیت ۱۲:۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ کَیْفَ یَھْدِی اللّٰہُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ.....

ترجمہ:۔ اور جو پسند کرے اسلام کے علاوہ کوئی دین، پس اس سے قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ آخرت میں خسارا پانے والا ہے کیونکر ہدایت دے گا اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو جو

اُولٰٓئِكَ جَزَآءُ هُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا الخ

(پ ۳ س آل عمران آیت ۸۵)

کافر ہو گئے بعد ایمان لانے کے، ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور تمام فرشتوں کی، اور تمام انسانوں کی اور وہ ہمیشہ رہیں گے بیچ اس (جہنم) کے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ یزید کے متعلق لکھتے ہیں۔

واحل الخمر وقال۔ فان حرمت یوما علی دین احمد + فخذ ھا علی دین المسیح ابن مریم۔

(تفسیر مظہری جلد ۵ صـ۲۱)

ترجمہ :۔ "اگر شراب شریعت محمدیہ میں حرام ہے تو تو اسے مسیح ابن مریم کے دین کے مطابق پی لیا کر۔" کیونکہ شراب دینِ عیسوی میں جائز تھی، یعنی اپنے دل کی غلط خواہشات ضرور پوری کرنی ہیں چاہے اس کے لیے دین ہی کیوں نہ تبدیل کرنا پڑے۔ جیسے آج کل بعض ناعاقبت اندیش محض زکوٰۃ و عشر سے بچنے کے لیے شیعہ بن رہے ہیں۔ یزید پلید کو امیر المومنین کہنے والے دوست کم ازکم اس بیچارے کی زبان پر تو یقین کریں۔ نیز قاضی صاحب مذکور فرماتے ہیں حتیٰ کفر بدین اللہ یعنی حتیٰ کہ یزید نے خدا کے دین کا ہی انکار کر دیا تھا

آیت ۹ :۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔

(پ ۵ س نساء)

ترجمہ :۔ اور جس نے مخالفت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے بعد کہ ظاہر ہو گئی اس پر ہدایت اور اس نے مومنوں سے علیحدہ راستہ اپنایا ہم پھیر دیں گے اس کو جدھر وہ پھرنا چاہے گا اور بالآخر اسے جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔

مشہور غیر مقلد مورخ قاضی سلیمان منصور پوری نے فتح مکہ کے دن کا ایک تاریخی واقعہ بیان کیا ہے جو یزید کے لیے رہتی دنیا تک لعنت کا طوق بن کر رہ گیا ہے اور پھر ظالم ٹھہرایا

بھی تو اس محبوب لم یزل سے جن کا فیصلہ نہ ماننے والے کے لیے رب کائنات فلا وربك لا یؤمنون حتیٰ یحکموك فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما کے الفاظ پر عتاب سے حلفیہ طور پر بے ایمان ہونے کا فتویٰ صادر فرما چکے ہیں۔ آپ بھی سنیں اور استغفار پڑھیں۔ "فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے فرمایا۔ لا ینزعھا یا بنی ابی طلحۃ منکم الا ظالم ۔ ترجمہ :۔ "اے ابن ابی طلحہ تم سے یہ چابیاں صرف وہی چھینے گا جو ظالم ہوگا۔" یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھی۔ اس کے بعد پھر کسی شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلوانے کی جرأت نہیں کی (رحمۃ اللعالمین ۲ صـ۴۰) یہ وہ کتاب ہے جس کی ثقاہت کے متعلق مشہور غیر مقلد مصنف مولوی عبد المجید سوہدروی تلمیذ خاص مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ "اس کتاب کے ناشر کا بیان ہے کہ میرے پاس کئی ایسے خطوط آئے جن میں مرقوم تھا کہ رحمۃ اللعالمین بھجوا دیجئے کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو قاضی سلیمان کی کتاب رحمۃ للعالمین پڑھا کرو (کرامات اہلحدیث صـ۲۳)

قربان جائیں علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ یزید کی پیدائش سے بھی قبل آپ نے کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ کو فرما دیا تھا کہ تم سے یہ چابی ایک ظالم حکمران چھینے گا۔ چنانچہ اُنسے وہ چابی یزید بے نصیب نے چھینی اور زبان مصطفوی سے ظالم قرار پایا۔ جس شقیِ ازلی کو زبان محمدی ظالم کہہ رہی ہے بھلا اس کے ظالم ہونے میں پھر کیا شک باقی ہو گا۔ اور پھر بیان کرنے والی کتاب بھی وہ ہے جو بقول شما بارگاہ رسالت کی مصدقہ ہے۔

آیت ۱۰ :۔ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ

ترجمہ :۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے مصیبت میں ڈالا مومن مردوں اور عورتوں کو پھر انہوں نے توبہ نہ کی۔ پس واسطے اُن کے عذاب

عَذَابُ الْحَرِيْقِ پ ۳۰ س بروج آیت ۱۰ | ہے جہنم کا، اور واسطے انکے عذاب ہے جلانے والا۔

یزید پلید کے زمان شقاوت نشان میں واقعہ حرہ پیش آیا جس پر مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۷ پر
حاشیہ ۶ پر ہے ایام الحرۃ یوم مشہور فی الاسلام ایام یزید لما نہب المدینۃ
عسکر من اہل الشام ندبہم لقتال اہل المدینۃ من الصحابۃ والتابعین وامر
علیہم مسلم بن عقبۃ فی ذی الحجۃ سنۃ ثلث وستین ترجمہ:۔ تاریخ اسلام میں واقعہ حرہ ایک مشہور واقعہ
ہے جو یزید کے زمانہ میں پیش آیا، جب ۶۳ھ میں یزید نے اہلِ شام کا ایک لشکر مسلم بن عقبہ
کے زیر کمان مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور انہوں نے مدینہ شریف کو تاخت
وتاراج کیا۔ نیز تاریخ الخلفاء ص ۱۶۴ پر کچھ مزید وضاحت ہے وما ادراك ما وقعۃ الحرۃ ذکرھا
الحسن مرۃ فقال واللہ ما کاد ینجوا منہم احد قتل فیہا خلق من الصحابۃ ومن
غیرہم ونہبت المدینۃ وافتض فیہا الف عذراء فانا للہ وانا
الیہ راجعون ترجمہ:۔ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب مدینہ منورہ پر لشکر
کشی کی گئی تو مدینہ کا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اس لشکر کے ظلم وتشدد سے بچا ہو۔ ہزارہا صحابہ
شہید ہوئے۔ مدینہ شریف کو خوب لوٹا گیا۔ ہزاروں لڑکیوں سے حرم محترم میں زنا بالجبر کیا گیا
انا للہ وانا الیہ راجعون (تاریخ الخلفاء اردو ص ۳۰۵) نیز علامہ سبط ابن جوزی بھی انکے
ہم نوا ہیں۔ آپ لکھتے ہیں قال ہشام بن حسان ولدت الف امرأۃ بعد الحرۃ
من غیر زوج (تذکرۃ الخواص ص ۲۸۹) یعنی جو یزیدی فوج نے تین دن تک مدینہ طیبہ کی کنواری
لڑکیوں سے حرم پاک میں زنا بالجبر کیا اس سے تقریباً ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے زنا کی
اولاد جنی۔ واستغفر اللہ۔

محقق بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اسی واقعہ حرہ کو ذرا تفصیل سے
لکھتے ہیں فرماتے ہیں۔ اشنع شنایع واتبع قبایح کہ در زمان یزید پلید بعد از قتل حضرت امام
حسین بن علی سلام اللہ علیہما وقوع یافتہ واقعہ حرہ است ...... حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم

در سفرے از اسفار بیرون آمدہ چوں بحرہ زہرہ رسید بایستاد وآیت مصیبت انا للہ وانا الیہ
راجعون برخواند پرسید یار رسول اللہ چہ دیدی کہ استرجاع نمودی فرمود (ص ۳۵) فرمود
کشتہ شوند دریں سنگستان آنہائے کہ خیار امت من باشند ...... روزے در عہد امیر المومنین
عمر باران بسیار باریدہ بود وے با یاران خود بسیر وسواد مدینہ منورہ بیرون آمدہ تا بموضعی رسید
کہ آنرا حرہ واقم گوئیند وسیلہائے آب از ہر کنار وادی رواں میرفت کعب احبار ہم دراں میاں
بود گفت بہ تحقیق واللہ یا امیر المومنین سیلہائے خون ہم دریں وادی رواں گردد ...... (ص ۳۶)
عثمان بن محمد جماعت را از اہلِ مدینہ بجانب یزید پلید روانہ ساخت چوں ایں جماعت بمدینہ
منورہ عود نمودند زبان بسب وشتم یزید پلید بکشادند و بے دینی وشرب خمر وارتکاب مناہی
وملاہی ولعب کلاب ودیگر اوصاف ذمیمہ اورا یاد کردند واز بیعت او خلع وتبری نمودند و
باقی اہل مدینہ را نیز از بیعت واطاعت او بیزار ساختند منذر کہ یکے ازاں جماعت
بود گفت واللہ وے مرا صد ہزار درہم جائزہ داد ولیکن من راستی را از دست نہ دہم وے
شارب خمر است۔ اہل مدینہ منورہ بعد از ظہور دلائل فسق وفساد یزید پلید خلع بیعت او نمودند
عبداللہ بن ابی عمر عمامہ خودرا برآورد وگفت وے دشمن خدا واتم السکر است من اورا از بیعت
برآوردم ہم چنانکہ دستار خودرا از سر خود برآوردم دیگرے برخاست ونعلین خودرا از پائے خود
برآورد و بر ہمیں نہج خلع بیعت یزید پلید نمود تا آنکہ مجلس از عمائم ونعال پر شد ..... ص ۳۹
یزید بن معاویہ مسلم بن عقبہ را با لشکر عظیم از اہل شام بقتال اہل مدینہ فرستاد تا ایشاں را بحرہ
مدینہ مطہرہ در غایت شناعت وقباحت بقتل رسانیدند وسہ روز ہتک حرمت حرم نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ وداد اباحت والحاد دادند ازیں جہت ایں را واقعہ حرہ نام آمدہ .....
ویک ہزار وہفت صد تن از بقایائے مہاجرین وانصار وعلماء تابعین اخیار بقتل رسانیدند واز
عموم ناس ورائے نساء اطفال دہ ہزار کس را کشتند وہفت صد از حاملان قرآن مجید ونود وہفت
از قوم قریش را در تحت تیغ ظلم در آوردند وفسق وفساد وزنا را مباح ساختند تا بجدیکہ آوردہ

اندکہ ہزار زن بعد ازیں واقعہ اولاد زنا زائیدند و اسپاں را در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جولان دادند و در روضۂ شریف کہ نام موضعی ست درمیان قبر و منبر منیف وحدیث صحیح ورود یافتہ کہ روضہ است از ریاض جنت اسپاں بول و روث کردند...... مدینہ منورہ دراں زماں مطلق از مردم خالی ماندؔ فواکہ و ثمرات او نصیب وحوش و بہائم آمد وکلاب و دیگر حیوانات در مسجد شریف آرام گاہ ساخت و مصداق آنچہ مخبر صادق بداں خبر دادہ بود (ص۳۷) نیز آوردہ اندکہ تا سہ روز اکثر مردم مدینہ منورہ را در بند داشت کہ بوئے طعام و شراب بمشام ایشاں نمیرسید ص۴۲ سعید بن المسیب داکہ از کبار تابعین بود وے گفت کہ در لیالی حرہ ہیچ یکی در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غیر من نمی بود واہل شام کہ در مسجد می آمدند می گفتند کہ ایں پیرک دیوانہ دریں جاچہ می کند وہیچ وقت نماز نمی درآمد کہ من آواز اذان و اقامت نماز از حجرہ شریف نمی شنیدم و ہم بداں اذان و اقامت نماز میکردم ص۴۳۔ و از جملہ قبایح و شنائع ایں واقعہ شنیعہ آوردہ اندکہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رادیدند کہ موئے ریش او ہمہ بریدہ است پرسیدند کہ ایں چہ صورت ست گفت ایں از آثار ظلم اہل شام است کہ در واقعہ حرہ رسیدہ طائفہ درخانۂ من درآمدند وہرچہ از متاع بیت واسباب خانہ باشد ہمہ راپاک ببرد جماعہ دیگر رسیدند چوں ہیچ چیز درخانہ نیافتند آتش قہر در نہاد ایشاں افتاد گفتند شیخ را بجنبانید ہرکدام از ایشاں از ریش من موئے برکندند وبایں حال کہ مرامی بینید رسانیدند ص۴۴ (تمام از جذب القلوب الی دیار المحبوب)۔

ترجمہ:۔ سانحہ کربلا کے بعد یزید پلید کے زمانہ میں سب سے بڑی برائی واقعہ حرہ کا وقوع ہے (جو ۲۸ ذوالحجہ ۶۳ھ بروز بدھ ہوا) حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ باہر تشریف لے گئے، جب مقام حرہ میں پہنچے تو کھڑے ہوگئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا اس سنگستان میں میری اُمت کے بہترین لوگ شہید ہوں گے...... حضرت عمر کے زمانہ میں ایک دن بہت بارش ہوئی اور حضرت عمر دوستوں کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے اطراف میں نکلے جب حرہ کے مقام پر پہنچے تو حضرت کعب احبار نے کہا خدا کی قسم تورات میں ہے اس وادی میں

جس طرح آج پانی بہہ رہا ہے ایک وقت یہاں اسی طرح خون بہے گا......

عثمان بن محمد (یزیدی والئ مدینہ) نے مدینہ طیبہ کے معززین کی ایک جماعت یزید کی طرف روانہ کی (یزید نے ان کو ایک ایک لاکھ درہم دے کر واپس کیا) جب یہ جماعت واپس مدینہ منورہ پہنچی تو یزید پلید کے سب وشتم میں زبان کھولی اور اس کی بے دینی، شراب نوشی فسق و فجور، کتوں کے ساتھ کھیلنا اور اس طرح کی اس کی دیگر برائیوں کا ذکر کیا اور اس کی بیعت توڑ ڈالی اور اس سے بیزاری کا اظہار کیا۔ دیگر اہالیانِ مدینہ نے بھی ان کی اطاعت کرتے ہوئے یزید کی بیعت توڑنے کا اعلان کر دیا۔ منذر جو کہ اس وفد کے ایک رکن تھے فرمانے لگے بے شک اس نے مجھے ایک لاکھ درہم نذرانہ دیا ہے لیکن یہ نذرانہ مجھے سچ کہنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ یزید شراب پیتا ہے۔ چنانچہ اہالیان مدینہ منورہ پر جب یزید پلید کا فسق و فساد ظاہر و باہر ہوگیا تو سب نے اس کی بیعت توڑ ڈالی۔ سب سے پہلے عبداللہ بن ابن عمر نے اپنا عمامہ اُتار کر پھینکا اور کہا جس طرح میں نے اپنا عمامہ اُتار پھینکا ہے اسی طرح میں یزید کی بیعت اپنے سر سے اُتارتا ہوں کیونکہ وہ خدا کا دشمن اور ہمیشہ شراب کے نشہ میں مخمور رہتا ہے۔ پھر ایک آدمی اُٹھا اور اس نے اپنا جوتا اُتار کر پھینکا اور کہا اسی طرح میں یزید پلید کی بیعت اُتارتا ہوں پھر سب نے اس طرح کرنا شروع کر دیا، کسی نے عمامہ پھینکا، کسی نے جوتا حتیٰ کہ مجلس میں عماموں اور جوتوں کا ڈھیر لگ گیا۔ جب یزید کو اہلِ مدینہ کے خلع بیعت کا علم ہوا تو اس نے مسلم بن عقبہ کے زیرِ کمان شامیوں کا ایک بڑا لشکر اہلِ مدینہ سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تاکہ اہالیانِ مدینہ کو نہایت بے دردی سے قتل کرے اور جتنی شدت کر سکتا ہو کرے۔ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ پہنچ کر تین دن تک حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کی اور دادِ بے دینی دی ایک ہزار سات سو (۱۷۰۰) آدمیوں کو مہاجرین و انصار اور علماء تابعین میں سے شہید کیا۔ عورتوں اور بچوں کے علاوہ عوام میں سے دو ہزار (۲۰۰۰) آدمیوں کو مار ڈالا سات سو (۷۰۰)

حافظِ قرآن شہید ہوئے نیز قوم قریش کے ستانوے (۹۷) افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کیا فسق و فساد اور زنا کو مباح کر دیا اس واقعہ کے بعد ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے (جن پردہ نشینوں کو گھروں سے نکال کر یزیدی فوج میں تقسیم کیا گیا تھا اور انہوں نے تین دن تک زبردستی حرم محترم میں ان سے زنا بالجبر کیا) اولاد زنا کی جنی۔ یزید کے حکم کے مطابق تین دن تک حرم مدینہ مباح رہا۔ قتل و غارت گری، لوٹ مار اور بدکاری انکا پیشہ رہا۔ یزیدی اپنے گھوڑوں کو مسجد نبوی میں جولانی دیتے تھے۔ اور مسجد شریف کا وہ حصہ جس کے متعلق صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (مابین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة متفق علیہ ومشکوٰۃ ص۶۰) وہاں ان کے گھوڑے لید اور پیشاب کرتے تھے۔ اکثر آدمیوں کو اس طرح قید میں رکھا گیا کہ تین دن تک پانی اور غذا کی خوشبو بھی ان تک نہ پہنچی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ پر ایک دن ایسا بھی آئے گا جب انہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا اور مدینہ وحشی جانوروں کا مرکز بن جائے گا۔

(اس حدیث کو حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اس طرح نقل فرمایا ہے عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لتترکن المدینة علی احسن ما کانت حتی یدخل الکلب والذئب فیغذی علی بعض سواری المسجد او علی المنبر فقالوا یارسول الله فلمن تکون الثمار ذلك الزمان قال للعوافی الطیر والسباع (موطا امام مالك ص۳۵۹)

اس حدیث پر اُسی صفحہ پر حاشیہ ۱۷ کے تحت درج ہے قال العیاض رحمه الله.... حین انقلب الخلافة عنها الی الشام والعراق۔ یہی حدیث شریف دوسری سند کے ساتھ بخاری شریف ۱ ص۲۵۲ پر ابواب العمرہ میں باب من رغب عن المدینة میں بھی موجود ہے۔ اس حدیث شریف کے تحت شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

قیل یا اباهریرة من یخرجهم قال امراء السوء۔ فتح الباری ۴ ص۴۳۷ یعنی جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تو آپ سے پوچھا گیا کہ اہل مدینہ کو مدینے سے نکلنے پر کون مجبور کرے گا آپ نے فرمایا "بُرے حاکم۔" اس حدیث کا مصداق یہی المناک واقعہ ہے۔ اس زمانہ میں مدینہ منورہ مطلقاً" آدمیوں سے خالی ہو گیا تھا اور شہر کے پھل چوپایوں کی غذا بنتے تھے۔ کتے اور دوسرے جانوروں نے مسجد شریف میں رہنا شروع کر دیا تھا (اس واقعہ کے ساتھ یہ آیت بھی تلاوت فرمالیں تاکہ فیصلہ مزید آسان ہو جائے واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیها ویهلك الحرث والنسل والله لا یحب الفساد سورہ بقرہ آیت ۲۰۵ اور جب لوٹا تو زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی اور فصلوں اور نسلوں کو تباہ کیا اور اللہ تعالےٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا) حضرت سعید بن مسیب جو کہ مشہور تابعی ہیں بیان فرماتے ہیں کہ حرہ کے دنوں میں تین دن تک مسجد نبوی میں اذان و اقامت نہ ہوئی اور میرے سوا (اہل مدینہ میں سے) مسجد شریف میں کوئی نہ تھا اہل شام مسجد میں آتے تو کہتے یہ دیوانہ بڈھا یہاں کیا کر رہا ہے اور جب بھی نماز کا وقت آتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے اذان و اقامت کی آواز آتی تھی اور میں اسی اذان و اقامت سے نماز ادا کر لیتا تھا (یہ واقعہ حدیث شریف میں بھی بایں الفاظ موجود ہے۔ لما کان ایام الحرة لم یؤذن فی مسجد النبی صلی الله علیه وسلم ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن مسیب المسجد وکان لا یعرف وقت الصلوٰة الا بهمهمة یسمعها من قبر النبی صلی الله علیه وسلم (دارمی شریف ص۲۵ مشکوٰۃ شریف ص۵۴۳)

یہ واقعہ پڑھنے کے بعد ذرا قرآن کریم کی یہ آیت بھی تلاوت فرمالیں۔ ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الاخرة عذاب عظیم پ ۱ س بقرہ ترجمہ:۔ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو گا جس نے مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکا اور اس کے اجاڑنے کی کوشش

کی ..... ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔"
واقعہ حرہ کے ذلت آمیز واقعات میں سے ایک ذلیل واقعہ یہ بھی ہے کہ صحابیٔ رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کی داڑھی کے تمام بال غائب تھے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کی داڑھی کو کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ شامیوں کے ظلم کی نشانی ہے شامیوں کا ایک گروہ میرے گھر میں گھس آیا اور تمام اسبابِ خانہ (حتیٰ کہ میرا پانی پینے کا پیالہ بھی) لے گئے اس کے بعد دوسری جماعت آئی گھر خالی دیکھا تو ان میں غصہ اور قہر کی آگ شعلہ زن ہوئی کہنے لگے شیخ کو ہلاؤ پھر تو ان لوگوں میں سے ہر ایک نے میری داڑھی کا ایک ایک بال اکھیڑنا شروع کر دیا اور اس طرح کر دیا جس طرح کہ تم مجھے اب دیکھ رہے ہو (جذب القلوب اردو صـ۴۳ تا ۴۴) استغفر اللہ۔ دنیا کے کتوں نے دنیا کا مال نہ ملنے پر صحابیٔ رسول کی داڑھی نوچ ڈالی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مورخ ابی حنیفہ دینوری اس واقعہ کو اس طرح ذکر کرتے ہیں ذکر ابو هارون ..... قلت یا ابا سعید ماحال لحیتك فقال هذا فعل ظلمة اهل الشام یوم الحرة دخلوا علی بیتی فانتهبوا ما فیه حتی اخذ وا قدحی الذی کنت اشرب فیه الماء ثم خرجوا ودخل علی بعدهم عشرة نفر وانا قائم اصلی فطلبوا البیت فلم یجدوا فیه شیئا فاسفوا لذلك فاحتملونی من مصلای وضربوا بی الارض واقبل کل رجل منهم علی مایلیه من لحیتی الخ (اخبار الطوال صـ۲۶۵)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں

ان بعض اولئك العسكر دخلوا من الحرة علی ابی سعید الخدری فاخذوا ما فی البیت ثم دخلت طائفة اخری فلم یجدوا شیأ فاضجعوه ثم جعل کل یاخذ من لحیته خصلة (تطہیر الجنان صـ۶۰)

ترجمہ اوپر جذب القلوب میں لکھا جا چکا ہے۔

یزید کے فسق و فجور کی مزید جھلک دیکھنی ہو تو درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔
ارشاد الساری ج۵ صـ۱۰۳۔ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ج۱ صـ۱۱۔ البدایہ والنہایہ ج۸ صـ۲۳۲۔

شرح فقہ اکبر صـ۷۳۔ تذکرہ خواص الامہ صـ۲۶۱۔ شرح عقائد نسفی صـ۱۱۷۔ مکتوبات قاضی ثناء اللہ پانی پتی صـ۲۰۳۔ شذرات الذہب صـ۶۹۔ روح المعانی ج۲۶ صـ۷۳۔ منہاج السنہ ج۲ صـ۲۴۹۔ تفسیر مواہب الرحمان سورۃ حشر۔ مقتل حسین خوارزمی ج۲ صـ۵۸۔ تاریخ طبری ج۶ صـ۲۲۹۔ ابن اثیر ج۴ صـ۶۳۔

قارئین کرام! اس باب میں آپ تیرہ (۱۳) آیات قرآنیہ، بخاری شریف مسلم شریف، موطا امام مالک، دارمی شریف اور مشکوٰۃ شریف کی احادیث مبارکہ اور ان پیش کردہ آیات کریمہ اور احادیث مقدسہ کی تشریح کے طور پر حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت عبداللہ صالح، علامہ ابن جوزی، قاضی ابو یعلی، علامہ سبط ابن جوزی علامہ برزنجی، قاضی عیاض، علامہ عسقلانی، علامہ ابن حجر مکی ہیتمی، علامہ طیبی، علامہ سیوطی، علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن کثیر، علامہ آلوسی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی قاضی ثناء اللہ پانی پتی، مورخ دینوری، مورخ ابن اثیر، قاضی سلیمان منصور پوری غیر مقلد، مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچوی، مولوی وحید الزمان غیر مقلد، عبدالمجید سوہدری غیر مقلد وغیرہ کے اقوال ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

ان آیات قرآنیہ، احادیث مقدسہ، تفاسیر معتبرہ، فرامین محدثین کرام اور اقوال علماء، اسلاف، اکابرین غیر مقلدین اور اکابرین دیوبند کے نظریات ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ان حوالہ جات کو بار بار بغور پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا ایسا فاسق و فاجر، شرابی، زانی، ظالم و جابر، خبیث و پلید، بدعقیدہ اور جری علی الکبائر شخص ایک عام شریف آدمی کہلانے کا بھی مستحق ہو سکتا ہے چہ جائیکہ اسے امیر المومنین کہہ کر اس مکرم و معظم لقب کی توہین کی جائے۔

ناپاک اور نجس تھی طبیعت یزید کی
گستاخ و بے ادب تھی جبلت یزید کی

دوسرا باب:

احادیث مقدسہ کے بیان میں

فرمانِ خداوندی ہے فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذالک خیر و احسن تأویلا پ۵ ع۵ س نساء آیت ۵۹ ترجمہ: پس اگر اختلاف ہو جائے تمہارا کسی چیز میں پس چاہیے کہ رجوع کرو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اگر ہو تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے۔ یہ بہت بہتر ہے اور یہ بہت اچھی تحقیق ہے۔" دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے وما اتا کم الرسول فخذوہ وما نھا کم عنہ فانتھوا پ۲۸ س حشر ع۴ آیت ۳۶ یعنی جو کچھ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنایت فرمائیں وہ لو اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔" اور جب کسی مسئلہ میں مخبرِ صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی فیصلہ فرما دیں تو بمطابق حکم خداوندی وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم پ۲۲ س احزاب آیت ۳۶ ترجمہ: کسی مسلمان مرد و عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرما دیں تو پھر انہیں اپنے اس معاملہ کا کچھ اختیار رہے" کسی صاحب ایمان کو اس فیصلہ کو بدلنے یا اس کے خلاف کرنے کا بالکل کوئی حق باقی نہیں رہتا کیونکہ بمطابق فرمانِ الٰہی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی پ۳ آل عمران ع۱ ۳۱ تم فرما دو اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اے لوگو اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ حضور کا حکم بدل وجان

ماننے سے ہی خدا کی رضا حاصل ہو سکتی ہے بلکہ اس خدائے بزرگ و برتر نے تو من یطع الرسول فقد اطاع اللہ پ۵ س نساء آیت ۸۰ جس نے اطاعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گویا اس نے خود اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی" فرما کر حضور کی اطاعت ہی کو اپنی اطاعت قرار دے دیا ہے اور ہو بھی کیوں نا۔ جبکہ اللہ اور رسول کے فرامین میں اختلاف و تضاد ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی فیصلہ فرماتے ہیں تو ہمیشہ رضائے خداوندی اور حکم الٰہی کے مطابق ہی فرماتے ہیں اور اس بات پر کلام الٰہی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی پ۲۷ نجم آیت ۳-۴ کی نصِ قطعی شاہد عادل ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبینا پ۲۲ س احزاب آیت ۳۶ یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے پس بے شک وہ کھلی گمراہی میں ہے" نیز قرآنِ کریم میں سینکڑوں مقامات پر فرمانِ خداوندی کے بعد فرامینِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا وجوبی حکم موجود ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن کی طرف گورنر بنا کر بھیجا تو آپ نے پوچھا اے معاذ تم لوگوں کے جھگڑوں کے فیصلے کس طرح کرو گے۔ حضرت معاذ نے عرض کی بکتاب اللہ اللہ کی کتاب قرآن مجید کے مطابق۔ حضور نے فرمایا۔ اگر تمہارے مطلوبہ مسئلہ کا حل تمہیں قرآن کریم سے نہ مل سکے تو پھر کیا کرو گے۔ عرض کی فبسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی قرآن کریم کے بعد میرا دوسرا ماخذ احکاماتِ مصطفوی ہوں گے الخ حضور یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا تھا (مشکوٰۃ شریف ص۳۱۶۔ ترمذی شریف ج۱ ص۱۵۹۔ دارمی شریف ص۲۵۔ ابوداؤد شریف)

اس حکم خداوندی اور فرمانِ مصطفوی اور عملِ صحابہ کے مطابق ہم نے بھی مسئلہ ہذا

کی وضاحت کے لیے آیاتِ قرآنیہ کو مقدم رکھا ہے اور دلیل ثانی یا ماخذ ثانی فرمودہ جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ التحیۃ والثناء کو تسلیم با تکریم کرتے ہوئے اب اس مسئلہ میں اپنے مدعا کو ثابت با اجابت کرنے کے لیے اس مسئلہ کی موضح سینکڑوں احادیثِ مقدسہ میں سے صرف دس (۱۰) احادیثِ مقدسہ پیش کرتے ہیں تاکہ اہل ایمان حضرات فرامینِ محمد کریم صلی اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم کو مشعلِ راہ بناکر اپنے لیے صراطِ مستقیم کے طریقہ کا انتخاب باصواب فرما سکیں اور اپنے عقیدہ کو سنوار سکیں. اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت پر ایمان و یقین رکھنے، اس کے مطابق عقیدہ بنانے، اس پر عمل پیرا ہونے اور اس پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے. آمین بجاہ سید المرسلین

حدیث ۱: عن ابی عبیدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید.

(مسند فردوس دیلمی ج۵ ص۲ طبع بیروت)

ترجمہ: حضرت ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت کا معاملہ حق و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کرے گا اس کا نام یزید ہوگا.

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ نے اس حدیث شریف کو تطہیر الجنان ص۶۴ اور صواعق محرقہ ص۲۲۱ پر نقل کیا ہے. نیز تقریباً اسی مفہوم کی ایک حدیث شریف مسند رویانی کی بھی بایں الفاظ نقل کی ہے عن ابی الدرداء سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید. ان احادیثِ مبارکہ کو مفسرِ قرآن مورخ اسلام جناب حافظ ابن کثیر نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف البدایہ والنہایہ کی جلد نمبر ۸ کے ص۲۳۱ پر اور خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی معروف تصنیف

تاریخ الخلفاء کے ص۱۴۶ پر (تاریخ الخلفاء اردو ص۳۰۵) اور شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ماثبت من السنہ کے صفحہ ۳۴ پر بھی نقل کیا ہے نیز مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ (برادر خورد مولوی بارک اللہ صاحب رحمہ اللہ مصنف انواع بارک اللہ) نے یہاں تک لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ کو بھی اس سانحہ کی خبر دے دی تھی (باراں انواع ص۲۲۸) اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ جس بدبخت کی بدبختی اور شقاوت کی گواہی زبانِ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے ادا ہو چکی ہے تو اس کے متعلق "امیر المومنین، سیدنا، جنتی اور بخشا ہوا" جیسے پاکیزہ الفاظ بولنا کب جائز ہوں گے. بلکہ ایسا عقیدہ رکھنا روح اسلام کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے. اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو فیصلۂ مصطفوی پر ایمان قائم رکھنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین

حدیث ۲: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعوذوا باللہ من راس السبعین وامارۃ الصبیان. (روح المعانی ج۶ ص۱۹۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو سنہ ۷۰ھ کی ابتداء سے اور لڑکوں کی حکومت سے." (مشکوٰۃ شریف ص۳۲۵، سیرۃ الحلبیہ [illegible])

مفسرِ قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہ حدیث اسی طرح اپنی مشہور زمانہ کتاب البدایہ والنہایہ کی جلد نمبر ۸ کے ص۲۳۱ پر نقل کی ہے. سنہ ۷۰ھ کی ابتداء یعنی سنہ ۶۰ھ کے بعد اگلے عشرے کے ابتدائی سال. چنانچہ سانحہ کربلا ۱۰ محرم الحرام شریف سنہ ۶۱ھ میں وقوع پذیر ہوا اور سنہ ۶۳ھ میں واقعہ حرہ کا وقوع ہوا اور بعد ازاں کعبۃ اللہ پر لشکر کشی کی گئی. کعبہ پہ پتھر برسائے گئے، غلاف کعبہ جل گیا وغیرہ اور یہ تمام واقعات یزید پلید کے زمان شقاوت نشان میں ہوئے. مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کو نقل کرکے امارۃ الصبیان کے الفاظ پر حاشیہ لکھا ہے ای من حکومۃ

الصغار الجهال کیزید بن معاویة واولاد حکم بن مروان وامثالهم ۔
حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۵ یعنی وہ بدنصیب حکمران لڑکے جن کے دورِ حکومت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے رہے ہیں اور مسلمانوں کو اس بدترین دور سے پناہ مانگنے کا حکم فرماتے رہے ہیں وہ یزید بے دید کا دورِ حکومت ہے اور مروان کی اولاد اور ان جیسے بُرے لوگوں کا دور ہے۔ شارح بخاری علامہ قسطلانی یزید کے مظالم کا مفصّل ذکر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں واخرج یعقوب بن سفیان فی تاریخه بسند صحیح عن ابن عباس جاء تأویل هذه الاية علی راس ستین سنة (ارشاد الساری شرح بخاری ج ۱۰ ص ۲۰)
یعنی ظالم لڑکوں کی حکومت والی بات ۶۰ھ کے آخر میں پوری ہوئی۔ اس سن میں یزید تخت نشین ہوا تھا۔ شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں

ولما بلغ یزید ان اهل المدینة خلعوه وجهز لهم جیشا مع مسلم بن عقبة المری وامره ان یدعوهم ثلاثا فان رجعوا والا فیقاتلهم وانه اذا ظهر یبیح المدینة للجیش ثلاثا ثم یکف عنهم فتوجه الیهم فوصل فی ذی الحجة سنة ثلاث وستین فحاربوه وکانوا قد اتخذوا خندقا وانهزم اهل المدینة وقتل ابن حنظلة واباح مسلم بن عقبة ثلاثا فقتل جماعة من بقایا المهاجرین والانصار وخیار التابعین وهم الف وسبع مائة وقتل من اخلاط الناس عشرة آلاف سوی النساء والصبیان وقتل بها جماعة من حملة القرآن وقتل جماعة صبرا منهم معقل بن سنان ومحمد بن ابی الجهم بن حذیفة وجالت الخیل فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم وبایع الباقین کرها علی انهم خول لیزید واخرج

یعقوب بن سفیان فی تاریخه بسند صحیح عن ابن عباس جاء تأویل هذه الآیة علی راس ستین سنة ولو دخلت علیهم من اقطارها ثم سئلوا الفتنة لاتوها یعنی ادخال بنی حارثة اهل الشام علی اهل المدینة فی وقعة الحرة قال یعقوب وکانت وقعة الحرة فی ذی القعدة سنة ثلاث وستین وذکر ان المدینة خلت من اهلها وبقیت ثمارها للعوافی من الطیر والسباع کما قال علیه الصلوٰة والسلام ۔

(ارشاد الساری شرح بخاری ج ۱۰ ص ۲۰)

ترجمہ :۔ اور جب یزید کو خبر ملی کہ اہلِ مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی ہے تو اس نے مسلم بن عقبہ کے زیر کمان ایک لشکر تیار کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ اہلِ مدینہ کے سامنے تین مرتبہ میری بیعت پیش کرنا اور اگر انکار کریں تو ان سے جنگ کرنا اور مدینہ منورہ کو اپنے لشکر کے لیے تین دن تک مباح قرار دے دینا (کہ وہ وہاں جو چاہے کریں) چنانچہ مسلم بن عقبہ ذوالحج ۶۳ھ میں مدینہ منورہ پہنچا اور اہلِ مدینہ سے جنگ کی۔ اہلِ مدینہ نے ایک خندق کھودی تھی لیکن (سامان حرب کی کمی، تعداد کی کمی اور مروان کی چال کی وجہ سے) اہلِ مدینہ کو شکست ہوئی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما بھی شہید ہو گئے اور مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ میں قتل و غارت گری اور زنا وغیرہ کو تین دن تک جائز قرار دے دیا تھا۔ بقایا مہاجرین و انصار صحابہ کرام اور خیار تابعین کی ایک جماعت کو شہید کر دیا جو کہ سترہ سو (۱۷۰۰) تھے اور عام لوگوں میں سے دس ہزار (۱۰۰۰۰) آدمی عورتوں اور بچوں کے علاوہ شہید کیے اور ایک جماعت قرآن کریم کے حافظوں کی کو شہید کیا اور ایک جماعت کو باندھ کر شہید کیا جن میں معقل بن سنان اور

محمد بن ابی الجہم بن حذیفہ بھی تھے اور یزیدی مسجد نبوی شریف میں اپنے گھوڑوں کو دوڑایا کرتے تھے اور بعض نے بالاکراہ بیعت قبول کرلی اور وہ یزید کے غلام ہوئے اور مورخ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا جس ظلم اور فتنے کی حضور نے پیشین گوئی فرمائی تھی وہ سنہ ۶۰ھ کے سرے میں پوری ہوئی (یعنی واقعہ حرہ میں یزیدیوں کا مدینہ منورہ میں داخل ہونا اور مورخ یعقوب نے لکھا ہے کہ واقعہ حرہ سنہ ۶۳ھ ذیقعد میں ہوا یزیدی لشکر اخیر ذیقعد میں وہاں پہنچا ہوگا اور ابتداء ذوالحج میں جنگ ہوئی ہوگی) اور ذکر کیا گیا ہے اس زمانہ میں مدینہ منورہ لوگوں سے خالی ہوگیا تھا اور مدینہ طیبہ کے پھل پرندے، چوپائے اور درندے کھاتے تھے جیساکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا (بخاری اور موطا کی حدیث آیات کے تحت گزر چکی ہے) اس حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

ای من فتنۃ تنشأ فی ابتداٰ السبعین من تاریخ الهجرة او وفاته علیه السلام وامارة الصبیان ای من حکومته الصغار الجهال کیزید بن معاویة واولاد الحکم بن مروان وامثالهم واغرب الطیبی حیث قال قوله وامارة الصبیان حال ای والحال ان الصبیان امراء یدبرون امر امتی وهم اغیلمة من قریش رآهم النبی صلی الله علیه وسلم فی منامه یلعبون علی منبره علیه الصلوٰة والسلام وقد جاء فی تفسیر قوله تعالی وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة اللناس۔ ر ۱۵ س ۱۷ بنی اسرائیل آیت ۶۰ کذا فی درمنثور فی التفسیر المأثور (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷ ص ۲۲۸، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۲۶) ترجمہ:۔ اس سے مراد وہ فتنہ ہے جو ابتدا ہجرت سے ساتویں عشرے کے ابتداء میں ظاہر ہوا یا آپ کی وفات

سے لے کر۔ اور امارۃ الصبیان سے مراد چھوٹی عمر کے جاہل لڑکوں کی حکومت ہے مثل یزید بن معاویہ اور اولاد مروان کے، اور اسی طرح کے اور حاکم۔ اور طیبی نے انکے حال پر تعجب کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نوجوان لڑکے حاکم بنیں گے اور میری اُمت کا انتظام سنبھالیں گے حالانکہ وہ کم عمر ہوں گے قریش میں سے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں انہیں دیکھا تھا کہ وہ آپ کے منبر شریف پر کھیل کود رہے تھے اور یہ اس آیت وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة للناس ۱۵ س بنی اسرائیل آیت ۶۰ کی تفسیر میں آیا ہے جیساکہ درمنثور فی التفسیر المأثور میں موجود ہے۔" شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سنہ ۶۰ھ کے متعلق حضرت ابوہریرہ کا قول نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں وفی روایة ابن ابی شیبة ان اباهریرة کان یمشی فی السوق ویقول اللهم لا تدرکنی سنة ستین وامارة الصبیان۔۔۔ فان یزید بن معاویة استخلف فیها (فتح الباری ج ۱۳ ص ۸) ترجمہ:۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار جا رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے اے میرے اللہ مجھے سنہ ۶۰ھ تک زندہ نہ رکھنا اور اے میرے اللہ میں لڑکوں کی حکومت بھی نہ دیکھوں"۔ شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ پناہ جوئید بخدا از شر سر سال ہفتاد و پناہ جوئید بخدا از امارت خورد آں ظاہر آنست کہ مراد ہفتاد از اوّل سال ہجرت است تا شامل کرد و امارت یزید بن معاویہ راکہ بر سر شصت سال شد چنانکہ روایت کردہ شدہ است از ابی ہریرہ کہ گفت پناہ میجویم بخدا از امارت ستین پس وفات یافت ابوہریرہ در سال پنجاہ و نہم و مراد بصبیان اولاد مروان است وہم ایشانند و مراد بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود دیدیم غلامان را یعنی کودکان از قریش راکہ بازی میکنند بر منبر من مثل بوزنہ و در حدیث دیگر فرمودہ ہلاک امت من بر دست

کودکان از قریش خواہد بود (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۱۷۰) ترجمہ :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں عشرے کی ابتدا کی شر سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے اور لڑکوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے ظاہر ہے کہ یہ ساتواں عشرہ ہجرت کے پہلے سال کے حساب سے ہے۔ اس طرح یزید کا زمانہ خلافت اس میں شامل ہو جاتا ہے کیونکہ یزید سنہ ۶۰ھ میں بادشاہ ہوا چنانچہ روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تھے۔ یا اللہ میں سنہ ۶۰ھ کی بادشاہت سے تیری پناہ مانگتا ہوں چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ۵۹ھ میں انتقال ہوگیا تھا (اللہ تعالے نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو یزید علید کے تخت نشین ہونے سے پہلے اپنے پاس بلا لیا) اور حکمران لونڈوں سے مراد مروان کی اولاد ہے اور اسی طرح کے دوسرے ظالم حکمران۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے میں نے قریش کے بعض چھوٹی عمر کے لڑکوں کو اپنے منبر پر بندروں کی طرح ناچتے کودتے دیکھا ہے (اوپر مرقاۃ میں حضور کی یہ خواب بیان ہو چکی ہے) نیز آپ کا فرمان ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے بعض کم عمروں کے ہاتھوں ہوگی اسی حدیث شریف کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں اور روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا۔ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ التحیۃ والثناء نے پناہ پکڑو ساتھ اللہ کے برائی تم ستر برس (ساتویں عشرے کی ابتداء) کے سے اور سرداری لڑکوں کی سے۔ ظاہر یہ ہے کہ مراد ستر برس اول سال ہجرت سے ہے تا شامل ہو امارت یزید بن معاویہ کو کہ سر ساٹھویں سال کے ہوا یعنی بعد وفات حضرت کے اور مراد لڑکوں سے اولاد مروان کی ہے (اور ان جیسے دوسرے) (مظاہر حق ج ۳ ص ۳۲۴ طبع لکھنو) اس حدیث کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی تصنیف عمیق، الاصابہ فی تمیز الصحابہ طبع مصری کی جلد ۳ کے صفحہ ۲۱۰ پر اور علامہ ابن حجر ہیتمی مکی نے صواعق محرقہ طبع مصری کے صفحہ ۲۲۱ پر علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جذب القلوب

الی دیار المحبوب مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۳۵ پر بھی نقل کیا ہے نیز مسند امام احمد ج ۳ ص ۳۲۶ البدایہ والنہایہ ج ۹ ص ۲۳۱، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۲۸ فتح القدیر ج ۳ ص ۲۲۹ اور مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۳۱ پر تقریباً یہی دعا معمولی الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مشہور صحابی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ البتہ آپ زمانہ یزید تک زندہ رہے اور یزیدیوں کے ظلم جھیلے۔

حدیث ۳ :۔ عن ابی ذر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا ذر قلت لبیک وسعدیک قال کیف انت اذا رأیت احجار الزیت قد غرقت بالدم۔ (ابو داؤد شریف ص ۵۸۵ مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۵)

ترجمہ :۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی۔ میں نے عرض کی آقا غلام حاضر ہے ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو حرہ واقم کے پتھروں کو خون میں ڈوبا ہوا دیکھے گا۔

شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

ثم وقعت الفتنۃ الثانیہ یعنی الحرۃ فلم یبق من اصحاب الحدیبیۃ احد فی النہایہ کانت الوقعۃ المشہورۃ فی الاسلام ایام یزید بن معاویۃ لما انتہب المدینۃ عسکرہ من اہل الشام الذین ندبہم لقتال اہل المدینۃ من الصحابۃ والتابعین وامر علیہم مسلم بن عقبہ فی ذی الحجہ سنۃ ثلاث و ستین فلم یبق من اصحاب الحدیبیۃ ای من اہل بیعت الرضوان۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۰ ص ۱۳۸) (ازالۃ الخفاء ص ۲۵ از شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ) یعنی فتنہ ثانیہ سے مراد واقعہ حرہ ہے جو یزید بن معاویہ کے دور حکومت میں پیش آیا۔ جب سنہ ۶۳ھ میں مسلم بن عقبہ کے زیر کمان

مدینہ پر حملہ کیا گیا۔ اس شامی لشکر کے ہاتھوں مدینہ منورہ کو غارت کیا گیا۔ اہل مدینہ کو قتل کیا گیا جن میں صحابہ کرام اور تابعین عظام بھی تھے۔ حتیٰ کہ حدیبیہ کے مقام پر حضور کے دستِ رحمت پر بیعت رضوان کرنے والوں میں سے ایک بھی باقی نہ بچا سب شہید کر دیئے گئے۔ جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بھی فتنہ ثانیہ سے مراد واقعہ حرہ ہی لیا ہے۔ اسی حدیث کے تحت برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے اُستاد شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔ وقتیکہ باشد در مدینہ کشتنی کہ میپوشد وبالا میرود ودمے گیرد خونہا موضعی راکہ نام او احجارالذیت است ..... واین اخبار است از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از واقعہ حرہ وآں اشنع وقایع واقبح قبائح امت زبان وگوش متکلم وسامع تحمل گفتن وشنیدن آں ندارد ووقوع آں در زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ است کہ بعد از واقعہ قتل امام حسین لشکرے انبوہ بمدینہ مطہرہ فرستادہ ہتک حرمت آں بلدہ مکرمہ ومسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کردہ واز صحابہ تابعین جماعت کثیرہ رابقتل رسانیدہ باشناعتہائے دیگر کہ نتواں گفت ودر تاریخ مدینہ (جذب القلوب الی دیار المحبوب) ذکر آں کردہ شدہ است از آنجا باید جست وبعد از خراب شدہ مدینہ ہمیں لشکر رابمکہ فرستادہ وہم دریں سال آں شقی بدارالبوار رفت (اشعۃ اللمعات ج۴ ص۱۵۱) اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جو کہ تقریباً اُوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے اس لیے اس کا الگ ترجمہ نہیں کیا گیا۔ مولف) جب مدینہ میں کشت وخون ہوا تو اتنا خون بہا کہ پتھروں سے اُوپر ہو گیا۔ اس جگہ کا نام احجارالذیت ہے جانب غرب مدینہ اس میں سیاہ پتھر ہیں گویا کہ ان پر زیتون کا تیل ملا گیا ہے (یہ احجارالذیت کی وجہ تسمیہ ہے) اور یہ خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ حرہ کی اور یہ نہایت بُرا واقعہ ہے کہ زبان اور کان کلام کرنے والے اور سننے والے کے تحمل کہنے اور سننے کا نہیں رکھتے

اور وقوع اس کا بیچ زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ کے ہوا کہ بعد واقعہ قتل امام حسین کے بہت سا لشکر مدینہ منورہ کو بھیجا اور ہتک حرمت اوس شہر اطہر اور مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کی اور صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیرہ کو قتل کیا اور بہت سی خرابیاں کیں کہ کہہ نہیں سکتے (حرم نبوی میں زنا بالجبر وغیرہ) اور بعد خراب کرنے مدینہ کے یہی لشکر مکہ کو بھیجا اور اسی سال وہ شقی واصل جہنم ہوا۔ مظاہر حق ج۴ ص۳۲۵) نیز یہ واقعہ مولوی محمد زکریا صاحب دیوبندی نے اوجز المناسک شرح موطا امام مالک ج۵ ص۳۵۴ پر، میر ابراہیم سیالکوٹیؒ غیر مقلد نے احیاء المیت ص۲۴ پر، مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۲۴ پر بھی الفاظ کے کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے اور ازالۃ الخفاء ص۵۹۷ پر جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بھی اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں اور اس کے حاشیے پر بھی اسکا ذکر موجود ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ صغیر کے ص۶۶ پر بھی اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے خود صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے انشاء اللہ آگے آ رہا ہے۔ مورخ اسلام علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔ جب یزید بن معاویہ حکمران ہوا اور اس کی بدعات اور ظلم اور ناحق کوشی و حق پوشی کا عالم میں ظہور ہوا تو انہوں نے دینی جوش میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی عبداللہ بن زبیر اور یزید کی لڑائی ہوئی جس میں انصار کو پسپا ہونا پڑا۔ لشکریان یزید نے بہت بڑے بڑے ظلم کیے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن مہاجرین انصار سے ستر بدری شہید ہوئے۔ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما بھی اس معرکہ میں مرتبۂ شہادت کو پہنچے یہ واقعہ ان ظلموں میں سے ایک ظلم تھا جو یزید سے سرزد ہوئے۔ (تاریخ ابن خلدون اُردو ج۲ ص۲۵۳) نیز علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ وضاحت فرماتے ہیں ان یزید لما بلغہ خبر اھل المدینۃ وما جری علیھم عند الحرۃ من مسلم بن عقبۃ

وجبیشہ فرح بذٰلک فرحا شدیدا (البدایہ والنہایہ ع۸ ص۲۲۳)

یعنی جب یزید پلید کو مسلم بن عقبہ اور اس کے لشکریوں کے ہاتھوں اہالیانِ مدینہ منورہ پر کیئے گئے مظالم کی اطلاع ملی تو وہ بہت زیادہ خوش ہوا۔ استغفر اللہ من ھذا لجور ورضاہ بذالک اس بات پر ذرا فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ملاحظہ فرمالیں انشاء اللہ قلب و دماغ کی تسلی و تشفی کا باعث بنے گا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا عملت الخطیئۃ فی الارض کان من شھدھا فکرھا وقال مرہ انکرھا کان کمن غاب عنھا ومن غاب عنھا فرضیھا کان کمن شھدھا (ابو داؤد شریف ص۵۱۵)

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زمین میں کوئی برائی ہوتی ہے تو اگرچہ کوئی آدمی وہاں موجود ہو لیکن اس برائی کو بُرا سمجھے اور اس سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرے تو گویا وہ وہاں تھا ہی نہیں اور جو اس بڑے واقعہ کے وقت وہاں موجود نہ بھی ہو لیکن جب وہ اس بُرائی کا ذکر سُنے اور خوش ہو تو وہ بھی اسی طرح گناہ گار ہوتا ہے گویا وہ اس برائی میں شامل تھا۔" اس حدیث شریف کے مسلم اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یزید عنید کے لشکر میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس کی صفائی پیش کرنے والے دوست ذرا غور فرمائیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ لشکر خود بخود نہیں چلا گیا تھا بلکہ اسکو تمام ظلم و جبر کا حکم دے کر خود یزید بے دید نے بھیجا تھا۔ اس کی وضاحت انشاءاللہ آگے آئے گی۔ تو جب وہ خود بھیج رہا ہے اور ظلم و جور کا حکم دے کر روانہ کر رہا ہے تو پھر فرمانِ وضاحت نشانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

(بخاری شریف) یعنی جو شخص کسی کام کا سبب بنے تو بے شک وہ اپنے ہاتھ سے کوئی کام بھی نہ کرے لیکن دلالت فعل کے سبب وہ بالکل اس کام کے کرنیوالے کی طرح ہو گا۔ اور اسی مرتکب فعل کی طرح ہر طرح کی جزاو سزا کا مستحق ہو گا۔ اہل عقل و دانش حضرات غور فرمائیں۔

حدیث ۴ عن سعد رضی اللہ عنہ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایکید اھل المدینۃ احد الاانماع کما ینماع الملح فی الماء۔ (بخاری شریف ع۱ ص۲۵۳)

ترجمہ:۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا جو مدینہ شریف کے رہنے والوں کے ساتھ برائی کا معاملہ کرے گا وہ گھل کر ختم ہو جائیگا جس طرح نمک پانی میں گھل کر ختم ہو جاتا ہے

امام منذری نے بھی یہ روایت بزاز سے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد حسن ہیں (الترغیب والترہیب ع۲ ص۲۴۳)۔ اسی حدیث شریف کو امام مسلم نے اور الفاظ کے ساتھ اور روایت سے یوں بیان فرمایا ہے۔

عن ابی ھریرۃ۔ قال ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم من اراد اھل ھذہ البلدۃ بسوء یعنی المدینۃ اذابہ اللہ فی النار ذوب الرصاص کما یذوب الملح فی الماء (مسلم شریف ع۱ ص۴۴۵)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس شہر مدینہ منورہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالےٰ اس کو آگ میں سیسے کی طرح پگھلائے گا یا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ اس حدیث شریف کو امام ابن ماجہ نے بھی نقل فرمایا ہے (ابن ماجہ ۔ ص ۔) امام منذری رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی روایات نقل کرنے کے بعد اور روایات بھی نقل کی ہیں۔

عن جابر بن عبد اللہ۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اخاف اھل المدینۃ فقد اخاف ما بین جنبی رواہ احمد ورجالہ الصحیح (الترغیب والترھیب ع۲ ص۲۳۲) یعنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا

جس نے اہالیانِ مدینہ منورہ کو خوفزدہ کیا پس درحقیقت اس نے میرے دل کو خوفزدہ کیا۔ امام منذری فرماتے ہیں اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس روایت کے تمام راوی صحیح ہیں۔ اور ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی نقل فرمائے ہیں!

اخافه الله یعنی اسے اللہ تعالیٰ ڈرائے۔ (الترغیب والترہیب ج۲ ص۲۳۲) طبرانی نے اوسط میں اور کبیر میں ایک روایت نقل کی ہے عن عبادة ابن الصامت رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال اللهم من ظلم اهل المدینة واخافهم فاخفه وعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین ولا یقبل منه صرف ولا عدل اسناده جید (الترغیب والترهیب ج۲ ص۲۳۲)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے میرے اللہ جو شخص اہلِ مدینہ پر ظلم کرے اور ان کو ڈرائے تو اسے ڈرا۔ نیز فرمایا اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی اور نہ قبول فرما اس سے فرض اور نہ نفل۔ علامہ طبرانی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند مضبوط ہے۔ امام نسائیؒ اور طبرانی نے یہی حدیث شریف حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے (الترغیب والترہیب ج۲ ص۲۳۴) اور طبرانی کی ایک روایت میں الفاظ ہیں وغضب علیه یعنی اے اللہ اس شخص پر اپنا غضب نازل فرما (الترغیب والترہیب ج۲ ص۲۳۷) علامہ منذری نے علامہ طبرانی کی ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں قال من آذی اهل المدینة آذاه الله وعلیه لعنة الله الخ ۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اہل مدینہ کو ڈرائے گا

اللہ تعالیٰ اسے ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی لعنت ہو اور تمام کائنات کی لعنت ہو۔ (الترغیب والترہیب ج۲ ص۲۴۲) اس حدیث کے تحت شارح بخاری علامہ شمس الدین محمد ابن یوسف کرمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

من اراد المکر بهم لا یمهله الله ولم یکن له کما انقضی شان من حاربها ایام بنی امیة مثل مسلم بن عقبة فانه هلك فی منصرفه عنها ثم هلك مرسله الیه یزید ابن معاویة علی اثر ذالك وغیرهما ممن صنع صنیعهما وقیل المراد وکادها اغتیالا وعلی غفلة من اهلها لا یتم له امره۔ (الکوکب الدراری شرح بخاری ج۸ ص۶۸) علامہ نووی شارح مسلم اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ ویکون ذالك لمن ارادها فی الدنیا فلا یمهله الله ولا یمکن له سلطان بل یذهبه عن قرب کما انقضی شان من حاربها ایام بنی امیة مثل مسلم بن عقبة فانه هلك فی منصرفه عنها ثم هلك یزید بن معاویة مرسله علی اثر ذالك وغیرهما ممن صنع صنیعهما قیل قد یکون المراد من کادها اغتیالا وطلبا لغرتها فی غفلة فلا یتم له امره بخلاف من اتی ذالك جهارا کامراء استباحوها (حاشیہ مسلم نووی ج۱ ص۴۴۱)

اس سے مراد وہ شخص ہے جو اہلِ مدینہ کے ساتھ دنیا میں برائی کا ارادہ کرے پس اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بالکل مہلت نہیں دیتے اور نہ اس کی حکومت باقی رہتی ہے بلکہ اس کی حکومت جلد ہی ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ بنی اُمیہ کے ان لوگوں کے ساتھ ہوا جو اہلِ مدینہ کے ساتھ لڑے۔ مثل مسلم بن عقبہ کے۔ پس وہ اس جنگ سے واپسی پر ہی ہلاک ہوگیا پھر اس کے جلد ہی بعد اس کو اس مہم پر بھیجنے والا یزید

ہوا تھا مسلم بن عقبہ بھی جلد ہی ہلاک ہوگیا اور اسی طرح اسے مدینہ منورہ پر لشکر کشی کے لیے بھیجنے والا یزید بھی جلد ہی اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا" اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں قال تورپشتی رحمہ اللہ ھی من الحرۃ التی کانت بہا الوقعۃ زمن یزید والامیر علی تلک الجیوش العاتیۃ مسلم بن عقبۃ المری المستبیح بحرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان نزولہ بعسکرہ فی الحرۃ الغربیۃ من المدینۃ فاستباح حرمتہا وقتل رجالہا وعاث فیہا ثلاثۃ ایام وقیل خمسۃ فلاجرم انہ انماع کما ینماع الملح فی الماء ولم یلبث ان ادرکہ الموت وھو بین الحرمین وخسر ھنالک المبطلون (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۱۰ ص۱۲۷)

ترجمہ:۔ علامہ تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یہ واقعہ حرہ میں ہوا جو کہ یزید عنید کے زمانہ میں ہوا اور ان لشکروں پر مسلم بن عقبہ امیر تھا اس نے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مباح کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ مقام حرہ میں اترا جو کہ جانب غرب مدینہ ہے پس حرم محترم کی بے حرمتی کی اور اس کے مکینوں کو قتل کیا اور مدینہ منورہ میں تین دن تک خونریزی کی اور کہا گیا ہے کہ پانچ دن پس اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ گھل گیا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور وہ خدا کی گرفت سے بچ نہ سکا اور تباہی مدینہ سے فارغ ہوکر مکہ مکرمہ کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ہلاک ہوگیا اور وہ بے دین اسی جگہ واصل جہنم ہوا۔"

شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ چنانچہ ظاہر شد از حال یزید شقی کہ بعد از واقعہ حرہ در اندک فرصت ہلاک شد و بعقاب الہی والم دق وسل بگداخت وفانی شد (اشعۃ اللمعات ج۲ ص۳۹۵)

ترجمہ:۔ چنانچہ یزید شقی کے حال سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے بعد تھوڑی مدت میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آیا اور سل اور دق کے مرض میں گھلتا ہوا ختم ہوگیا۔ شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ یزید پلید کا ایسا ہی حال ہوا کہ چند روز بعد واقعہ حرہ کے بیماری دق اور سل کی سے ہلاک ہوگیا (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ج۴ ص۷۴۷) شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اسی حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے انماع کے تحت لکھا ہے ای ذاب وھلک (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۶ ص۲۵) یعنی گھل جانا اور ہلاک ہو جانا" چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یزید عنید سل اور دق (ٹی بی) کی موذی اور ذلیل مرض میں گرفتار ہوا اور غضب الہی میں جل جل کر اپنے انجام کو پہنچا وھلک یزید بحوارین من ارض دمشق۔ یعنی یزید دمشق میں حوارین کے مقام پر مرگیا۔ ایک شاعر نے اس کی قبر کو دیکھ کر ایک شعر کہا۔

یا ایھا القبر بحوارینا — ضممت شر الناس اجمعینا

(مروج الذھب ج۳ ص۶۳)

یعنی اے وہ قبر جو حوارین میں ہے تو تمام انسانوں سے برے آدمی کو چھپائے ہوئے ہے۔

ڈھانپا کفن نے میرا عیوب برہنگی | میں ورنہ ہر لباس میں ننگ وجود تھا

۱۲۹ھ میں عباسیوں کے داعی ابومسلم خراسانی نے جب اقتدار پر قبضہ کیا اور اموی خاندان کا خاتمہ کیا تو اہل بیت کے انتقام میں اس نے تمام اموی خلفاء بمع یزید (باستثناء حضرت عمر بن عبدالعزیز) کی قبریں تلاش کرکے انہیں قبروں سے نکالا اور ۸۰، ۸۰ کوڑے مروائے اور سولی پر لٹکایا۔ بعد ازیں ان کو جلا دیا۔ سیرۃ النعمان از شبلی ج۱ ص۵۸۔ (امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص۱۶۹)

حدیث ۵:۔ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ لعنتھم و لعنھم اللہ و کل نبی یستجاب الزائد فی کتاب اللہ۔ والمکذب بقدر اللہ۔ والمتسلط بالجبروت لیعز من اذلہ اللہ ویذل من اعزہ اللہ۔ والمستحل لحرم اللہ والمستحل من عترتی ماحرم اللہ۔ والتارک لسنتی رواہ البیھقی۔

(مشکوٰۃ شریف ص۲۲)

ترجمہ:۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ آدمی ایسے بدبخت ہیں کہ ان پر میں نے بھی لعنت کی ہے اور اللہ تعالٰے نے بھی ان پر لعنت کی ہے اور تمام مستجاب الدعوات نبیوں کی بھی ان پر لعنت ہو۔ ۱۔ اللہ تعالٰے کی کتاب کو جھٹلانے والا، ۲۔ اللہ تعالٰے کی تقدیر کو جھٹلانے والا ۳۔ اور ظلم کے ساتھ حکومت کرنیوالا تاکہ ان لوگوں کو عزت دے جنکو اللہ تعالٰے نے ذلیل کیا ہے اور ان لوگوں کو ذلیل کرے جنکو اللہ تعالٰے نے عزت بخشی ہے ۴۔ اور اللہ تعالٰی کے حرام کئے ہوئے کو حلال جاننے والا ۵۔ اور میری اہل بیت کرام کے متعلق جو معاملہ اللہ تعالٰے نے حرام کیا ہے اسے حلال جاننے والا ۶۔ اور میری سنت کو ترک کرنیوالا

اس حدیث کی شرح میں شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں

(الزائد فی کتاب اللہ) ای القرآن وسائر کتبہ بان یدخل فیہ مالیس فیہ او یؤولہ بما یأباہ اللفظ ویخالف الحکم .... وتأویلہ بما یخالف الکتاب والسنۃ ...... فیشملہ اللعن لفسقہ بل کفرہ (والمکذب بقدر اللہ)

(والمتسلط بالجبروت) ای الانسان المستولی المتقوی

الغالب او الحاکم بالتکبر والعظمۃ الناشئ عن الشوکۃ والولایۃ والجبروت ...... قیل وانما یطلق ذالک فی صفۃ الانسان علی من یجبر نقیصتہ بادعاء منزلۃ من التعالی ولا یستحقھا او بتولیۃ المناصب من لا یستحقھا ومنعھا من یستحقھا (لیعز من اذلہ اللہ ویذل من اعزہ اللہ) ای من اذلہ اللہ لفسقہ او لکفرہ یرفع مرتبتہ علی المسلمین او یحکمہ فیھم ...... ویذل من اعزہ اللہ بان یخفض مراتب العلماء والصلحاء او نحوھم (والمستحل لحرم اللہ) یرید حرم مکۃ بان یفعل فیہ مالا یحل فیہ (والمستحل من عترتی ماحرم اللہ) ای من ایذائھم وترک تعظیمھم والعترۃ الاقارب القریبۃ وھم اولاد فاطمۃ وذراریھم وتخصیص ذکر الحرم والعترۃ وکل مستحل محرم ملعون لشرفھا .... قال الطیبی ویحتمل ان تکون بیانیۃ بان یکون المستحل من عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ تعظیم الجرم الصادر عنھم (والتارک لسنتی) ای المعرض عنھا بالکلیۃ او بعضھا استخفافا وقلۃ مبالاۃ کافر وملعون (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۱ ص۱۸۰)

ترجمہ:۔ (۱) اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا، یعنی قرآن اور باقی الہامی کتابیں، اس طریقہ سے کہ اس میں ایسی چیز داخل کرے جو اس میں سے نہیں ہے یا اس کی ایسی تاویل کرے جس کا اللہ کی کتاب کے الفاظ انکار کرتے ہوں، اور اس کے حکم کے خلاف ہو اور اس کی ایسی تاویل کرنی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو پس ایسے شخص کو اس کے فسق کی وجہ سے بلکہ کفر کی وجہ سے لعنت شامل ہوگی (۳) اور ظلم کے ساتھ حاکم بننے والا) یعنی وہ انسان جو جبر و استبداد سے اقتدار پر قابض ہو جائے۔ یا وہ حاکم جو تکبر اور حکومت واقتدار کے زور سے

زبردستی لوگوں پر حکومت کرے. اور بعض نے کہا ہے کہ اس لفظ کا اطلاق ایسے
آدمی پر بھی ہوتا ہے جو بلند درجوں کے دعووں کے ساتھ اپنے عیب چھپاتا
ہو حالانکہ وہ اس بات کا مستحق نہ ہو. یا نااہل لوگوں کو بڑے عہدوں پر فائز کرتا
ہو اور اہل لوگوں کو ان عہدوں سے محروم رکھتا ہو (تاکہ عزت دے ان لوگوں
کو جن کو اللہ تعالےٰ نے ذلیل کیا ہے) یعنی جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے اسکے
فسق اور کفر کی وجہ سے ذلیل کیا ہو یہ اس کے مرتبے کو مسلمانوں پر بلند کرتا
ہو اور مسلمانوں پر ایسے شخص کو حاکم بناتا ہو (اور تاکہ ذلیل کرے ان لوگوں کو
جنہیں اللہ تعالےٰ نے عزت بخشی ہے) اس طریقہ سے کہ وہ علماء اور صلحاء
کو ان کے مرتبے سے گراتا ہو (۳ اللہ کی تقدیر کا انکار کرنے والا) (۴ اور
اللہ تعالےٰ کے حرام کئے ہوئے کو حلال جاننے والا) اس سے مراد حرم کعبہ
ہے. یعنی حرم کعبہ میں وہ کام کرے جو ازروئے شریعت وہاں کرنے حلال
نہیں ہیں (۵ اور میری اہلِ بیت کے متعلق وہ بات حلال جاننے والا جسے
اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے) یعنی ان کو ایذا دینی اور ان کی تعظیم ترک
کرنی اور عترت سے مراد آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں اور وہ حضرت سیدہ
فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہے اور پھر آگے ان کی اولاد. اگرچہ ہر حرام کو حلال
سمجھنے والا ملعون ہے لیکن حرم اور عترت کے ذکر کی تخصیص ان کی شرافت کی
وجہ سے کی گئی ہے. طیبی نے کہا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ بیانیہ ہو اس طریقے
سے کہ مستحل عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو اور اس میں
ان سے صادر ہونے والے جرم کی بڑائی بیان کی گئی ہو (تیرہویں صدی کے
محدث علامہ سید مومن شبلنجی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے. قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم حرمت الجنۃ علی من ظلم اھل بیتی و آذانی

فی عترتی (نور الابصار ص۱۲۳ طبع مصری)
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری اہلِ بیت کرام پر ظلم کرے
اور مجھے اہلِ بیت کے بارہ میں ایذا دے اللہ تعالےٰ اس پر جنت حرام کر دے گا
(تنویر الازہار ۱ ص۵۲۶) . (۶ اور میری سنت کو چھوڑنے والا) یعنی سنت کو ہلکا
سمجھتے ہوئے اور اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کلی طور پر یا جزوی طور پر اس سے
اعراض کرنے والا کافر و ملعون ہے. اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان
صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں "لعنت کی ان کو اللہ نے گویا کسی نے پوچھا کہ آپ
کیوں لعنت کرتے ہیں تو فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے اور جملہ "کل نبی یستجاب" کا
جملہ معترضہ ہے یعنی کلام علیحدہ واسطے تاکید لعنت کے اور زیادہ کرنا بیچ کتاب
اللہ کے. یہ کہ لفظ بڑھاوے یا اس طرح سے بیان کرے کہ معنی اس کے مخالف
ہوں اللہ کے حکم کے. اور مراد متسلط سے بادشاہ اور حاکم ظالم ہیں کہ ساتھ خواہش
نفسانی اور غلبۂ حکومت اپنے کے کافروں اور فاسقوں اور جاہلوں کو عزیز رکھتے
ہیں اور مسلمانوں اور صالحوں اور عالموں کو ذلیل کرتے ہیں. اور حلال کرے بیچ حرام
اللہ کے. یعنی مکہ میں جن کاموں کو منع فرمایا ہے مانند شکار کرنے کے اور کاٹنے
درخت کے اور داخل ہونے کے بغیر احرام کے یہ کام اس جگہ کرنے لگے اور حلال
جانے اولاد میری سے اس چیز کو کہ حرام کیا اللہ تعالیٰ نے یعنی ایذا دینی اولاد پیغمبرِ خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی کو اور تعظیم نہ کرنی ان کی کو حلال جانے. اس پر بھی لعنت ہے
یا مراد اس سے تنبیہ ہے واسطے سیدوں کے کہ حضرت کی اولاد ہو کر خدا کے گناہ
نہ کریں. اور چھوڑ دیا سنت میری کو جو ازراہ کسالت کے سنت کو چھوڑ دے تو وہ
گناہ گار ہے اور جو کوئی ہلکا جان کر سنت کو چھوڑ دے تو وہ کافر ہے اور لعنت
میں دونوں گنے جاتے ہیں لیکن اوّل زجراً اور شدتاً اور دوسرا حقیقتاً اور اگر احیاناً

سنت ترک ہو تو گناہ گار نہیں ہوتا مگر یہ بھی بُرا ہے کذا ذکر القاری و الشیخ اور سُنا میں نے مولانا اسحٰق سے کہ یہ وعید بیچ ترک کرنے سنن ھدی یعنی سنت مؤکدہ کے ہے (مظاہر حق ۱ صـ۵۵)

قارئین کرام اس حدیث شریف کو بار بار پڑھیں اور اس پر شارحین حدیث کی شرح بھی نہایت غور سے پڑھیں اور پھر یزید کے کردار کو بنظر عمیق مشاہدہ کریں جو کہ کافی حد تک اس کتاب میں بھی درج ہے پھر فیصلہ فرمائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ اسباب لعنت میں سے وہ کون سی بات ہے جو یزید بے نصیب میں موجود نہیں تھی اور جب ان چھ اسباب میں سے ایک سبب والا بھی زبانِ مصطفوی کے مطابق لائق لعنت ہے تو پھر یزید بدبخت جس میں یہ چھ کے چھ اسباب لعنت بدرجہ اتم موجود ہیں کیوں لائق لعن نہ ہوگا بلکہ چھ اسباب کے لحاظ سے ایک مرتبہ نہیں پورا چھ دفعہ مستحق شب وشتم و لائق لعن وطعن ہوگا مثلاً ۱ استحقاقِ لعنت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ باتوں میں سے پہلی بات ہے "اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنا" یعنی کتاب اللہ میں کوئی نئی چیز داخل کرنے والا اور اس کے احکام کی ایسی تاویل کرنے والا جو مطالب قرآن اور مفہوم قرآن اور کتاب وسنت کے خلاف ہو" اس بات کے تحت یزید کے کافی افتراؤں میں سے بطور نمونہ اور بوجہ اختصار اس کا ایک شعر پیش کرتا ہوں آپ پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید اس لعنت کی زد میں آتا ہے یا نہیں ؛ یزید کا ایک شعر ہے۔ ماقال ربك ويل للذی شربوا + بل قال ربك ويل للمصلين (تاریخ کامل ابن اثیر ۴ صـ۶۳) تیرے رب نے یہ تو کہیں نہیں کہا کہ شراب پینے والے کی بربادی ہو یا ہلاکت ہو، ہاں البتہ تیرے رب نے یہ کہا ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی بربادی ہو استغفر اللہ العظیم یزید پلید

اذا لم تستحی فاصنع ماشئت کا مصداق بن کر کس دیدہ دلیری سے قرآن کی آئیت اور اسلام کے ایک اہم رُکن کا مذاق اڑا رہا ہے نعوذ باللہ من ذالك یزید کا یہ شعر پڑھ کر ضرور آپ کی زبان پہ بھی استغفار ولاحول جاری ہوا ہو گا اور ضرور بالضرور آپ کے ہاتھ بھی خود بخود کانوں تک پہنچے ہوں گے تو کیا یہ تاویل مکمل طور پہ نفسِ قرآن اور روحِ اسلام کے سراسر خلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے کسی جگہ نمازیوں کے متعلق کسی وعید کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ تو جا بجا ارشاد فرماتے ہیں کہ سچا مومن وہی ہے جو نماز کو قائم کرتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے نماز پڑھنے والوں کی نہیں بلکہ نماز سے غفلت کرنے والوں پر غصہ کا اظہار فرمایا ہے جو کہ الفاظِ قرآنی الذین هم عن صلوتهم ساهون سے مکمل واکمل طور پہ ظاہر ہو رہا ہے تو کیا یزید بے نصیب نے اس آیت کی من بھاتی تاویل کرکے قرآن کریم پر زیادتی نہیں کی ؟ ضرور کی ہے اور جب اس نے قرآن کریم میں زیادتی کی ہے تو بمطابق فیصلہ مصطفوی وہ ضرور ملعون ہے۔ ۲ ان اسبابِ لعنت میں سے دوسرا سبب بیان کیا گیا ہے "ظلم وجبر سے حاکم بنتا" اس بات کے تحت بھی ذرا کردار یزید پہ نظر ثانی فرمائیں تو آپ کو ظلم وجبر و استبداد کے دھبوں سے یزید کا دامن داغدار ہی نہیں بلکہ مکمل سیاہ نظر آئے گا یزید کی بعیت پہ جو انتشار و خلفشار اُٹھا وہ بھی سب جانتے ہیں اور اس کی بعیت سے انکار پہ جو کچھ اس نے کیا وہ بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ سب کچھ چھوڑ کر صرف واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ ہی کو دیکھ لیں اس کی کچھ تفصیں اس کتاب میں بھی کئی جگہ آپ مختلف عنوانات کے تحت پڑھ چکے ہوں گے۔ ان تمام واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے انصاف کا دامن ہاتھ میں پکڑ کر فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید اپنے اس ظلم وفساد کے سبب حضور کے بیان فرمودہ اس سبب لعنت کی زد میں آتا ہے

یا نہیں ؟ آتا ہے اور ضرور بالضرور آتا ہے ۔ رہی یہ بات کہ یزید ان واقعات کا ذمہ دار ہے یا نہیں تو اس کا مکمل و مدلل اور انشاء اللہ مسکت جواب آگے اسی عنوان کے تحت آرہا ہے تو اس طرح صحابہ و تابعین، مہاجرین و انصار، خیار تابعین اور بے گناہ عوام پر مظالم ڈھاکر یزید بمطابق فیصلہ مصطفوی ضرور بالضرور ملعون ہے اور اس بات کی جو مختصر مگر جامع وضاحت حضور نے فرمائی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں "تاکہ عزت دے ان لوگوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے " اس موضوع پر تو کچھ وضاحت کی ضرورت ہی نہیں ہے مثلاً مسلم بن عقبہ جیسے ذلیل اور فاسق و فاجر شخص کو پورے لشکر کا سپہ سالار بنا دیا حالانکہ اس ذلیل کا ایک قول ہے۔

انی لم اعمل عملا قط بعد شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ احب الی من قتل اہل المدینۃ (البدایہ والنہایہ ع ۸ صد ۲۲۵

یعنی میرے نزدیک کلمہ پڑھنے کے بعد جو میرا سب سے پیارا اور پسندیدہ کام ہے وہ جنگ حرہ میں مدینہ والوں کا قتل ہے " استغفر اللہ ۔ اور یزیدی فوج کے ایک افسر عبداللہ بن نمیر کا وقوعہ کربلا کے متعلق نظریہ دیکھیں اور لاحول پڑھیں یہ ذلیل کہا کرتا تھا۔ و انی لا رجو ان یکون جہادی مع ابن بنت رسول اللہ ھؤلاء افضل من جہاد المشرکین و ایسر ثوابا عند اللہ (البدایہ والنہایہ ع ۸ صد ۱۸۱) یعنی میرے خیال (امید) کے مطابق میرا امام حسین (رضی اللہ عنہ) سے لڑنا کافروں اور مشرکوں کے ساتھ لڑنے سے زیادہ بہتر اور زیادہ کار ثواب ہے ۔ نعوذ باللہ من ذالک صرف یہ ہی نہیں بلکہ اسطرح کے سینکڑوں خرافات کتابوں میں موجود ہیں جو کہ ان لوگوں کے خبث باطنی کی واضح دلیل ہیں اور ان کے ذلیل و بے دین ہونے کا بین ثبوت ۔ جن کو یزید عنید عہدوں سے نوازتا رہا ۔ اسی طرح ابن زیاد، شمر، خولی ابن سعد اور مروان

لعنہم اللہ علیہم اجمعین جیسے لوگوں پر کیسے کیسے نوازشات و انعامات کرتا رہا ۔ مروان کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ۔ " مروان علیہ اللعنۃ کو برا کہنا چاہیے اور اس کی عداوت اہل بیت کے خیال سے اس شیطان سے دل نہایت بیزار رکھنا چاہیے (فتاویٰ عزیزی صد ۲۲۵ صنہ ۳۸۰) تو اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسے ایسے ذلیل لوگوں کو بڑے بڑے عہدے دے کر یزید عنید نے ان کی عزت افزائی نہیں کی اور کیا اس طرح وہ اس فرمودۂ مصطفوی کے مطابق مستحق لعنت قرار نہیں پاتا ؟ ضرور پاتا ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے ظالم حاکم کے ظلم کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی ہے اس کا دوسرا حصہ ہے " اور تاکہ ذلیل کرے ان لوگوں کو جنہیں اللہ تعالے نے عزت بخشی ہے" یزید بے دید کی حکمرانی کی زندگی کو دیکھا جائے تو ایک دو یا دس بیس واقعات نہیں بلکہ اس کی حکمرانی کی زندگی کا ہر دن ہر رات بلکہ اُس کی اس محدود زندگی کا ہر لمحہ صاحب عزت و شرف و صاحب حسب و نسب حضرات کی بے ادبیوں اور گستاخیوں میں گزرا ہے ۔ ان میں خاندانِ نبوت کے افراد اور گلشنِ رسالت کے ان کھلے اور نیم کھلے غنچے، چمنستان اسلام کے اشجار طیبہ، یعنی صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، تابعین کرام اور عام مسلمان سب ہی یزید کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے اور یہ ہستیاں جو دیدۂ اسلام میں عزت و توقیر کا درجہ رکھتی ہیں یزید نے تاحد مقدور ان نفوس قدسیہ کو ذلیل کرنے کی پوری پوری کوشش کی ۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ چاند پر تھوکنے سے چاند گندا نہیں ہو جاتا بلکہ وہ تھوک اُلٹ کر واپس اس کے اپنے منہ پر ہی پڑتی ہے اور چاند پر تھوکنے والے کا اپنا ہی منہ غلیظ ہو جاتا ہے ۔ چنانچہ یہاں بھی وہی ہوا جن کو اس نے ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کی اللہ تعالے نے ان کی عزت میں ایسے چار چاند لگائے کہ جبین عالم آج تک ان کے سامنے سرنگوں ہے اور رہتی

دنیا تک ان کا نام منہ کو مشک و گلاب سے دھو دھو کر لیا جائے گا اور ان کے ذکرِ خیر کو باعثِ ثواب بلکہ عین عبادت سمجھ کر تا قیام قیامت جاری و ساری رکھا جائے گا لیکن اس کے برعکس یزید و ابن زیاد، شمر و خولی۔ ابن سعد و مروان، مسلم بن عقبہ اور حصین بن نمیر وغیرہ کا نام مسلمانوں میں ایک گالی بن کر رہ گیا ہے۔ اللہ والوں کے ساتھ بغض و عداوت کا یہی ثمرہ ہوتا ہے۔ اس وضاحت مصطفوی کے مطابق بھی یزید عنید مستحق صد لعن ہے۔ ۳۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم نے جو مستحق لعنت ہونے کے اسباب بیان فرمائے ہیں ان میں سے تیسرا سبب ہے۔ "اللہ کی تقدیر کو جھٹلانا" اس عنوان کو پیشِ نظر رکھ کر یزید کے کردار کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یزید بے نصیب اس تیر بدبختی کا مجروح باقروح نظر آتا ہے۔

اس عنوان کے تحت یزید بے دید کا صرف ایک شعر ہی پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں اُمید ہے یہ شعر پڑھنے کے بعد کسی اور وضاحت کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوگی۔ وہ شعر یہ ہے۔ لعبت هاشم بالملك فلا + خبر جاء و لا وحی نزل ۔(تذکرۃ الخواص ص۲۶۱) ترجمہ:۔ بنی ہاشم نے حکومت کے لیے ایک کھیل کھیلا ہے ورنہ ان کی طرف نہ کوئی خبر آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی" استغفر اللہ، معاذ اللہ۔ یعنی معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف لوگوں پر حکومت کرنے کے لیے نبوت کا ایک ڈھونگ رچایا تھا ورنہ (نقل کفر، کفر نباشد) آپ کوئی نبی پیغمبر نہیں ہیں۔" یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نبوت کوئی کسبی چیز نہیں ہے بلکہ تقدیر الہی کے مطابق عطائے خداوندی سے ان نفوس قدسیہ کے مقدر میں یہ شرف ازل سے لکھا جا چکا ہے، تو جو شخص کسی نبی کی نبوت کا انکار کرتا ہے وہ صرف ایک نبی کا انکار نہیں کر رہا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ حکم الہی اور تقدیر الہی کا بھی انکار کر رہا ہے۔ اس طرح یزید بے دید نے حضور کی نبوت، حکم خداوندی اور

تقدیر الہی کا منکر ہو کر اپنے لیے لعنت کا یہ طوق بھی خرید لیا ہے ۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو استحقاقِ لعنت کا چوتھا سبب بیان فرمایا ہے وہ ہے "اللہ تعالے نے جو چیز حرام کی ہے اُسے حلال جاننا" اب ذرا اس عنوان کو ذہن نشین رکھ کر یزید کے کردار کا مطالعہ کریں تو آپ پر روزِ روشن کی طرح یہ واضح ہو جائے گا کہ یہ اتنی بڑی برائی جو کہ انسان کو لعنت کا مستحق بنا دیتی ہے یزید کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی بلکہ اس کے شب و روز ہی اس برائی میں گزرتے تھے مثلاً اللہ تعالے نے شراب کو حرام کیا ہے لیکن یزید پلید شراب کو حلال جانتا تھا، اس کے کافی ایمان سوز اشعار میں سے ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔ اذا ما نظرنا فی امور قدیمۃ + وجدنا حلالا شربها متوالیا ترجمہ:۔ "جب ہم پرانے امور میں نظر ڈالتے ہیں تو شراب کا متواتر پینا حلال پاتے ہیں" (تذکرۃ الخواص ص۲۹۰) اس بات کی تفصیل کے لیے درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں (جن میں سے اکثر حوالہ جات اپنے اپنے مقام پر اس کتاب میں موجود ہیں) تفسیر مظہری ج۵ ص۲۷۱، تفسیر مظہری ج۶ ص۲۵۵، تکمیل الایمان ص۱۷۹، تاریخ یعقوبی ج۲ ص۲۲۸/۲۲۰، صواعق محرقہ ج۲ ص۲۲۱، تذکرۃ الخواص ص۲۸۸/۲۹۱، ماثبت من السنۃ ص۴۴، تاریخ الخلفاء ص۱۴۶، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۳۹ ص۴۴، البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۱۶/۲۳۵، تاریخ طبری ج۷ ص۴، ج۲ ص۲۲۹، تاریخ کامل ج۳ ص۱۰۳/۹۳، سر الشہادتین ص۳۶، اخبار الطوال ص۲۶۶۔ امام حسین اور یزید ص۲۸ از قاری محمد طیب صاحب دیوبندی، مستدرک ج۳ ص۵۲۲، حیاۃ الحیوان ج۲ ص۱۷۵، شرح فقہ اکبر ص۸۷، شرح عقائد نسفی ص۱۱۷، تفسیر روح المعانی ج۲۶ ص۷۳۔ فتاوی عبدالحئی ص۷۹، وغیرہم۔ اسی طرح وہ محرمات دائمہ کو بھی حلال جانتا تھا۔ تفصیل کے لیے چند حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔ تحقیق دوست حضرات ملاحظہ فرمالیں۔ تکمیل الایمان ص۱۷۸، مدارج النبوۃ

ج۱ ص۱۳۶، مستدرک ج۳ ص۵۲۲، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج۳ ص۴۶۹، تاریخ اسلام علامہ ذہبی ج۲ ص۳۵۶، فتاویٰ عبدالحی ص۷۹، تذکرۃ خواص الامہ ص۲۸۹، تاریخ الخلفاء ص۱۵۱ صواعق محرقہ ص۲۲۱، ینابیع المودۃ ص۳۲۶، طبقات کبریٰ ج۴ ص۳۸۳، ابن عساکر ج۷ ص۲۷۵، اوجز المناسک، شرح مؤطا امام مالک ص۴۳۵ از مولوی زکریا صاحب دیوبندی جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۳۹، ماثبت من السنۃ ص۴۴، تاریخ طبری ج۶ ص۲۲۹ حیاۃ الحیوان ج۲ ص۱۷۵، اخبار الطوال ص۲۶۶ وغیرھم۔

انسان کے دل و دماغ کو حلال و حرام کی تمیز سے مادر پدر آزاد کرانے میں سب سے زیادہ کردار شراب باعتاب ادا کرتی ہے جیسا کہ جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ المتولدۃ عن شرب الخمر من ترک الصلوٰۃ ومن قتل النفس التی حرم اللہ ومن وقوع المحارم۔ (نسائی شریف ج۲ ص۳۲۶) یعنی شراب پینے سے انسان میں ترک الصلوٰۃ قتل و غارتگری اور محارم کو حلال سمجھ لینا جیسی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں" اسی لیے مذہب مہذب اسلام باانعام نے اس ام الخبائث کو حرام قرار دے دیا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں فان ھذا شراب من لایؤمن باللہ والیوم الاخر (نسائی شریف ج۲ ص۳۲۷) یعنی شراب وہی شخص پیئے گا جو اللہ تعالےٰ اور قیامت پر یقین نہیں رکھتا" جہاں تک قیامت پر یقین رکھنے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں یزید بے دید کا ایک شعر پیش خدمت ہے، شعر پڑھیں اور یزید کے ایمان کا درجہ متعین فرمائیں۔ فان الذی حدثت عن یوم بعثنا احادیث طسم تجعل القلب ساھیا یعنی مرکر دوبارہ اُٹھنے کی جو باتیں کی جاتی ہیں وہ دل کو دنیا سے مایوس کر دینے والی غلط کہانیاں ہیں (تذکرہ خواص الامہ ص۲۹۱) اللہ تعالےٰ نے جہاں بھی صاحبِ ایمان لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے تو ان کی علامات

میں سے ایک علامت "وہ قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں" بھی بیان فرمائی ہے اور اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کافروں، منافقوں اور فاسقوں فاجروں کے تذکرہ میں یہ بات بھی بیان فرماتے ہیں کہ "وہ قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتے" اور یزید کے اس شعر سے بالکل واضح ہو رہا ہے کہ وہ قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ اب قارئین کرام عقل و خرد اور عدل و انصاف کے مطابق خود فیصلہ فرمائیں کہ یزید بے دید کتنا پکا اور سچا مسلمان تھا۔ (صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلیے) اور اگر ملا علی قاری رحمہ اللہ کی وضاحت "حرم مکہ میں وہ کام کرنا جو از روئے شریعت وہاں کرنا ناجائز ہو" کو لیا جائے تو پھر بھی یزید اس حکم میں داخل ہوتا ہے کیونکہ اس نے پورا لشکر بھیج کر مکہ مکرمہ پر حملہ کرایا، اس کے حکم سے کعبۃ اللہ پر پتھر برسائے گئے، کعبہ کا چھت اور پردہ جل گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں جنت سے آنے والے مینڈھے کے سینگ کعبہ کے اندر آویزاں تھے وہ بھی جل گئے، کعبہ شریف میں پناہ لینے والوں کو بھی نہایت بے دردی سے قتل کر دیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ تمام کام یزید کے حکم اور اس کی مرضی کے مطابق کیئے گئے تھے لہذا اس طور پر دیکھا جائے تو پھر بھی یزید پلید لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے ۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فصاحت نشان نے استحقاقِ لعنت کا پانچواں سبب بیان فرمایا ہے "اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ بات حلال جاننا جو اللہ نے حرام کی ہے" اس وجہ سے بھی یزید لعنت کی دلدل میں کانوں تک دھنسا نظر آتا ہے کیونکہ اگر اہل بیت میں سے ازواج مطہرات کا تذکرہ کیا جائے تو زوجۃ الرسول اور بحکم قرآنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یزید بے دید کا نکاح کا ارادہ کرنا اسکے مستحق لعنت ہونے پر کافی بھاری دلیل ہے اور اگر مطالعے کا رخ من اولاد فاطمہ

کے مطابق آل اطہار کی طرف کیا جائے تو پھر بھی یزید کا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوانا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی بیعت کے لیے تنگ کرنا اور انکار بیعت پر آپ کے قتل کا حکم دینا، حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حکم دے کر ابن زیاد کو کوفہ بھیجنا، تمام سانحہ کربلا، مخدرات عصمت کا بے پردہ اپنے دربار میں پیش کرنا، واقعہ کربلا پر یوم فتح منانا، اس لٹے پٹے قافلے کو دیکھ کر طنزیہ اشعار کہنا، سرِ امام عالی مقام کو چھڑی مارنا، بطور نشان فتح تا زندگی سرِ امام اپنے خزانہ میں رکھنا وغیرہ۔ ایسے واضح افعال قبیحہ ہیں جن سے یزید کی اہل بیت کرام سے بغض و عداوت اظہر من الشمس واضح ہو رہی ہے۔ ان تمام افعال شنیعہ کا یزید کے ہاتھ اور زبان سے واقع ہونا ایسی متواتر چیز ہے کہ جس کا نہ تو انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان ملاہی کے مرتکب کو طوق لعنت سے آزاد کرایا جا سکتا ہے لہذا اس لحاظ سے بھی یزید بے نصیب لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

۶۔ چھٹی چیز جو حضور نے اسباب لعنت میں سے بیان کی ہے وہ "سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترک کرنا" ہے۔ تو جناب یہاں تو فرض عین صاحب بھی یزید بے دید کی چیرہ دستیوں سے نالاں ہیں، سنت کی یہاں کیا اہمیت ہے اور پھر جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو ہی معاذ اللہ فراڈ قرار دے رہا ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع یا اس کی عزت و پاسداری کی توقع کرنا ہی سراسر بے جا ہے بلکہ یوں کہہ لو کہ یزید کے ورق حیات میں سنت نام کی کوئی چیز موجود ہی نہیں تھی، جو شخص نماز جیسے اہم فریضہ کا مذاق اڑا سکتا ہے اس کی نظر میں سنت کی کیا کچھ وقعت ہو گی۔ آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں۔ لہذا یزید اس ضمن میں بھی ضرور بالضرور مستحق لعنت قرار پائے گا۔ قارئین کرام اختصار رسالہ کے پیش نظر ان عنوانات کے تحت

یزید کے کردار کا کچھ نمونہ دکھایا ہے اُمید ہے کہ آپ کے لیے یہ چند الفاظ فیصلہ کرنے میں کافی ممد و معاون ہوں گے۔

یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے — جو کچھ بیاں ہوا وہ آغازِ باب تھا

حدیث ۶:۔ عن ام فضل بنت الحارث انها دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی رأیت حلما منکرا اللیلة قال وما هو قالت رأیت کان قطعه من جسدك قطعت و وضعت فی حجری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت خیرا تلد فاطمة ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرك فولدت فاطمة الحسین فکان فی حجری کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فدخلت یوما علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعته فی حجره ثم کانت منی التفاتة فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم تهریقان

ترجمہ:۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک بہت بُرا خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا خواب ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے جسم کا ایک "ٹکڑا" کٹ کر میری جھولی میں آگرا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر تو آپ کا خواب بہت اچھا ہے آپ نے فرمایا چچی جان آپ کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میری شہزادی فاطمہ کو اللہ تعالیٰ ایک شہزادہ عنایت فرمائے گا۔ اور وہ آپ کی جھولی میں کھیلا کرے گا۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں چنانچہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاں جناب حسین متولد ہوئے

الدموع قالت فقلت یانبی اللہ
بابی انت وامی مالك قال اتانی جبرئیل
علیہ السلام فاخبرنی ان امتی ستقتل
ابنی هذا (رواہ البیہقی)
(دلائل النبوۃ ج ۶ صہ ۴۶۸ مشکوٰۃ شریف صہ ۵۶۲)
(ماثبت من السنہ صہ ۳۳۲، مستدرک ج ۳ صہ ۱۷۷
طبقات ابن سعد ج ۵ صہ ۱۲۲، نور الابصار صہ ۱۳۹
خصائص کبریٰ ج ۲ صہ ۳۲۲، الاستیعاب ج ۱ صہ ۳۸۰
اسعاف الراغبین برحاشیہ، نور الابصار صہ ۲۰۹
مسند امام احمد ج ۲ صہ ۶۰، سر الشہادتین صہ ۸۵
مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۵ صہ ۹۸،
احیا العلوم امام غزالی ج ۴ صہ ۹۱، تہذیب التہذیب ج ۲ صہ ۳۵۵
الاصابہ ج ۱ صہ ۳۵۵، البدایہ والنہایہ ج ۸ صہ ۱۹۹، صواعق محرقہ صہ ۱۹۲

اور حضور کے فرمان کے مطابق شہزادہ حسین
میری جھولی میں کھیلا کرتا تھا۔ ایک دن
میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئی دیکھا کہ
نواسۂ رسول اعظم آپ کی آغوشِ مقدس
میں ہے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو
بہہ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول
اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں
کیا بات ہے کہ آپ رو رہے ہیں۔ آپنے
فرمایا کہ ابھی ابھی جبریل امین میرے پاس
حاضر ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میرے
اس پیارے نواسے کو میرے ہی امتی
ہونے کا دعویٰ کرنیوالے شہید کردیں گے۔

علامہ نبہانی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ قالت ام سلمۃ واتاہ بتربۃ
فشمها ثم قال ریح کرب وبلاء وقال یاام سلمۃ ان هذا من تربۃ الارض التی
یقتل فیها ... اذا تحولت هذه التربۃ دما فاعلمی ان ابنی قد قتل فجعلتها فی
قارورۃ ... وکنت اقول ان یوما یتحول فیه دما لیوم عظیم فاستشهد
الحسین کما قال علیه السلام بکربلاء من ارض العراق۔ واخرج
الطبرانی عن عائشۃ رضی اللہ عنها عن النبی صلی اللہ علیه وسلم
قال اخبرنی جبریل ان ابنی الحسین یقتل بعدی بارض الطف وجاء نی
بهذه التربۃ واخبرنی ان فیها مضجعۃ۔
(حجۃ اللہ علی العالمین صہ ۲۷۷ طبع مصری)

یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں حضرت جبریل امین
علیہ السلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم
آپ کا یہ پیارا نواسۂ حسین آپ کے کائنات سے پردہ فرمانے کے بعد طف کی
زمین میں شہید کر دیا جائے گا اور آپ نے وہاں کی سرخ مٹی بھی لاکر دی اور
فرمایا اس زمین میں جناب امام کی آخری آرام گاہ ہو گی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا اس سے کربلا کی
خوشبو آرہی ہے اور آپ نے وہ مٹی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کو دے دی
اور فرمایا اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ میرا پیارا حسین
شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں میں نے وہ مٹی ایک شیشی میں محفوظ کرلی
آخر وہ سخت دن بھی آگیا جب وہ مٹی خون بن گئی اور اس دن جناب امام
حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق کے میدان کربلا میں شہید ہوگئے جیسا کہ جناب
مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا تھا۔

دولت دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر!
کربلا میں خوب ہی چمکی دوکان اہلبیت

اسی طرح ترمذی شریف کی ایک روایت ہے۔ حدثتنی سلمیٰ قالت
دخلت علی ام سلمۃ وهی تبکی فقلت ما یبکیك قالت رأیت رسول
اللہ صلی اللہ علیه وسلم تعنی فی المنام وعلی رأسه ولحیته التراب
فقلت مالك یارسول اللہ قال شهدت قتل الحسین آنفا۔
(ترمذی شریف ج ۲ صہ ۲۱۸، مشکوٰۃ شریف صہ ۵۶۲) معجم کبیر طبرانی ج ۲۳ صہ ۳۷۳
طبع بغداد، دلائل النبوۃ بیہقی طبع بیروت ج ۷ صہ ۴۸، ماثبت من السنہ صہ ۳۳۲،
تاریخ الخلفاء صہ ۱۴۵، ترجمہ:۔ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

ہیں ایک دفعہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی تو آپ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں تو آپ نے فرمایا میں نے ابھی ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آپکے سرمبارک اور داڑھی مبارک پر دھول پڑی ہوئی تھی۔ حضرت ام سلمیٰ فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے آپ اتنے پریشان ہیں اور آپ کا سرمبارک اور ریش مبارک غبار آلود ہیں آپ نے فرمایا میرا پیارا نواسہ حسین شہید ہوگیا ہے اور میں مقتل حسین میں گیا ہوا تھا" یعنی آپ میدانِ کربلا میں موجود تھے (اور راضی برضا ہو کر دعا فرما رہے ہوں گے اللهم اعط الحسين صبرا واجرا۔ اور وہیں سے غبار اُڑ اُڑ کر آپ کے سرمبارک اور ریش مبارک پر پڑا۔ اب آپ ہی سوچیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان پر ہر طرح کے ظلم وستم دیکھ دیکھ کر یزیدیوں کیلئے کیا فرما رہے ہوں گے۔

نوچ لوں بال تیرے کھینچ لوں جلد تیری دل یہ چاہتا ہے زندہ ہی جلا دوں تجھ کو

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے بدلہ میں ان ظالموں کو قیامت میں کیا کیا قہر و غضب جھیلنا پڑے گا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اسی طرح کی ایک حدیث مسند امام احمد اور دلائل النبوۃ بیہقی میں بھی موجود ہے۔ عن ابن عباس انه قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم فيما يرى النائم ذات يوم بنصف النهار اشعث اغبر بيده قارورة فيها دم فقلت بابي انت وامي ما هذا قال هذا دم الحسين واصحابه ولم ازل التقطه منذ اليوم فاحصى ذالك الوقت فاجد قتل ذالك الوقت۔
(دلائل النبوۃ بیہقی ج ۶ ص ۴۷۱، مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۲)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پریشان حال ہیں اور آپ کا چہرہ مبارک غبار آلود ہے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شیشی میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھیوں (شہداء کربلا) کا خون ہے جسے میں اب تک اکٹھا کر رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے وہ وقت نوٹ کر لیا تھا کہ جب شہادت امام عالی مقام کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تو میں نے دیکھا آپ کی شہادت کا بالکل وہی وقت تھا جب مجھے حضور کی زیارت ہوئی تھی۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں

رواه البغوی وابن السکن وغیرهما من هذا الوجه ومتنه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان ابني هذا يعني الحسين يقتل بارض يقال لها كربلاء فمن شهد ذالك منكم فلينصره (الاصابة في تميز الصحابة ج ۱ ص ۶۸) ترجمہ:۔ علامہ بغوی اور ابن سکن وغیرھما نے روایت کی ہے کہ حضرت انس بن حرث رض فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرا پیارا بیٹا حسین ایک ایسی زمین میں قتل کیا جائے گا جسے کربلا کہا جائے گا۔ پس تم میں سے جو کوئی وہاں موجود ہو تو چاہیے کہ وہ پیارے حسین کی مدد کرے۔

رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہ حسن و عشق کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلِ بیت

علامہ شبلنجی مصری نقل کرتے ہیں۔ فمررنا بارض کربلا فقال علی ھھنا مناخ رکاء بھم و موضع رحالھم و مھراق دماءھم فئة من امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقتلون فی ھذہ العرصة تبکی علیھم السماء والارض (نور الابصار صفحہ ۱۲۰ طبع مصری) یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میدانِ کربلا سے گزرے اور فرمایا امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذوی الاحترام گروہ یہاں شہید ہو گا۔ یہ میدان اُن کے پڑاؤ کی جگہ ہے یہاں ان کا (بے دریغ ناحق) خون بہایا جائے گا اور ان کی شہادت پر زمین و آسمان روئیں گے۔ نیز عاشقِ رسول مولانا جامی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم تھا اور آپ نے اس میدان سے گزرتے ہوئے مقتلِ حسین کی نشاندہی فرمائی اور اس میدان کو "میدان کرب و بلا" کہہ کر پکارا (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۶۔ البدایہ و النہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۰۵، مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۷۷، سر الشہادتین صفحہ ۸۵، سوانح کربلا صفحہ ۶۱، تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۳۴۳)

(نور الابصار صفحہ ۱۴۰)

رنگ جب لائے گی محشر میں تو اُڑ جائے گا رنگ
یوں نہ کہیے سرخیٔ خونِ شہیداں کچھ نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غمگین و مغموم کہ آپ کے آنسو تک جاری ہو گئے۔ دیکھ کر شاید یہ حدیث شریف پڑھتے ہوئے آپ کی پلکیں بھی بھیگ گئی ہوں اور اگر ایسا ہے تو الحمد للہ، اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ حبِ اہلِ بیت میں آپ کی آنکھوں کی یہ معمولی سی تراوٹ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کو بہت ساری آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے کافی و وافی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہلِ بیت کی محبت و عقیدت اور اطاعت نصیب فرمائے اور اسی نعمتِ عظمیٰ پر ہمارا خاتمہ فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

دامن کو لیے ہاتھ میں کہتا تھا یہ قاتل
کب تک اسے دھویا کروں لالی نہیں جاتی

قارئین کرام آپ نے حدیث شریف پڑھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور سمجھ بھی لی ہو گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم نے جب شہادت امام عالی مقام کا تذکرہ فرمایا تو آپ کو ایسے ہی سخت صدمہ پہنچا جیسے ایک شفیق و رحیم باپ کو اپنی اولاد کا دکھ اور تکلیف دیکھ کر یا سُن کر پہنچتا ہے اور حضور کی رحمت تو اتنی لامحدود ہے کہ خود پروردگار عالم نے وَما ارسلناك الا رحمة للعالمین کے الفاظ باثواب فرما کر آپ کی رحمت لامتناہا کو تمام عالمین پر ممتاز فرما دیا ہے۔ ذرا آپ غور فرمائیں جس عظیم ہستی کو خالق کائنات حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف الرحیم کے الفاظ باثواب کے ساتھ خراجِ تحسین پیش فرما رہا ہو، گالیاں دینے والوں کو دعائیں دینا جن کا وطیرہ ہو، دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو قبائیں بخشنا جن کا طریقہ ہو، جن کا دل ہرنی کو پا بازنجیر اور اُونٹ کو بھوکا اور کمزور دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہو وہ رؤوف و رحیم نانا جان اپنے اس پیارے نواسے کی مصیبت دیکھ کر کیوں غمناک نہ ہو گئے جن کی محبت میں آپ نے اپنے سگے بیٹے حضرت ابراہیم کو ان پر تصدق فرما دیا تھا (نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۲۷) (روضۃ الاصفیاء صفحہ ۱۱۲) اس حدیث سے یہ بات صاف نظر آ رہی ہے کہ حضور کو اس المناک واقعہ کو سُن کر اتنا رنج ہوا، اتنا دکھ پہنچا، اتنی تکلیف ہوئی، اتنی اذیت پہنچی کہ آپ کے آنسو بہنے لگے۔ اب ذرا آپ یہ سوچیں کہ وہ کون بدنصیب ہے جس نے اللہ کے رسول کو رُلایا ہے؟ جس واقعہ فاجعہ کو یاد کر کے آپ کو اذیت پہنچی اور آپ روئے، اس واقعہ کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ کربناک وقوعہ کس ظالم کے حکم پر ہوا؟ اور مخبر صادق علیہ السلام نے کس فاسق و فاجر کے نام کی قبل از وقت نشاندہی فرمائی تھی؟ ضرور اور بالضرور آپ کے منہ سے ایک ہی نام نکلے گا؟ یزید عنید۔ ثابت ہوا کہ اس ظلم کے ذریعہ سے یزید بے دید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والے

کے لیے خداوند ذوالجلال کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ و اعد لھم عذابا مھینا پ ۲۲ س احزاب ۵۷ (اس آیت کا کچھ بیان آیات کے باب میں گزر چکا ہے) ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالٰے نے ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" یقیناً اب تو فیصلہ بہت آسان ہو گیا ہے کہ یزید بدبخت نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی اور آپ کو رُلایا لہٰذا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ جس شخص پر اللہ تعالیٰ لعنت فرما رہا ہے اس پر لعنت کرنے میں ہمیں کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

حدیث ۷:۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ... قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھلکۃ امتی علی ید غلمۃ من قریش۔	ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت قریش کے نوجوانوں کے ہاتھ سے ہوگی۔"

(بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۴۵، مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۴)

اس حدیث کے تحت شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔
وفی روایۃ ابن ابی شیبۃ ان اباھریرہ کان یمشی فی السوق و یقول اللھم لا تدرکنی سنۃ ستین و امارۃ الصبیان وفی ھذا اشارۃ الی ان اول الاغیلمۃ کان فی سنۃ ستین وھو کذالک فان یزید بن معاویۃ استخلف فیھا...... ان اولھم یزید کما دل علیہ قول ابی ھریرۃ رأس الستین وامارۃ الصبیان فان یزید کان غالبا ینتزع الشیوخ من امارۃ البلد ان الکبار و یولیھا الاصاغر من اقاربہ۔

(فتح الباری شرح بخاری ج ۱۳ ص ۸)

ترجمہ:۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں تشریف

لے جا رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے اے میرے اللہ مجھے سن ۶۰ھ اور لڑکوں کی حکومت تک زندہ نہ رکھنا۔ اس میں اشارتاً بیان کیا گیا ہے کہ پہلا حاکم لڑکا سن ۶۰ھ میں تخت نشین ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا یزید اس سن میں حاکم بنا۔ ان مہلک حاکم لڑکوں میں سے پہلا یزید ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول میں "ساٹھ ہجری اور لڑکوں کی حکومت" کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں اور یزید بڑے بڑے شہروں سے تجربہ کار بزرگ حاکموں کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے رشتہ دار لڑکوں کو حاکم بنا دیتا تھا ـــــ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

واولھم یزید علیہ مایستحق وکان غالبا ینزع الشیوخ من امارۃ البلدان ولیولیھا الاصاغر من اقاربہ (عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۲۴ ص ۱۸۰)

ترجمہ:۔ اُمتِ محمدیہ کو ہلاک کرنے والے حاکم لڑکوں میں سے پہلا حاکم یزید ہے۔ اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے اور وہ بڑے بڑے شہروں سے تجربہ کار بزرگ حاکموں کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے رشتہ دار لڑکوں کو حاکم بنا دیتا تھا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز   چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ایک نکتہ! اس عبارت میں یزید کے متعلق علیہ مایستحق کے الفاظ علامہ عینی کے یزید کے متعلق خیالات کو کافی واضح کر رہے ہیں۔ ملت اسلامیہ کا ہمیشہ سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ ہمارے ملجا و ماویٰ جناب محمد مصطفٰے کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا اور بولا جاتا ہے دیگر انبیائے کرام کے اسماء مقدسہ کے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ لکھے اور بولے جاتے ہیں اسی طرح اُمت محمدیہ میں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے لیے رضی اللہ عنہ اور دیگر مومنین کاملین اولیائے عظام کے لیے رحمہ اللہ کے الفاظ معمول و مقبول ہیں لیکن علامہ عینی رحمہ اللہ نے یزید کے متعلق ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بھی تحریر نہیں فرمایا اس سے صاف

معلوم ہو رہا ہے کہ آپ یزید بے دید کو رحمتِ خداوندی کا مستحق نہیں سمجھتے نیز
خاموشی ویسے بھی نیم رضا ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ آپ یزید کے لیئے رحمت
خداوندی کا استحقاق نہ مان کر رحمت کے مقابلہ میں علیہ ما یستحق کہہ کر اس کے لیئے
خاموش زبان سے مستحق لعنت ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ اور شارح بخاری علامہ
عینی نے یہ طریقہ بھی حدیث بخاری سے لیا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ
بن عمر، حضرت انس بن مالک اور ام المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہم
سے تین طریقوں سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا سلم
علیکم الیہود فقولوا وعلیکم (بخاری شریف ج۲ صفحہ ۹۲۵) یعنی جب یہودی تمہیں سلام
کہیں تو صرف اتنا ہی کہا کرو "وعلیکم" یعنی یہودیوں کو یہ تو کہا نہیں جاسکتا کہ
تم پر سلامتی ہو یعنی یوں کہہ لیا کرو "تم پر وہ ہو جس کے تم مستحق ہو" یعنی لعنت
وعذاب کے۔ تقریباً وہی الفاظ علامہ عینی نے اور انداز میں بیان فرمائے ہیں۔
یزید کا نام لیا تو فرما دیا "علیہ ما یستحق" اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے
(یعنی ....) اس کے مقابلہ میں مومنوں کے لیے علیہ الرحمۃ کے الفاظ
بولے اور لکھے جاتے ہیں۔ فرق صاف ظاہر ہے۔ یاد رکھیں۔
شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وعند احمد والنسائی من روایة سماك عن ابی ظالم عن ابی
هریرة رضی الله عنه ان فساد امتی علی یدی غلمة سفهاء من
قریش وبزیادة سفهاء تقع المطابقة بین الحدیث والترجمة
وعند ابن ابی شیبه من وجه آخر عن ابی هریرة رفعه اعوذ بالله
من امارة الصبیان قال فان اطعتموهم هلکتم ای فی دینکم
وان عصیتموهم اهلکوکم ای فی دنیاکم باذهاق

النفس او باذهاب المال او بهما وعند ابن ابی شیبة ان ابا
هریرة کان یمشی فی السوق ویقول اللهم لا تدرکنی سنة
ستین والامارة الصبیان وقد
استجاب الله دعاء ابی هریرة فمات قبلها بسنة قال فی الفتح وفی هذا اشارة
الی ان اول الاغیلمة کان فی سنة ستین وهو کذالك فان یزید بن معاویه
استخلف فیها (ارشاد الساری شرح بخاری ج۱۰ ص۱۷۰)

یعنی مسند امام احمد اور نسائی شریف میں حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا فساد قریش کے کچھ بے وقوف کم عمروں
کے ہاتھوں ہوگا۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع
روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لڑکوں کی حکومت سے اللہ کی
پناہ مانگتا ہوں نیز آپ نے فرمایا کہ اگر تم ان کی اطاعت کروگے تو تمہارا دین تباہ
کر دیں گے اور اگر ان کی نافرمانی کروگے تو تمہاری دنیا برباد کر دیں گے یعنی تمہیں
ہلاک کر دیں گے یا تمہارا مال چھین لیں گے یا پھر دونوں چیزیں ہی یعنی تمہاری جان
اور مال تباہ کر دیں گے۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ مجھے سنہ۶۰ھ اور نوعمروں کی حکومت
تک زندہ نہ رکھنا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول
فرمالی اور وہ سنہ۶۰ھ اور نوعمروں کی حکومت سے ایک سال قبل ہی انتقال فرماگئے
اور اس دعا میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نوعمروں کی حکومت کی ابتداء سنہ۶۰ھ میں
ہوئی چنانچہ یزید بن معاویہ اس سن میں حکمران بنا۔ (ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے جن نوعمر بے وقوف فسادی حکمرانوں سے اور ان کی حکومت سے اللہ کی
پناہ مانگی تھی اُن میں پہلا نوعمر بے وقوف اور فسادی حاکم یزید بے دید ہے ...)

نیز سوانح کربلا صد ۶۳ ۔

گندم از گندم بروید جو ز جو ——— از مکافات عمل غافل مشو

اس حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

لعله ارید بھم الذین کانوا بعد الخلفاء الراشدین مثل یزید وعبدالملک بن مروان وغیرھما (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۱۰ صد ۱۲۰) غالباً آپ کی مراد ان حاکم لڑکوں سے خلفاء راشدین کے بعد کے خلفاء ہیں مثل یزید اور عبدالملک بن مروان وغیرھما کے" شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ مراد بآں غلمہ کشندگان عثمان و علی و حسن و حسین اند رضی اللہ عنہم ...... و مراد یزید بن معاویہ و عبداللہ بن زیاد و مانند ایشاں انداز احداث و نوسالاں بنی امیہ خزلہم اللہ و بتحقیق صادر شد از ایشاں از قتل اہل بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و بند کردن ایشاں و کشتن خیار مہاجرین و انصار آنچہ شد (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج۴ صد ۱۵۵) اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جو کہ تقریباً اوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے) اور مراد ان لڑکوں سے حضرت عثمان و حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کے قاتلین ہیں اور اس سے مراد یزید بن معاویہ اور عبداللہ بن زیاد اور مانند ان کے ہیں اللہ انہیں ذلیل کرے اور ان سے قتل اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صادر ہوا (اور انہیں قید کیا اور مہاجرین و انصار کے بزرگوں کو قتل کیا) مظاہر حق ج۴ صد ۳۳۰) شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے لفظ "غلمة" اور "اغیلمة" کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں وقد یطلق الصبی والغلیم بالتصغیر علی الضعیف العقل والتدبیر والدین ولو کان محتلما وھو المراد ھنا فان الخلفاء من بنی امیة ۔ (فتح الباری

شرح بخاری ج۱۳ صد ۸ طبع مصری، اور اس لفظ کا اطلاق ہر ایسے شخص پر ہوتا ہے جو کم عقل غیر مدبر اور کمزور ایمان والا ہو اگرچہ وہ ظاہری طور پر بالغ ہی کیوں نہ ہو اور ان بے عقل کمزور ایمان والے غیر مدبر ظالم نوعمر حاکموں سے مراد بنو امیہ کے حکمران ہیں (یزید بے دید اور مروان وغیرہ) شیخ عبدالرحمان مالکی رحمہ اللہ بخاری اور مسلم کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہلاک کریگی لوگوں کو یہ قریش کی قوم ابوہریرہ نے کہا کہ میں چاہوں تو ان کے نام بھی بتا دوں (فساد کے خطرہ سے نام نہیں لیا) اس حدیث میں حکومت بنی امیہ کے فسادوں کی خبر ہے چنانچہ امام حسین کی شہادت اور اس کے بعد سینکڑوں اصحاب مدینہ یزید کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے (مشارق الانوار صد ۲۸۴)

علامہ شیخ محمد صدیق نجیب آبادی دیوبندی ابوداؤد کی شرح میں حدیث شریف عن حذیفة ۔ قال قلت یا رسول اللہ ھل بعد ھذا الخیر شر قال فتنة عمیاء صماء علیھا دعاة علی ابواب النار ۔ (ابوداود شریف صد ۵۳۸) کے تحت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی، مولانا انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی، مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا شبیر احمد صاحب دیوبندی کی تقاریر سے استفادہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لا یبعد ان یحمل ھذا علی ما وقع فی ایام یزید بن معاویة من قتل الحسین بن علی رضی اللہ عنھما وجماعة ۔

(انوار المحمود شرح ابوداود صد ۴۶۴) یعنی یہ بات بعید از احتمال نہیں ہے کہ اس اندھے اور بہرے فتنے سے مراد وہ فتنہ ہو جو یزید بے دید کے دورِ حکومت میں واقع ہوا یعنی امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت کا قتل

مفسرِ قرآن علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وما اخبر بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من فساد الدین علی ایدی اغیلمۃ من سفھاء قریش وقد کان ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ یقول لو شئت ان اسمیھم باسمائھم لفعلت اوالمراد الاحادیث التی فیھا تعیین اسماء امراء الجور واحوالھم وذمھم وقد کان رضی اللہ عنہ یکنی عن بعض ذالک ولا یصرح خوفا علی نفسہ منھم بقولہ اعوذ باللہ سبحانہ من راس الستین وامارۃ الصبیان یشیر الی خلافۃ یزید الطرید لعنہ اللہ تعالیٰ علی رغم انف اولیائہ لانھا کانت سنۃ ستین من الھجرۃ واستجاب اللہ تعالیٰ دعا ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ فمات قبلھا بسنۃ (روح المعانی ج۱ ص۱۹۲ طبع بیروت)

ترجمہ: اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے بے وقوف کم عمر حاکموں کے ہاتھوں سے دین کے فساد کی خبر دی ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں چاہوں تو ان کے نام بتا سکتا ہوں یا وہ احادیث مبارکہ مراد ہیں جن میں ظالم حاکموں کے نام انکے حالات اور انکی برائی بیان کی گئی ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی جان کے خوف سے صاف صاف کسی کا نام نہیں لیتے تھے البتہ اشارے کنائے سے بعض کا ذکر کرتے تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے میں اللہ پاک کی پناہ مانگتا ہوں ۶۰ھ کے سرے سے اور نوعمروں کی حکومت سے اور آپ کا اشارہ یزید مردود کی خلافت کی طرف تھا اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر اور خدا اس کے ساتھیوں کو بھی ذلیل کرے یزید ۶۰ھ میں حکمران بنا اور حضرت ابوہریرہ کی دعا اللہ تعالےٰ نے قبول فرمائی اور وہ یزیدی حکومت سے ایک سال قبل ۵۹ھ میں وفات پا گئے تھے۔

جب سرِ محشر وہ پوچھیں گے بُلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

حدیث ۸ عن زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین رضی اللہ عنھم انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم۔ (ترمذی شریف ج۲ ص۲۲۷، مشکوٰۃ شریف ص۵۶۲)

ترجمہ:- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا جو ان سے لڑے گا اُس سے میں خود لڑونگا اور جو ان سے صلح و آشتی کا معاملہ رکھے گا میں اس کی سلامتی کا طالب ہوں گا۔''

یعنی جو شخص ان نفوسِ قدسیہ سے لڑے گا وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ اور قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑنے والے کے متعلق اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ انما جزآؤ الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم ۵ پ ۶ س مائدہ آیت ۳۳

یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ گن گن کر قتل کیئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا ملک بدر کر دیے جائیں۔ یہ ان کے لیے دنیا کی ذلت ہے اور ان کے لیئے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خولی بن یزید گرفتار کر کے مختار کے پاس

لایا گیا۔ مختار نے پہلے اس کے ہاتھ پیر کٹوائے پھر سولی چڑھایا پھر آگ میں جھونک دیا اسی طرح چھ ہزار (۶۰۰۰) کوفیوں کو جو کہ قتلِ امام میں شریک تھے مختار نے طرح طرح کے عذاب دے کر ہلاک کیا۔ (سوانح کربلا از مولانا نعیم الدین مراد آبادی صـ۱۱۱) دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے ان الذین یحادون اللہ و رسولہ کبتوا پ۲۸ س مجادلہ آیت ۵ یعنی جو لوگ مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کر دیا۔" ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے۔

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین پ۲۸ س مجادلہ ۲۰ یعنی بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ سب سے زیادہ ذلیل ہیں۔" نیز فرمانِ الٰہی ہے الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و رسولہ فان لہم نار جھنم خالداً فیہا ذلک الخزی العظیم پ۱۰ س توبہ آیت ۶۳ یعنی کیا وہ نہیں جانتے کہ جو مخالفت کرے اللہ اور اس کے رسول کی پس واسطے اس کے آگ ہے دوزخ کی، ہمیشہ رہے گا وہ اس میں، یہ بہت بڑی ذلت ہے ان کے لیے"۔ قارئین کرام آپ نے فرمانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھ لیا اور فرامینِ خداوندی بھی ملاحظہ فرما لیئے اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ جو شخص اذیت مصطفوی کا سبب بنا ہو جس کے مظالم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو برستے رہے جس کے ظلم وفساد پر سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا روضۂ رسول پر بیٹھ کر روئیں جس کے جبر واستبداد کو جناب حیدر کرار نے دوزخ کی آگ فرمایا، جس نے دھوکے کے ساتھ جناب امام حسن کو زہر دلوا کر شہید کروایا، جس نے امام حسین علیہ السلام اور ان کے خاندان اور رفقاء کو شہید کرنے کے لیئے احکامات جاری کیئے اور بعد از سانحہ شہداء کے سروں کو دیکھ کر خوش ہوا اور جشن فتح منایا اور ملحدانہ شعر کہے، مدینہ طیبہ کو غارت کیا۔

بیت اللہ پر پتھر برسائے جس سے آگ لگ کر کعبہ شریف کا پردہ اور چھت جل گیا، وغیرہ وغیرہ۔ قارئین کرام کیا یزید پلید نے یہ تمام افعال اور دیگر افعالِ قبیحہ کا ارتکاب کر کے اللہ اور رسول سے مخالفت اور جنگ نہیں کی؟ ضرور کی ہے اور اللہ اور رسول سے مخالفت کر کے وہ ذلت دنیوی و اخروی اور عذاب نار کا مستحق قرار پایا ہے۔ اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے۔

ان الرسول لنور یستضاء بہ

مھند من سیوف اللہ مسلول

حدیث نمبر ۹۔ عن جعفر ضمری و عبداللہ بن عدی۔ فاتینا وحشی بن حرب فحدثنا قال۔ اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشھدت شھادۃ الحق فقال یا وحشی غیب وجھک عنی فانی لا احب من قتل الاحبۃ۔

(معجم اوسط طبرانی ج۲ ص۴۷۶)

(اوسط ج۲ ص۴۷۶)

فقد ذکر الھیثمی نحوہ فی مجمع الزوائد کتاب المغازی والسیر۔ غزوہ احد باب مقتل حمزہ وقال رواہ الطبرانی واسنادہ حسن (حاشیہ معجم)

ترجمہ:۔ حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری اور حضرت عبداللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت وحشی نے بیان کیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور میں کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے وحشی میرے سامنے نہ بیٹھا کرو کیونکہ جو میرے پیاروں کو قتل کرے میں اس کی طرف دیکھنا پسند نہیں کرتا۔"
علامہ ہیثمی نے بھی مجمع الزوائد کی کتاب المغازی میں غزوہ احد کے تحت باب مقتل حمزہ رضی اللہ عنہ میں اسی طرح بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد حسن ہیں۔"

صواعق محرقہ ص۱۹۷، تذکرہ خواص الامہ ص۲۷۴، البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۸۱، حیات الصحابہ از

مولوی یوسف صاحب کاندھلوی دیوبندی ۱ صفحہ ۵۹۶)

قارئین کرام ! ذرا غور فرمائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ایک چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ دیکھنے سے بھی نفرت فرمارہے ہیں تو یزید عنید جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام کا تمام گلستان اُجاڑ دیا۔ حتیٰ کہ پورے خاندان میں سے صرف ایک بچہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ باقی بچے جن سے آگے نسلِ سادات چلی۔ اگر معاذ اللہ آپ بھی تیغِ ظلم سے شہید ہو جاتے تو آج ہستیٔ کائنات میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کی نسلِ پاک کا ایک فرد بھی موجود نہ ہوتا۔ خود یزید عنید نے بھی سانحہ کربلا کے بعد ایک شعر میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے۔ ظالم کہتا ہے۔

قد قتلنا القرن من سادا تھم + وعدلنا میل بدر فاعتدل

(اخبار الطوال صفحہ ۲۶۹، تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۶۱، صواعق محرقہ صفحہ ۲۲۰، ینابیع المودۃ صفحہ ۳۲۵ البدایہ والنہایہ ج ۸ صفحہ ۲۲۴، نزل الابرار ص) یعنی ہم نے آلِ محمد کے سرداروں کی ایک نسل کو قتل کر دیا ہے اور بدر کا بدلہ لے لیا ہے، اب حساب برابر ہو گیا ہے۔ .... " یزید وہ ظالم شخص ہے جس کے دورِ حکومت سے حضور اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس زمانہ سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم فرمایا کرتے تھے نیز یزید وہ بدبخت شخص ہے جس کی پیدائش سے بھی تقریباً ۲۰ برس پہلے اس کا نام لے کر اس کا فاسق و فاجر ہونا بیان فرما دیا تھا، چنانچہ تمام محدثین مہلکِ امت نوجوان بے وقوف حاکموں میں سے پہلا ظالم اور بے وقوف نو عمر حاکم یزید بے نصیب کو قرار دیتے ہیں اس ظالم کی چیرہ دستیاں اس کتاب میں جا بجا بکھری پڑی ہیں اور زمانہ انہیں جانتا ہے تو جناب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جو کہ آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو فرمایا تھا۔ وہ بیان

مصطفوی مدِ نظر رکھ کر ذرا فیصلہ فرمائیں کہ جب خاندانِ نبوت کے ایک فرد کو قتل کرنے والے سے حضور اتنی نفرت فرما رہے ہیں کہ اس کا چہرہ دیکھنا بھی گوارا نہیں فرما رہے تو تمام اہل بیت اطہار کو تیغِ ظلم سے ذبح کرنے والے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی نفرت ہو گی۔ اور کیا شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم روزِ محشر اس ظالم کو اپنے نزدیک پھٹکنے دیں گے اور کیا اس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتِ لامتناہی سے اس ظالم کو کچھ حصہ مل سکے گا۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کی رحمت کاملہ کے بغیر انسان کو چارہ نہیں جن کے وسیلۂ جلیلہ کے بغیر رحمتِ خداوندی بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیا وہ وسیلۂ رحمتِ خداوندی قیامت کے دن جب انبیاء بھی اذھبوا الی غیری فرما رہے ہوں گے اس یزید پلید کا چہرہ دیکھنا گوارہ فرمائیں گے ؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جب آپ خاندانِ نبوت کے ایک قاتل کے صحیح مسلمان ہو جانے کے بعد بھی اس کا چہرہ دیکھنے کے روادار نہیں ہیں تو تمام خاندان کے قاتل کا چہرہ دیکھنا آپ کیسے گوارا کر لیں گے اور جو بدبخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے محروم رہا وہ ازلی بدبخت دونوں جہانوں میں ذلیل و خوار ہوا اور عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوا۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو رحمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حظ وافر عنایت فرمائے اور غضب مصطفےٰ اور قہر الٰہ سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین۔ اللھم ارزقنا حبک وحب حبیبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنا الیک واحفظنا من غضب رسولک۔ آمین ثم آمین

حدیث نمبر ۱ :- عن ابی ذر انہ قال وھو آخذ بباب الکعبۃ

ترجمہ :- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے باب کعبہ کو پکڑ کر فرمایا میں نے

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد۔
(مشکوٰۃ شریف ص۵۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا بے شک تم میں میری اہل بیت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور اس کشتی سے جس نے تخلف کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ اس حدیث شریف کو حضرت امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بیت اطہار کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند امتِ محمدیہ کے لیے باعثِ نجات قرار دیا۔ جیسا کہ جو بھی حضرت نوح کی کشتی میں بیٹھنے سے رہ گیا وہ ضرور ہلاک ہو گیا چاہے وہ آپ کا سگا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح جس شخص نے اہل بیت کرام کی مودّت واطاعت کا دامن ہاتھ سے چھوڑا وہ بھی ضرور بالضرور تباہ و برباد ہو گیا چاہے وہ کون بھی ہو۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے فانجیناہ واصحاب السفینۃ (پ ۲۰ عنکبوت) یعنی ہم نے نجات دی نوح علیہ السلام کو اور آپ کے تمام کشتی والے ساتھیوں کو" قارئین کرام کردار یزید کو پیشِ نظر رکھ کر فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید بے دید سفینۂ اہلِ بیت میں سوار ہوا ہے؟ ضرور آپ کے ہوش و خرد سے آواز بلند ہو گی "نہیں ہرگز نہیں" بلکہ اس ظالم نے تو سفینۂ اہل بیت کو تا حدِ مقدور پاش پاش کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ خاندان نبوت کے ساتھ اس بے دید نے کیا کچھ نہیں کیا حتیٰ کہ عارف حقانی امام ربانی حضرت جناب مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "در بدبختی او کرا سخن است کارے کہ آں بدبخت کردہ ہیچ کافر و فرنگ نکند (مکتوبات شریف ج ۲ ص ۳۳) یعنی یزید بدنصیب کی بدبختی میں کیا شک

ہے جو کام اس بدبخت نے کئے کوئی کافر و فرنگ بھی نہیں کر سکتا۔ محقق بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ بھی امام ربانی کے ہم نوا ہیں آپ فرماتے ہیں "ہماری رائے کے مطابق یزید مبغوض ترین انسان ہے اس بدبخت نے جو کارہائے بد سرانجام دیئے ہیں کسی سے نہیں ہو سکے۔ شہادت حسین اور اہانت اہل بیت .... (تکمیل الایمان ص۱۷۸) غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز محدث علامہ وحیدالزمان رقمطراز ہیں "خلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے (تیسیر الباری ج ۱۰ ص ۹۶) مشہور دیوبندی محدث، مفسر اور فقیہہ مولانا سید امیر علی لکھتے ہیں "یزید مردود اور اس کے ساتھیوں کی ذات سے اہلِ بیت کے حق میں شہید کرنے اور تعظیم نہ کرنے کی بد ذاتی سرزد ہوئی (تفسیر مواہب الرحمان سورہ حشر) متقدمین و متاخرین تو جو کچھ فرما چکے ہیں وہ کچھ آپ پڑھ چکے اور کچھ آگے پڑھ لیں گے۔ ان کے فرامین سے صرف نظر بھی کر لیا جائے تو پھر بھی یزید بے دید کے اپنے اشعار ہی اس کی ہر برائی کی گواہی دینے کے لیے کافی و وافی ہیں۔ اہل بیت اطہار میں سے اس وقت سفینۂ اہلِ بیت کے سربراہ حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کے متعلق ذرا یزید عنید کا نظریہ دیکھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ یزید بے دید کے متعلق جو جو الفاظ اس کے عقیدت مند حضرات کی طرف سے بولے جاتے ہیں کیا وہ ان بزرگیوں اور عظمتوں کا مستحق ہے؟ شعر ملاحظہ ہو!

قاتل الخارجی اعنی حسینا + ومبید الاعداء والحساد

یعنی ابن زیاد میرا وہ دوست ہے جس نے (معاذ اللہ) خارجی حسین کو قتل کیا اور یہ میرے دشمنوں اور حاسدوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے (تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۹۰)

یعنی معاذاللہ یزید عنید ۔ سبط خیرالانام ، علامت اسلام ، روح ایمان حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کو خارجی کہہ رہا ہے ۔ یاد رہے کہ یہ وہ حسین ہیں جن کے متعلق مخبر صادق علیہ السلام صرف جنتی ہی نہیں بلکہ جنتی جوانوں کے سردار ہونے کا اعلان فرما چکے ہیں ۔ اب آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ " خارجی " کا لفظ آپ ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید بے نصیب میں سے کس نام کے ساتھ لگانا پسند فرمائیں گے ۔ یقیناً آپ اس غلیظ لفظ کی نسبت امام پاک کی طرف کرنے کا گمان بھی نہیں کر سکیں گے بلکہ ہر صاحبِ ایمان کا یہی ایمان ہے کہ جن نفوس قدسیہ کی طہارت و نزہت زبان و ما ینطلق عن الھویٰ سے ادا ہو چکی ہے ان کے متعلق کسی ناپاکی و نجاست کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا ۔ ہاں البتہ یہ ممکن ہے کہ اکابرین اسلاف نے جو الفاظ یزید عنید کے حق میں استعمال فرمائے ہیں ۔ ان میں ایک اس لفظ کا بھی اضافہ کر دیا جائے اور یوں کہا جائے ۔ یزید خارجی ، مروان خارجی ، شمر خارجی ، ابن زیاد خارجی ، خولی خارجی مسلم بن عقبہ خارجی ، حصین بن نمیر خارجی وغیرہ وغیرہ ۔ بقولے شخصے !

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

باب ۳

حدیث قسطنطنیہ کا تحقیقی جائزہ

کیا یزید جنتی ہے ؟

چونکہ اس سے قبل یزید عنید کی مذمت سے متعلق اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے دس (۱۰) احادیثِ مبارکہ پیش کی گئی ہیں لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکے ساتھ ہی جو حدیث یزید دوست حضرات یزید کی نجات و مغفرت کے بارہ میں پیش کرتے ہیں اس کا بھی تحقیقی جائزہ مفصل و مدلل پیش کر دیا جائے تاکہ صاحب عقل و دانش حضرات اس مسئلہ میں مکمل طور پر مطمئن ہو جائیں اور حق نکھر کر سامنے آجائے اور ویسے بھی یزید دوست حضرات کے بوسیدہ ترکش میں یہی ایک تیر ہے جس کے بل بوتے پر ان حضرات نے ایک عالم سر پہ اٹھایا ہوا ہے ۔ انشاء اللہ ہماری اس تحقیق و وضاحت کے بعد کوئی صاحبِ فہم و ذکاء شخص اس مسئلہ میں متذبذب نہیں رہے گا نیز انشاء اللہ تعالے اس مکمل و اکمل تحقیق کو تعصب و ہٹ دھرمی کی عینک اتار کر پڑھ لینے کے بعد کوئی سلیم الفطرت شخص آئندہ یزید کو جنتی ثابت کرنے کے لیے یہ حدیث پیش بھی نہیں کرے گا ۔ البتہ جس شخص نے " میں نہ مانوں " کی گردان پورے صیغوں کے ساتھ یاد کر رکھی ہے اس کے لیے دفتر ناپیدا کنار بھی بے کار ہے ۔ بقولے اقبال :

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر !

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر کسی کو حق واضح ہو جانے کے بعد اس پر ایمان لاتے ہوئے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالےٰ ہر کلمہ گو کو ضد و عناد اور بغض و تعصب کی لعنت سے بچائے۔ آمین

تو جناب جو ایک حدیث یزید دوست حضرات اس کے جنتی ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں وہ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۱۰ پر اس طرح مذکور ہے۔

حدثنا اسحاق بن یزید دمشقی حدثنا یحیی بن حمزہ قال حدثنی ثور بن یزید عن خالد بن معدان ان عمیر ابن الاسود العنسی حدثہ انہ اتی عبادۃ ابن الصامت وھو نازل فی ساحل حمص وھو فی بناء لہ ومعہ ام حرام قال عمیر فحدثتنا ام حرام انھا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا قالت ام حرام قلت یا رسول اللہ انا فیھم قال انت فیھم ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم فقلت انا فیھم یا رسول اللہ قال لا۔

ترجمہ:۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا میری اُمت کا پہلا لشکر جو دریا پر جنگ کرے گا انکے لیے جنت واجب ہو گئی۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں اس لشکر میں شامل ہوں، آپ نے فرمایا ہاں تو بھی ان میں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصرِ روم کے دارالخلافہ پر حملہ کرے گا اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں میں نے پھر عرض کی یا رسول اللہ میں اس لشکر میں شامل ہوں، آپ نے فرمایا "نہیں" یہ ہے وہ روایت

جس سے غلط استدلال کر کے ایک دشمن اہل بیت، شرابی، زانی بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن کو زبردستی جنتی قرار دیا جاتا ہے۔ آئیے اب ذرا اس روایت کا درائیت کے لحاظ سے تحقیقی جائزہ لیں۔ یہ روائیت مضطرب ہے۔ ۱، ۲، ۳

اسی بخاری شریف میں انہی حضرت ام حرام کی یہی دو غزوات کے تذکرہ والی روایت ۱ صفحہ ۳۹۱، صفحہ ۴۰۳ اور صفحہ ۴۰۵ پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے یوں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام کے گھر آرام فرماتے ہیں (حضرت ام حرام حضور کی رضاعی خالہ ہیں) اور بیدار ہو کر مسکراتے ہیں۔ حضرت ام حرام کے پوچھنے پر ارشاد فرماتے ہیں میں نے اپنی امت کا ایک لشکر دیکھا ہے جو کہ دریا پر سوار ہو کر جنگ کر رہا ہے۔ میں انہیں دیکھ کر خوش ہوا۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اس گروہ میں شامل فرمائے۔ آپ نے فرمایا تم ان ہی میں سے ہو۔ آپ پھر آرام فرماتے ہیں اور پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوتے ہیں حضرت ام حرام مسکرانے کا سبب دریافت کرتی ہیں اس پر آپ کے جوابی ارشاد کے الفاظ بخاری ۱ صفحہ ۳۹۱ پر ہیں قال ناس من امتی عرضوا علی غزاۃ فی سبیل اللہ کما قال فی الاولی۔ اور ۱ صفحہ ۴۰۳ پر الفاظ ہیں فقال لھا مثل ذالک اور صفحہ ۴۰۵ والی روایت میں یہاں یہ الفاظ ہیں فقال مثل ذالک مرتین او ثلاثا یعنی آپ نے دو یا تین مرتبہ اسی پہلی بات کو دہرایا جو کہ آپ پہلی بیداری کی مسکراہٹ پر حضرت ام حرام کو مسکرانے کا سبب پوچھنے پر ارشاد فرما چکے تھے۔ اب ذرا اس حدیث کو ابتدا سے دوبارہ پڑھیں اور دیکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ کیا ارشاد فرمایا تھا؟ حضور نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا کہ "میں نے اپنی اُمت کا ایک لشکر دیکھا ہے جو دریا پر سوار

ہو کر جنگ کر رہا ہے۔" تو ثابت ہوا کہ آپ نے دوسری مرتبہ بھی پہلے ہی کی طرح کسی دوسرے دریا پر سوار ہو کر جنگ کرنے والے لشکر کو ملاحظ فرمایا تھا اور اس پر بھی آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا تھا۔ اب آپ فرق خود ملاحظہ فرمائیں کہ ان دونوں روایات میں نہ تو دو طرح کے یعنی بری اور بحری لشکروں کا ذکر ہے اور نہ ہی کسی لشکر کے لئے کسی مخصوص بشارت کا ذکر ہے۔ اسی طرح یہی حضرت ام حرام کی دو غزوات والی روایت مسلم شریف ج۲ ص۱۴۱ پر بھی چار مختلف طریقوں سے مروی ہے۔ ان روایات میں آپ کے دوسری مرتبہ مسکرانے کا سبب پوچھنے پر جوابی ارشاد کے متعلق الفاظ ہیں۔ کما قال فی الاولی اور فقال مثل مقالتہ۔ یعنی آپ نے دوسری مرتبہ بھی وہی بات دہرائی جو کہ آپ پہلے ارشاد فرما چکے تھے، تو پہلی مرتبہ تو آپ نے ایک بحری جنگ کا تذکرہ فرمایا تھا ثابت ہوا کہ دوسری مرتبہ بھی آپ نے کسی اور بحری جنگ کا ہی تذکرہ فرمایا تھا ۸، ۹، ۱۰۔ اسی طرح یہی حضرت ام حرام کی دو غزوات والی روایت ابو داؤد شریف ج۱ ص۳۳۷ پر تین مختلف طریقوں سے مروی ہے وہاں بھی بخاری اور مسلم کی مذکورہ بالا روایات کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری مرتبہ کے مسکرانے کے سبب کے جوابی ارشاد کے متعلق الفاظ ہیں فقال مثل مقالتہ۔ یعنی حضور نے دوسری مرتبہ بھی پہلے لشکر ہی کی طرح ایک اور بحری غزوے کی پیشین گوئی فرمائی ۱۱، ۱۲۔ اسی طرح یہی حضرت ام حرام کی دو غزوات کی پیشین گوئی والی روایت نسائی شریف ج۲ ص۵۵ پر بھی دو مختلف طریقوں سے مروی ہے۔ وہاں بھی بخاری مسلم اور ابو داؤد کی مذکورہ بالا روایات کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری مرتبہ بیدار ہو کر مسکرانا اور حضرت ام حرام کے مسکراہٹ کا سبب پوچھنے پر جوابی ارشاد کے متعلق الفاظ ہیں۔ کما قال فی الاول اور فقال مثل مقالتہ۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ بھی پہلے ہی کی طرح ایک بحری لشکر کا تذکرہ فرمایا ۱۳۔ اسی طرح حضرت ام حرام کی یہی دو غزوات کے تذکرے والی روایت ترمذی شریف ج۱ ص۱۹۸ پر بھی موجود ہے اور وہاں بھی بخاری، مسلم، ابو داؤد اور نسائی کی مذکورہ بالا روایات کی طرح حضرت ام حرام کے دوسری مرتبہ کی مسکراہٹ کا سبب پوچھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جوابی ارشاد ہے۔ قال ناس من امتی عرضوا علی غزاۃ فی سبیل اللہ نحو ما قال فی الاول۔

یعنی آپ نے فرمایا میری اُمت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کیئے گئے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے اسی طرح جیسے کہ آپ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا" اب آپ یقیناً بغیر سوچے یہ جواب دے سکیں گے کہ پہلی مرتبہ کا بیان فرمودہ لشکر کس طرح جنگ کر رہا تھا۔ اس حدیث میں پہلے لشکر کی حالت یوں بیان کی گئی ہے۔

یرکبون ثبج ھذا البحر ملوکا علی الاسرۃ یعنی وہ پانی کے درمیان میں پانی پر اس طرح سوار تھے جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ دوسری مرتبہ دکھلایا جانے والا لشکر بھی بحری ہی تھا جو کہ پانی پر سوار ہو کر جنگ کر رہے تھے ۱۴۔ اسی طرح ابن ماجہ شریف ص۱۹۹ پر بھی حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی یہی دو غزوات کی پیشین گوئی والی روایت موجود ہے اور وہاں بھی بخاری، مسلم، ترمذی نسائی اور ابو داؤد کی روایات بالا کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری مرتبہ کے بیدار ہو کر مسکرانے پر حضرت ام حرام کے استفسار پر جوابی ارشاد کے متعلق روایت کے الفاظ ہیں فاجابھا مثل جوابھا الاول، یعنی حضور نے حضرت ام حرام کو پھر بعینہٖ وہی جواب ارشاد فرمایا جو پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ اس روایت کے پہلی مرتبہ کے الفاظ ہیں

ناس من امتی عرضوا علی یرکبون ظھر ھذا البحر کالملوک علی الاسرۃ۔ یعنی میری اُمت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیئے گئے جو دریا کی

پشت پر اس طرح سوار تھے جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ آپ جب دوسری مرتبہ بیدار ہو کر مسکرائے تو پھر بھی آپ نے پہلے ہی کی طرح کسی اور بحری جنگ کے متعلق پیشین گوئی فرمائی تھی

قارئین کرام حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی یہ دو غزوات والی روایت صرف صحاح ستہ تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اکثر کتب احادیث اور تقریباً تمام تواریخ اسلام میں بھی موجود ہے (مشہور دیوبندی مصنف مولوی محمد یوسف صاحب کاندھلوی نے اپنی کتاب حیاۃ الصحابہ ج۱ ص۶۴۲ اور مولوی ذکریا صاحب دیوبندی نے تبلیغی جماعت کے نصاب میں حکایات صحابہ کے باب میں ص۱۲۹ پر بھی یہی روایت نقل کی ہے) لیکن میں فی الحال اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف صحاح ستہ پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ امید ہے حدیث کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے (بزعم خود اہلحدیث) حضرات ان احادیث کو بھی ضرور مانیں گے۔ شاید کسی کور ذہن کے خیال میں یہ بات آئے کہ آپ نے فقال مثل مقالته، کما قال فی الاولی، فاجابها مثل جوابها الاول، نحو ما قال فی الاولی اور فقال لها مثل ذالك۔

وغیرہ کے الفاظ سے بحری جنگ مراد لے لی ہے کیا ان الفاظ سے کسی اور نے بھی یہ مراد لی ہے؟ تو آئیے جناب میں صحاح ستہ ہی کی ایک حدیث شریف سے ان الفاظ کی وضاحت کرتا ہوں۔ صاحب عقل و دانش حضرات غور فرمائیں اور اگر توفیقِ الٰہی شاملِ حال ہو تو ایمان بھی لائیں۔

فلما قدمت السرية سلموا على النبي صلى الله عليه وسلم فقام احد الاربعة فقال يا رسول الله الم تر الى علي بن ابي طالب صنع كذا وكذا فاعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قام الثاني فقال مثل مقالته فاعرض عنه ثم

قام اليه الثالث فقال مثل مقالته فاعرض عنه ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم والغضب يعرف في وجهه فقال ما تريدون من علي ما تريدون من علي ما تريدون من علي ان عليا مني وانا منه وهو ولي كل مؤمن من بعدي۔ (ترمذی شریف ج۲ ص۲۱۳)

یعنی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ایک لشکر اسلام میں شامل ہوئے اور فتح کے بعد واپسی پر آپ نے مالِ غنیمت میں سے بطور خمس (قبل اس سے کہ تمام مال غنیمت حضور کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا اور پھر آپ تقسیم فرماتے) وہیں پر ایک لونڈی لے لی۔ اس پر لوگوں نے اعتراض کیا چنانچہ جب یہ لشکر والے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو چار آدمیوں نے اس بات کی حضور کے سامنے شکایت کی۔ ایک کھڑا ہوا اور اس نے تمام واقعہ بیان کیا لیکن حضور نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا تو (فقال مثل مقالته) اس نے بھی ویسا ہی بیان کیا لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تیسرا کھڑا ہوا تو (فقال مثل مقالته) اس نے بھی ویسا ہی بیان کیا لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر چوتھا کھڑا ہوا اور اس نے بھی انہی کی طرح بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور آپکے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار نظر آرہے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو، تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو، تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو۔ بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔"

ناظرین کرام! اس حدیث کو بار بار پڑھیں اور غور فرمائیں کہ اس میں "فقال مثل مقالته" کے وہی الفاظ ہیں جو روایت ام حرام میں مذکور ہیں۔ تو جناب

جب ایک آدمی نے حضور کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر حضرت علی کی شکایت کی تھی اور اس کے بعد دوسرا آدمی کھڑا ہوا " فقال مثل مقالته " یعنی اس نے بھی حضرت علی کے بارہ میں بارگاہ نبوی میں وہی شکایت کی جو پہلا کر چکا تھا. پھر تیسرا آدمی کھڑا ہوا " فقال مثل مقالته " اس نے بھی وہی کچھ کہا جو اس سے پہلا کہہ چکا تھا. اب آپ غور فرمائیں کہ وہ چاروں شخص باری باری اُٹھ کر ایک ہی واقعہ بیان کر رہے تھے یا ہر کوئی کسی دوسرے آدمی کے متعلق کوئی اور واقعہ بیان کر رہا تھا.

ظاہر بات ہے کہ چاروں باری باری اُٹھے اور ایک ہی طرح کا واقعہ بیان فرمایا اور اس کے علاوہ کوئی اور صورت تو ممکن ہی نہیں ہے. تو جناب! جب اس حدیث میں راوی کے " فقال مثل مقالته " کے الفاظ ایک ہی طرح کے واقعہ پر دلالت کر رہے ہیں تو حضرت ام حرام کی روایت میں یہی الفاظ دونوں مرتبہ کے ایک ہی طرح کے واقعے ہونے پر کیوں دلالت نہ کریں گے.

لہذا یہ بات اس دلیل قاہرہ سے ثابت ہو گئی کہ حضرت ام حرام کی روایت میں حضور کے بیان فرمودہ دونوں لشکر بحری ہی تھے کیونکہ وہاں بھی دوسری مرتبہ کے متعلق یہی " فقال مثل مقالته " کے الفاظ بیان کئے گئے ہیں. نیز جناب! جس بخاری کی روایت سے آپ اپنے غلط عقیدے کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش فرما رہے ہیں اگر اسی بخاری سے میں اپنا صحیح مدعا ثابت کر دوں تو پھر تو شاید آپ کو یہ وضاحت ماننے سے کوئی انکار نہ ہوگا. ویسے فرمانِ خداوندی فطبع علی قلوبهم فهم لا يفقهون کے تحت اس بات کی اُمید بہت کم ہے الا ماشاء اللہ تو آئیے جناب آپ کی پیش کردہ شاذ اور مضطرب روایت کی نوک پلک متواتر مرفوع اور صحیح حدیث سے سنوارتے ہیں. پڑھیں اور اگر اللہ تعالٰے توفیق دے تو ایمان بھی لائیں. فنام رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم استيقظ يضحك

قالت فقلت ما يضحكك يا رسول الله؛ فقال ناس من امتى عرضوا على غزاة فى سبيل الله يركبون ثبج هذا البحر ملوكا على الاسرة او قال مثل الملوك على الاسرة قلت ادع الله ان يجعلنى منهم فدعا ثم وضع راسه فنام ثم استيقظ يضحك فقلت ما يضحكك يا رسول الله قال ناس من امتى عرضوا على غزاة فى سبيل الله يركبون ثبج هذا البحر ملوكا على الاسرة او مثل الملوك على الاسرة فقلت ادع الله ان يجعلنى منهم قال انت من الاولين (بخاری شریف ج۲ ص۹۲۹)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر آرام فرما رہے ہیں پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوتے ہیں حضرت ام حرام مسکرانے کا سبب دریافت کرتی ہیں. آپ فرماتے ہیں میری اُمت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں وہ دریا پر اس طرح سوار ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں. حضرت ام حرام عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ. اللہ تعالٰے سے دعا کریں کہ اللہ تعالٰے مجھے بھی ان میں سے کر دے. آپ نے دعا فرمائی پھر آپ نے سر رکھا اور سو گئے پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے. حضرت ام حرام نے پھر مسکرانے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا اب میرے سامنے میری اُمت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے اور دریا کے درمیان (کشتیوں پر) اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھتے ہیں. حضرت ام حرام نے پھر عرض کی! یا رسول اللہ اللہ تعالٰے سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالٰے مجھے بھی ان میں سے کر دے آپ نے فرمایا نہیں تم پہلوں میں سے ہو."

یقیناً اس حدیث شریف کی اتنی کھلی وضاحت کے بعد ہر وہ قلب و دماغ

جس کا حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان ہے ضرور بالضرور مکمل و اکمل طور پر مطمئن ہو گیا ہو گا۔ یہ ایک مسلم اصول ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ میں اگر کوئی ابہام پیدا ہو جائے تو اس میں سب سے زیادہ معتبر اور قابل قبول وہ حل ہوتا ہے جو بزبان مخبر صادق علیہ السلام ادا ہو۔ پہلی تمام روایات اور بخاری کی اس روایت میں کوئی فرق نہیں۔ سب کا بیان و کلام ایک ہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مذکورہ بالا روایات میں راوی نے حضور کا ایک مرتبہ کا فرمان نقل کر دیا اور دوسری مرتبہ صرف اتنا ہی کہہ دیا کہ آپ نے دوسری مرتبہ بھی پہلے ہی کی طرح ارشاد فرمایا۔ لیکن اس روایت میں راوی نے بجائے اختصار سے کام لینے کے دوسری مرتبہ بھی آپ کے ارشاد فرمودہ الفاظ پورے کے پورے نقل کر دیے ہیں اور بالکل صاف صاف بیان کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مرتبہ دو مختلف بحری لشکروں کا ذکر کیا ہے ایک میں حضرت ام حرام کی شمولیت ہو سکے گی اور دوسرے میں نہیں۔ الحمد للہ رب العالمین و بمنہ ہمارا مدعا بخاری شریف کی صحیح حدیث سے بالکل صاف ثابت ہو گیا ہے اور ہم نے اپنی کسی لمبی چوڑی تقریر کے زور سے کوئی کمزور استدلال نہیں کیا۔ اب تو یقیناً کسی کو کوئی انکار نہ ہوگا۔

البتہ:- آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے

اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا!

آئیے اب ذرا دیکھیں کہ اس حدیث پر شارحین محدثین نے اس کی کیا شرح فرمائی ہے تاکہ یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ ہم اکیلے نہیں بلکہ کوئی اور بھی ہمارا ہم خیال ہے۔

یہ روایت شاذ ہے:- شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ثم وضع رأسه فنام۔ ثم قام ثانية فقالت مثل قولها

فاجابها مثلها۔ وكل ذالك شاذ والمحفوظ من طريق انس ما اتفقت عليه روايات الجمهور۔ قلت وظاهر قوله فقال مثلها ان الفرقة الثانية يركبون البحر ايضا وقال القرطبي الاول في اول من غزا البحر من الصحابة والثانية في اول من غزا البحر من التابعين۔

(فتح الباری شرح بخاری ج۱۱ ص۶۳ طبع بیروت)

یعنی اس واقعہ سے متعلق جتنی بھی روائتیں مذکور ہیں ان میں سے جو روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نقل کی گئی ہے وہ بالکل محفوظ ہے اور جمہور (محدثین) کی روایات بھی اس سے اتفاق کرتی ہیں (الحمد للہ ہم نے اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لیے صحاح ستہ کی جتنی بھی حدیثیں نقل کی ہیں سب کی سب حضرت انس بن مالک سے روایت ہیں) علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں فقال لها مثلها کے الفاظ سے تو یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ دوسرا لشکر بھی پہلے لشکر کی طرح بحری ہی تھا۔ اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلا بحری لشکر صحابہ کرام کے زمانہ میں گیا تھا اور دوسرا بحری لشکر تابعین کے زمانہ میں گیا تھا۔ نیز علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کے علاوہ جو بھی روایت ہے وہ شاذ ہے۔

شاذ کی تعریف:- ان الشاذ ما رواه المقبول مخالفا لمن هو اولى منه (نخبة الفكر ص۵) الشاذ هو الحديث الذى يتفرد به ثقة من الثقات وليس له اصل متابع لذالك الثقة فلم يعتبر المخالفة - نزهة النظر ص۵

یعنی شاذ روایت وہ ہے جو کوئی مقبول راوی اپنے سے اولیٰ راوی کے خلاف نقل کرے۔ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

شاذ وہ حدیث ہوتی ہے جس میں ثقہ راویوں میں سے کوئی راوی ایسا منفرد ہوکر اسکی متابعت کی کوئی اصل نہ ملے پس اس کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

یاد رہے جو روایت بخاری ص۱۴۶ والی یزید دوست حضرات پیش کرتے ہیں وہ حضرت انس سے مروی نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ عسقلانی کی تحقیق کے مطابق وہ روایت شاذ ہوئی اور ظاہر بات ہے کہ متواتر اور محفوظ روایت کے مقابلہ میں ایک شاذ روایت کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے

یہ روایت منکر ہے ،۔ نیز فرماتے ہیں ولکن قیدہ بالثقة ۔ یعنی یہ بات ضروری ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہوں کیونکہ ان الشاذ والمنکر کلاھما ضعیف لکن الشاذ روایة قد یکون مقبولا والمنکر راویہ الضعیف یعنی شاذ اور منکر ہوتی تو دونوں ہی ضعیف ہیں لیکن شاذ کا راوی مقبول ہوتا ہے اور منکر کا راوی بھی ضعیف ہوتا ہے۔ ویفترقان فی ان راوی الشاذ مقبول و راوی المنکر ضعیف ۔ اور شاذ اور منکر روایت میں صرف یہی ایک فرق ہوتا ہے کہ شاذ کا راوی مقبول ہوتا ہے اور منکر کا راوی بھی ضعیف ہوتا ہے۔

چند غور طلب امور ،۔

۱ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت انس کو اسی طرح روایت پہنچی تھی تو غور طلب بات یہ ہے کہ اولاً تو حضرت انس بلا واسطہ خود اپنی سگی خالہ حضرت ام حرام سے روایت کر رہے ہیں اور پھر آپ ۲ حضرت ام حرام کے سامنے تمام زندگی اسی طرح روایت کرتے رہے لیکن حضرت ام حرام نے نہ انہیں ٹوکا اور نہ ہی کسی بری اور بحری دو طرح کے لشکروں کے متعلق تصحیح فرمائی۔ یاد رہے کہ حضرت ام حرام کا انتقال حضرت عمر فاروق کے دور حکومت میں سنہ ھ میں ہوا تھا۔

۳ اگر بالفرض والمحال حضرت ام حرام نے حضرت انس کو وہ مختلف الواقعہ ،

شاذ اور مضطرب روایت نہیں ، بتائی تو جب آپ مدینہ شریف میں بیٹھ کر تمام زندگی دونوں دفعہ کے لشکر بحری بیان فرماتے رہے تو آپ کے خالو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس اختلاف واقعہ سے کیوں باخبر نہ کر دیا

۴ دونوں دفعہ کے لشکر بحری ہونے والی روایت حضور کے ایک صحابی حضرت انس بن مالک اپنی سگی خالہ صحابیہ حضرت ام حرام سے روایت کر رہے ہیں اور مدینہ شریف میں تمام صحابہ کے سامنے اسی طرح روایت کرتے رہے لیکن بری اور بحری جنگ والی روایت حمص کا رہنے والا ایک آدمی بیان کر رہا ہے اور آگے شامیوں سے ہی وہ روایت بیان کرتا رہا۔ کسی صحابی کے سامنے کبھی یہ روایت بیان نہیں کی گئی۔ ۵ ۔ اگر بالفرض والمحال حضرت عبادہ بن صامت حمص میں جاکر یہ روایت اس طرح سنا آئے تھے تو تمام زندگی مدینہ شریف میں آپ نے وہ روایت کسی کے سامنے کیوں بیان نہ فرمائی ۔

۶ ۔ ان دونوں روایتوں میں واقعات والفاظ کا اتنا فرق ہے کہ کسی طرح ان دونوں مختلف الواقعہ روایتوں کی تطبیق نہیں ہو سکتی۔ مثلاً ...... !

حمص والی روایت	صحاح ستہ کی دیگر روائتیں
۱ اس روایت میں ویسے ہی کہیں بیٹھے ہوئے حضور کا ایک واقعہ بیان فرمانا بیان کیا گیا ہے ۔	دیگر تمام روایات میں حضور کا آرام فرمانا اور ہر دو مرتبہ بیدار ہو کر ایک ایک لشکر کی خبر دینا بیان کیا گیا ہے ۔
۲ اس روایت میں ہر دو لشکروں کیلئے جیش اولیٰ کی قید ہے ۔	دیگر روایات میں یہ قید کہیں مذکور نہیں ہے ۔
۳ اس میں جیش اولیٰ کے لیے وجوب جنت کی بشارت مذکور ہے ۔	دیگر روایات میں اس لشکر کے لیے کسی خصوصی بشارت کا تذکرہ نہیں کیا گیا

۴ اس روایت میں مذکور جیش ثانی مدینہ قیصر پر حملہ آور ہو گا

دیگر روایات کے مطابق دوسرا لشکر بھی دریا پر سوار ہو کر جنگ کرنیوالا ہے۔

۵ اس روایت میں مذکور دوسرے لشکر کیلئے مغفرت کی بشارت مذکور ہے۔

دیگر روایات میں اس بشارت کا کہیں نام و نشان تک نہیں ہے۔

۶ اس روایت کے الفاظ و واقعات کی ۱۲۴۰۰۰ صحابہ یا تابعین میں سے کوئی بھی تائید نہیں کرتا اور نہ ہی یہ روایت ان شامیوں کے علاوہ کسی اور سند سے بیان کی گئی ہے۔

حضرت انس کی روایت خود بخاری نے تین سندوں سے مسلم نے چار سندوں سے ابوداؤد نے تین سندوں سے نسائی نے دو سندوں سے، ترمذی اور ابن ماجہ نے ایک ایک سند سے بیان فرمائی ہے۔

۷ اکابر اسلاف میں سے کسی محدث، مفسر یا مورخ نے اس روایت کی تائید کرتے ہوئے دیگر روایات پر اعتراض نہیں کیا۔

جبکہ ان روایات کی تائید اور اس شامی سند والی روایت سے اختلاف کرتے ہوئے مفسر ابن کثیر رقمطراز ہیں۔

تفردبه البخاری دون اصحاب الکتب الستة (البدایہ والنہایہ م۶ صـ۲۲۲) یعنی بخاری اس روایت میں صحاح ستہ کے اصحاب میں بالکل اکیلے ہیں۔

یعنی دو طرح کی بحری اور بری جنگ اور پھر پہلے لشکر کے لیے وجوب جنت اور دوسرے لشکر کے لیے مغفرت کی بشارت والی روایت میں بخاری تمام محدثینِ صحاح ستہ میں بالکل اکیلے ہیں اور کسی کتاب و روایت سے ان کی اس انفرادیت کی تائید نہیں ہوتی۔

۸ اور تو اور خود بخاری بھی اسی اپنی صحیح میں اس روایتِ بشارت سے چند صفحے قبل دیگر محدثین کرام کی طرح حضرت انس والی روایت تین مختلف طریقوں سے

۴۰۳، صـ۴۰۵ پر) بیان کی ہے جس میں دونوں لشکر ایک ہی طرح کے بیان ہیں اور کسی لشکر کے لیے کوئی خصوصی بشارت بیان نہیں کی گئی بلکہ بخاری نے (م۲ صـ۹۲۹ پر) یہی حضرت انس والی روایت بیان کرتے کسی اشارے کنائے کے بالکل صاف صاف لکھ دیا اور تسلیم کر لیا ہے کہ دفعہ حضور کے بیان فرمودہ لشکر بحری ہی تھے اور آپ نے ان کیلئے بشارت بھی بیان نہیں فرمائی۔ باقی تمام محدثین تو ایک طرف۔ خود بخاری پنی اس روایت میں اضطراب پیدا کر دیا۔

تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ صاحب فتح الباری شرح بخاری علامہ عسقلانی حضرت روایت کو محفوظ اور اس کے علاوہ دیگر (شامی سند والی) روایت کو شاذ چکے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

روایت مدرج ہے۔ اس وضاحت کو بغور پڑھنے کے بعد یہ بات شمس ہو جاتی ہے کہ ایک ہی راویہ سے الفاظ و واقعات کا جو اتنا فرق گیا ہے، وہ اختلاف اور لبشارت و مغفرت کے الفاظ مذکورہ روایہ کی طرف بلکہ بعد کے کسی راوی کی طرف سے روایت میں اضافہ کیا گیا ہے۔

سے یہ منفرد اور شاذ روایت مدرج المتن کے حکم میں آجاتی ہے نزہتہ النظر الفکر علامہ عسقلانی شارح بخاری اور مقدمہ ترمذی صـ۲ پر علامہ جرجانی رحمہ اللہ ہیں۔ ھو ما ادرج فی الحدیث من کلام بعض الرواۃ فیظن من الحدیث۔ یعنی راوی کی طرف سے حدیث میں کوئی فقرہ لگا دینا ہو کر یہ فقرہ بھی حدیث کا ہے۔ اور ظاہر ہے حضور مخبر صادق علیہ السلام کے ہوئے الفاظ و واقعات کے مقابلہ میں اہلِ اسلام کسی راوی کے درہ الفاظ کو کب قابلِ قبول سمجھ سکتے ہیں اور شرعی نقطۂ نظر سے بھی

ان کی کوئی وقعت واہمیت نہیں ہوگی۔

منظور ہے گذارش احوال واقعی   اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

حدیث قسطنطنیہ کے راوی

قارئین کرام! الفاظ حدیث پر مختصر مگر جامع و مدلل بحث کرنے کے بعد اب ذرا اس روایت کی سند پر بحث کرتے ہیں اور اس روایت کے راویوں کی تحقیق کرتے ہوئے روایت کے صحت وسقم کا تجزیہ کرتے ہیں۔ اس حدیث کے راوی یہ ہیں ۱ اسحاق بن یزید دمشقی ۲ یحیٰی بن حمزہ دمشقی ۳ ثور بن یزید حمصی ۴ خالد بن معدان حمصی ۵ عمیر بن اسود عنسی۔

اوّلاً تو صاحبِ بصیرت حضرات کے سمجھنے کے لیے یہ بات ہی کافی ہے کہ اس منفرد شاذ اور مدرج روایت جس سے یزید دوست حضرات یزید عنید کی مغفرت پر استدلالِ بے اعتدال کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، کے تمام راوی شامی ہیں جیسا کہ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں والاسناد کلہ شامیون (فتح الباری شرح بخاری ۶ ص ۱۰۲ طبع بیروت) اور شامیوں کے دل میں اہلِ بیت کرام کی جو کچھ عظمت و محبت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ بخاری شریف کے صفحہ ۵۳۰ اور ص ۸۸۶ پر اور دیگر کتب صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت ہے۔ سألہ رجل عن دم البعوض فقال ممن انت فقال من اھل العراق قال انظروا الی ھذا یسألنی عن دم البعوض وقد قتلوا ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھما ریحانتای من الدنیا۔

ترجمہ:۔ کہ آپ سے ایک آدمی نے مچھر کے خون کے بارے میں (احرام کی حالت میں مچھر مارنا) مسئلہ پوچھا۔ آپ نے پوچھا تو کہاں کا رہنے والا

ہے اُس نے کہا عراق کا۔ آپ نے فرمایا لوگو اس عراقی کو دیکھو، یہ مجھ سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے حالانکہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیارے نواسے کو شہید کیا ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا یہ دونوں شہزادے (حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے پھول ہیں۔" ان شامیوں کی زبان بے لگام سے خاندان بنو امیہ کی تعریف کوئی تعجب والی بات نہیں ہے بلکہ وہ تو بنو امیہ کی محبت میں اتنے سخت ہیں کہ انہوں نے صاحب سنن نسائی کو خاندان بنو امیہ کی تعریف نہ کرنے پر مار مار کر ہلاک کر دیا تھا (بستان المحدثین ص ۱۱۱) لہٰذا کسی شامی راوی سے یہ بات بالکل بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے محبوب خلیفہ یزید پلید کی شان کو چار چاند لگانے کے لیے کسی روایت میں کچھ الفاظ کا اضافہ کرلے البتہ اس اضافے کی شرعی طور پر کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ اب ذرا ان راویوں کا تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ روایت کا ضعف بالکل واضح ہو جائے۔ مذکورہ روایت کا پہلا راوی ہے **اسحاق بن یزید دمشقی**۔ اس کا اصل نام اسحاق بن ابراہیم بن یزید ہے اور یہ اپنے والد کی بجائے دادا کی نسبت سے معروف ہے (تقریب التہذیب ص ۳۰) اس کے متعلق شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ قال ابن ابی حاتم سمعت ابازرعۃ یقول ادرکناہ ولم نکتب عنہ ..... وروی لہ الازدی فی الضعفاء .....

قال ابن عدی وھذا غیر محفوظ (تہذیب التہذیب ع ۱ ص ۲۱۹)

یعنی حضرت ابوزرعہ فرمایا کرتے تھے اسحاق بن یزید ہمارا ہم عصر تھا لیکن ہم (اسکے نامعتبر ہونے کی وجہ سے) اس کی روایت نہیں لکھا کرتے تھے اور ازدی نے اسے ضعیف (نامعتبر) راویوں میں شمار کیا ہے اور ابن عدی نے اس کی بیں

روائتیں نقل کی ہیں اور لکھا ہے کہ اس کی روایت کردہ یہ تمام روائتیں غیر محفوظ ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ابن عدی کا یہ بیان نقل کرکے اس کی ان بیس حدیثوں کو غیر محفوظ لکھا ہے (میزان الاعتدال ج۱ صفحہ۱۷۹) اس روایت کا دوسرا راوی ہے **یحییٰ بن حمزہ دمشقی**، اس کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وکان یرمی بالقدر... عن ابن معین کان قدریا (تہذیب التہذیب ج۱۱ صفحہ۲۰۰)

یعنی یحییٰ بن حمزہ صحیح العقیدہ مسلمان نہیں تھا بلکہ وہ قدری تھا۔ حضرت ابن معین بھی یہی فرماتے ہیں۔ نیز شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رُمی بالقدر یعنی یہ قدری تھا (تقریب التہذیب صفحہ۳۷۴) علامہ ذہبی رحمہ اللہ بھی ان کے ہمنوا ہیں آپ فرماتے ہیں کان یرمی بالقدر یعنی وہ قدری تھا (میزان الاعتدال ج۴ صفحہ۳۶۹) اس روایت کا تیسرا راوی ہے **ثور بن یزید حمصی**، اس کے متعلق شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ثبت الا انہ یری القدر۔ یعنی یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ثور بن یزید قدری تھا (تقریب التہذیب صفحہ۵۲)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں قال ابن معین ما رأیت احدا یشک انہ قدری قال احمد بن حنبل کان ثور یری القدر وکان اہل حمص نفوہ واخرجوہ۔ وقال ابو مسہر عن عبد اللہ بن سالم قال ادرکت اہل حمص وقد اخرجوا ثورا وحرقوا دارہ بکلامہ القدر۔ کان الاوزاعی سیئ القول فی ثور عن ابی رواد انہ کان اذا اتاہ من یرید الشام قال ان بہا ثورا فاحذر لا ینطحک بقرنیہ۔

(تہذیب التہذیب ج۲ صفحہ۳۴ میزان الاعتدال ج۱ صفحہ۳۷۴)

(مقدمہ فتح الباری صفحہ۳۹۲ صفحہ۴۶۲ صفحہ۴۸۲) یعنی ابن معین فرماتے ہیں میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو اس کے قدری ہونے میں شک کرتا ہو۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ

عنہ فرماتے ہیں ثور قدری تھا اور اس کے شہر والوں نے اسے اپنے شہر سے قدری ہونے کی وجہ سے نکال دیا تھا۔ نیز حضرت عبداللہ بن سالم فرماتے ہیں، میں نے دیکھا اہل حمص نے ثور کو قدری ہونے کی وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا اور اس کے گھر کو جلا دیا تھا۔ علامہ اوزاعی اس کو غلط بات کرنے والا کہا کرتے تھے۔ ابن رواد فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی ملک شام کو جائے تو خیال رکھے کہ وہاں ایک بیل رہتا ہے (ثور عربی میں بیل کو کہتے ہیں) اس سے بچ کے رہنا کہیں وہ اپنے سینگوں سے تجھے کچل نہ ڈالے۔ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ بھی دیگر ائمہ رجال کے ہمنوا ہیں۔ آپ لکھتے ہیں انہ کان قدریا۔ یعنی بے شک ثور بن یزید قدری تھا (تہذیب التہذیب ج۲ صفحہ۳۳) نیز فرماتے ہیں کان الاوزاعی یتکلم فیہ ویہجوہ وقال عبداللہ بن احمد عن ابیہ ثور بن یزید کان یری القدر۔ فنہی مالک عن مجالستہ ولیس لمالک عنہ روایۃ۔ اوزاعی اس میں کلام کرتے تھے اور اس کی برائی بیان کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ ثور قدری تھا، امام مالک اس کے پاس بیٹھنے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے اور امام مالک اس کی روایت نہیں لیا کرتے تھے۔ چونکہ اس حدیث کے دو راوی یحییٰ بن حمزہ اور ثور بن یزید قدری ہیں لہٰذا ہم زبان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدریوں کے متعلق کیا ہوا فیصلہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

قدریوں کے متعلق فیصلۂ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنفان من امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب المرجئۃ والقدریۃ۔

(ترمذی شریف ج۲ صفحہ۳۷) (ازالۃ الخلفاء مترجم از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ۲۵۳)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے ان میں سے ایک مرجیٔہ ہیں اور دوسرے قدری"

قدریہ کا عقیدہ کفریہ

! القدرية هم المنكرون للقدر. القائلون بان افعال العباد مخلوقة بقدرتهم لا بقدرة الله وارادته. (حاشیہ ترمذی شریف ج۲ ص۳۶)

قدری فرقہ اللہ کی قدرت (تقدیر) کا منکر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے کام ان کی اپنی قدرت (طاقت) کا نتیجہ ہوتے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور ارادے کا کچھ عمل دخل نہیں ہے۔" (استغفراللہ)

۲: عن ابن عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم القدرية مجوس هذه الامة ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم رواه احمد وابو داود۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۲)

ازالۃ الخلفاء مترجم ص۲۵۳، حیاۃ الصحابہ ج۳ ص۳۸، خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۲۴)۔

ترجمہ:۔ مسند امام احمد بن حنبل، ابوداؤد شریف اور ابن ماجہ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! قدری اس اُمت کے مجوسی ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔" ان دو روایات سے صاف صاف ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدریوں کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے کیونکہ مسلمانوں کے متعلق بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ حق المسلم على المسلم خمس رد السلام وعيادة المريض واتباع الجنائز الخ (مشکوٰۃ ص۱۳۵)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں ۱: سلام کا جواب دینا ۲: اگر وہ بیمار ہو جائے

تو اس کی عیادت کرنا ۳: اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ پر جانا...الخ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم قدریوں کے متعلق ان تمام باتوں سے منع فرما رہے ہیں۔ علامہ ملا علی قاری راویوں کی جرح پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں واما الكفر فهو خارج عن البحث لان الكلام فى الراوى الاسلام (شرح نخبۃ الفکر ص۱۲۲)

یعنی جس راوی کا کفر ظاہر ہو جائے اس کے متعلق تو پھر کسی بحث کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔" نیز اسی ثور بن یزید کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اذا ذكر عليا قال لا احب رجلا قتل جدى۔

یعنی جب اس کے سامنے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر مبارک کیا جاتا تھا تو وہ کہا کرتا تھا میں اس شخص کو بالکل پسند نہیں کرتا کیونکہ اس نے میرے دادا کو قتل کیا تھا" (تہذیب التہذیب ج۲ ص۳۳) اس کا دادا جنگ صفین میں حضرت علی المرتضےٰ کے مقابلہ میں لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔ یہ حضرت شیرِ خدا سے اتنا بغض رکھتا تھا کہ آپ کا نام تک سننا گوارہ نہیں کرتا تھا۔ اختصار کا دامن تھامے ہوئے ضمناً یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی محبت یا (معاذاللہ) عداوت کے متعلق مخبرِ صادق علیہ السلام کا کیا فرمان ہے یا اس کے متعلق نجوم ہدایت صحابہ کرام کا کیا عقیدہ تھا۔ ۱،۲: مسلم شریف ج۱ ص۶۰ اور ترمذی شریف ج۲ ص۲۱۵ پر خود جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ يا على لا يحبك الا مؤمن ولا يبغضك الا منافق۔

یعنی اے علی جو مومن ہوگا وہ تم سے ضرور محبت کرے گا اور جو منافق ہوگا وہ تم سے بغض رکھے گا۔ ۳: نیز ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من احب عليا فقد احبنى ومن احبنى فقد احب الله ومن ابغض عليا فقد ابغضنى ومن ابغضنى

فقد ابغض الله (صواعق محرقہ ص١٢٢) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو علی سے محبت رکھے گا گویا اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس کی محبت مجھ سے ہو گئی گویا اس کی محبت خدا سے ہے اور جو علی سے بغض رکھے گا گویا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا گویا اس نے خدا سے بغض رکھا۔" یا مختصر الفاظ میں یوں کہہ لو۔ علی کی محبت خدا کی محبت علی کی دشمنی خدا کی دشمنی۔

نمبر ۵۔ مشہور صحابیٔ رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کنا نعرف المنافقین ببغضہم علیا (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۳، مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۴) ہم گروہ صحابہ منافقوں کو حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے بغض سے پہچان لیا کرتے تھے۔" یعنی صحابہ کرام اس شخص کو منافق سمجھتے تھے جو حضرت علی سے بغض رکھتا ہو۔ نمبر ۶ نیز برِ صغیر پاک و ہند میں حدیث کے مسلم اُستاد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے معاملہ بالکل ہی صاف فرما دیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ نزد اہل سنت بغض اہل بیت و امیرالمؤمنین از قوادح صحت روایت است (تحفہ اثنا عشریہ ص ۶۵) یعنی ہم اہل سنت وجماعت کے نزدیک اہل بیت کرام اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بغض وعناد رکھنے والے شخص کی روایت نامعتبر ہے۔" قارئین کرام! ان احادیث مبارکہ آثار صحابہ اور اقوال اسلاف کی روشنی میں اب آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ جو شخص حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے اتنی عداوت رکھتا ہے کہ آپ کا نام سُننا بھی گوارا نہیں کرتا اس کی بیان کردہ روایت کی اہل سنت وجماعت کے نزدیک کیا اہمیت و وقعت ہو گی بلکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق تو کسی بھی " ما انا علیہ واصحابی" پر ایمان رکھنے والے مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ حضرت علی کے کسی

دشمن کی روایت کو قبول کرے۔ اللھم ارزقنا حب محمد وآلہ واصحابہ واحفظنا عن بغضہم اس روایت کا چوتھا راوی ہے **خالد بن معدان حمصی**۔ اس کے متعلق شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کان یرسل کثیرا (تقریب التہذیب ص ۹۰) یعنی خالد بن معدان اکثر مرسل روائتیں بیان کیا کرتا تھا" اور مرسل کی تعریف ہے یقول التابعی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا او فعل کذا۔ (مقدمہ ترمذی ص ۳، نخبۃ الفکر ص ۶۳) یعنی تابعی اپنے اوپر والا صحابی راوی بیان نہ کرے اور تابعی براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے۔ یعنی تابعی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا، یا یوں کیا۔ مرسل روایت کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رقمطراز ہیں۔ لم یقبل المرسل ولا ارسلہ العدل (نخبۃ الفکر ص ۶، شرح نخبہ علی قاری ص ۱۵۲) (یعنی احکام اور عقائد میں) مرسل روایت قبول نہیں کی جائے گی اگرچہ اسے ارسال کرنیوالا عادل ہی کیوں نہ ہو" اس روایت کا پانچواں راوی ہے **عمیر بن اسود عنسی** اسکے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فلیس لہ البخاری سوی ھذا الحدیث (فتح الباری شرح بخاری ج ۶ ص ۷۸) یعنی بخاری کے نزدیک یہ راوی اتنا با اعتماد ہے کہ پوری بخاری میں اس ایک روایت کے علاوہ صاحب بخاری نے اس عمیر بن اسود عنسی کی کوئی روایت نہیں لی۔ نیز اسود عنسی نے حضور کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ لو جناب یہ ہیں اس حدیث قسطنطنیہ کے راوی۔ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ کیا ایسے بدعقیدہ دشمن اہل بیت، مجروح اور ضعیف راویوں کی روایت ہمارے لیے حجت ہو سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ رواۃ کے مجروح، مطعون اور ضعیف ثابت ہو جانے کے علاوہ یہ روایت مضطرب، مدرج اور شاذ ہی نہیں بلکہ منکر اور شاذ مردود بھی ثابت ہو چکی ہے، چنانچہ امام شافعی فرماتے ہیں

قال الشافعی رحمه الله الشاذ ما رواه الثقة مخالفا لما رواه الناس قال ابن الصلاح فما خالف مفرده احفظ منه واضبط فشاذ مردود۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شاذ وہ ہے جو ثقہ راوی روایت کریں لیکن ان روایات کے مخالف ہو جو باقی محدثین بیان کریں اور اگر شاذ روایت کے راوی بھی غیر ثقہ ہوں تو پھر یہ روایت شاذ مردود اور منکر ہوگی یہ ابن الصلاح اور ملا علی قاری کی وضاحت ہے" نیز علامہ نووی شارح مسلم فرماتے ہیں فان الائمة لا یروون عن الضعفاء شیئا یحتجون به علی انفراده فی الاحکام ۔ (مقدمہ مسلم ص۲۱، نووی شرح مسلم برحاشیہ ارشاد الساری ج۱ ص۱۶۲ طبع مصری) یعنی احکام میں ضعیف روایت حجت نہیں ہوتی۔ تو کیا ایک منکر روایت کو عقیدہ کے مسئلہ میں دلیل اور حجت قرار دیا جاسکتا ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج!

جس مذہب کی بنیاد ایسی مضطرب، شاذ بلکہ منکر اور مدرج روایات پر استوار کی جائے گی اس مذہب کا پھر خدا ہی حافظ ہوگا۔ لہذا یزید دوست حضرات سے ہمدردانہ عرض ہے کہ " شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر نہ پھینکیے "۔

بشارت اور یزید

اگرچہ تمام راویوں کے نامعتبر ثابت ہو جانے کے بعد کسی وضاحت کی ضرورت تو باقی نہیں رہتی لیکن مسئلہ کی مزید وضاحت کی خاطر اب ہم حدیث کے الفاظ پر بحث کرتے ہیں۔ اوّل تو گذشتہ وضاحت سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو چکی ہے کہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کی روایتوں میں حضرت ام حرام

رضی اللہ عنہا کے سگے بھانجے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے یہ بات بالکل وضاحت کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ استراحت فرمانے کے بعد بیدار ہو کر جن دو لشکروں کے متعلق پیشین گوئی فرمائی تھی وہ دونوں لشکر بحری ہیں (اور یزید کسی بحری لشکر میں شامل نہیں ہوا) اور پھر صحاح ستہ کی ان تمام احادیث مبارکہ میں کسی لشکر کے لیے کسی مخصوص بشارت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے لہذا ایک طرح کے واقعہ کو دو مرتبہ کے وقوع سے دو الگ الگ بحری اور بری لشکر مراد لینا اور ان کے لیے دو الگ الگ بشارتیں بیان کرنا یہ محض ایک ڈرامہ ہے جو بغض اہل بیت میں یار لوگوں نے کھیلا ہے لیکن اگر تمام حقائق کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو پھر بھی دروغ گو را حافظہ نباشد والی بات سامنے آتی ہے کہ بشارت بھی گھڑی تو وہ جو بیچارے ڈوبتے یزید کو تنکے کا سہارا بھی نہ دے سکی اور جملہ محدثین اس روایتِ بشارت کی موجودگی میں بھی یزید عنید کو جنتی ماننے سے انکار کر رہے ہیں یا پھر شاید حدیث کا جو مفہوم آج یار لوگوں نے سمجھا ہے وہ متقدمین محدثین اور مفسرین کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا۔ بلکہ تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ چنانچہ شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے جب بعض من پسندوں کا یہ استدلالِ بے اعتدال سنا تو آپ نے صاف فرما دیا کہ!

اجیب بان هذا اجار علی طریق الحمیة لبنی امیة ۔ (ارشاد الساری شرح بخاری ج۵ ص۱۰۱) یعنی یہ استدلالِ بے اعتدال بنو امیہ کی محبت میں سرشار لوگوں نے ان کی حمایت کے لیے گھڑا ہے۔ بہرحال مذکورہ روایت کے متن پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیان کردہ بشارت بھی عام نہیں ہے بلکہ اس بشارت کو بھی اوّل جیش کے الفاظ قسطنطنیہ پر سب سے پہلے حملہ آور ہونے والے لشکر کے ساتھ مخصوص کر رہے ہیں۔ لہذا یہ بشارت قیامت تک قسطنطنیہ پر حملہ آور

ہونے والے لشکروں کو شامل نہیں ہو سکتی۔ اب اگر بشارت کا رخ فتح قسطنطنیہ کی طرف کیا جائے پھر تو فیصلہ ایسا نکھر کر سامنے آتا ہے کہ ہر کوئی تسلیم کے بغیر چارہ نہیں پاتا جیسا کہ علامہ شبلی اور سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ "مسلمان خلفاء اور سلاطین میں سے ہر باہمت نے اس کے پورا کرنے کے لیے قسمت آزمائی کی مگر ازل سے یہ سعادت سلطان محمد فاتح کی قسمت میں آچکی تھی (سیرۃ النبی ج ۳ ص ۶۹۹)

اس بیان سے تو یہ ہی ثابت ہو رہا ہے کہ اس بشارت کا تعلق قسطنطنیہ کی فتح کے ساتھ تھا اور ہر باہمت اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن یہ سعادت سلطان محمد فاتح کی قسمت میں آئی اور اس فتح کے بعد اس نے سجدۂ شکر ادا کیا تھا اور کہا تھا یا اللہ تیرا شکر ہے کہ جس لشکر کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ الحمد للہ میرے ہاتھوں پوری ہوئی۔ اگر علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی اس تحقیق کو مان لیا جائے تو پھر ہر قسطنطنیہ پر حملہ آور لشکر کے دل میں اس آرزو کا ہونا بھی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ البتہ مذکورہ بشارت کا مستحق سلطان محمد فاتح کا لشکر بنتا ہے۔ پس جھگڑا ختم ہوا۔ سلطان محمد خان علماء و فضلاء، عابدوں اور زاہدوں اور اپنے پیرو مرشد کو دعا کے لیے عرض کر کے ۲۰ مئی ۸۵۷ھ کو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا اور اس کے پیرو مرشد نے اس وقت تک سجدے سے سر نہیں اُٹھایا تھا جب تک شہر فتح نہ ہوا۔ اسی لیے یہ مشہور ہے کہ قسطنطنیہ دعاؤں سے فتح ہوا تھا۔ سلطان نے ایشیائے کوچک کے پانچ ہزار (۵۰۰۰) مسلمانوں کو یہاں آباد کیا اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے متصل ایک مسجد بنوا دی۔ اس طرح سلطان محمد خاں ثانی، سلطان فاتح کے لقب سے مشہور ہوا۔ (تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ج ۳ ص ۵۲۸) اور اگر بشارت کو صرف حملہ کرنے تک محدود رکھا جائے تو پھر بھی یزید بے دید اس ضمن میں نہیں آسکتا کیونکہ تاریخ کی

ورق گردانی کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر سب سے پہلا حملہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ کی زیر سرپرستی کیا گیا تھا چنانچہ مورخ ابی یعقوب رقمطراز ہیں۔ واغزی عثمان جیشا امیرھم معاویة علی الصائفة سنة اثنتین وثلاثین فبلغوا الی مضیق القسطنطنیة وفتحوا فتوحا کثیرة (تاریخ یعقوبی۔ طبع بیروت ج ۲ ص ۱۶۹) مورخ ابن اثیر لکھتے ہیں۔

فی سنة ۳۲ھ غزا معاویة مضیق القسطنطنیہ ومعہ زوجتہ عاتکة (تاریخ کامل ج ۳ ص ۳۲) مورخ اسلام مفسر قرآن علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

غزا معاویة بلاد الروم حتی بلغ المضیق القسطنطنیة (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۵۹)

مورخ اسلام علامہ ابن خلدون ایک اور لشکر کا تذکرہ کرتے ہیں ودخل المسلمون سنة اثنتین واربعین الی بلاد الروم فھزموھم وقتلوا جماعة من البطارقة واثخنوا فیھا ثم دخل بسر بن ارطاة ارضھم سنة ثلاث واربعین ومشی بھا وبلغ القسطنطنیة (تاریخ ابن خلدون ج ۳ ص ۱۹)

عصر حاضر کے مورخ شاہ معین الدین ندوی تقریباً تواریخ مذکورہ بالا کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں بلکہ تقریباً ان کا ترجمہ ہے۔ لکھتے ہیں "ان اہم معرکوں میں اور فتوحات کے علاوہ عہد عثمانی میں اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں اور فتحیں بھی حاصل ہوئیں۔ نیز ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا" (تاریخ اسلام ندوی ج ۱ ص ۲۵۷)

قارئین کرام! آپ نے پانچ مختلف اور مستند تواریخ کے حوالہ جات سے دیکھ لیا کہ جس ۵۱ھ والی جنگ میں یزید عنید بادل ناخواستہ مجبور و مبغوض ہو کر گیا تھا وہ جیش اولیٰ نہیں تھا بلکہ اس سے بہت پہلے ۳۲ھ اور ۴۳ھ میں قسطنطنیہ پر لشکر حملہ آور ہو چکے تھے۔

جب یزید والا لشکر جیش اولیٰ نہیں ہے تو پھر اس روایت میں بیان کردہ

بشارت کا مستحق بھی نہیں ہے کیونکہ بشارت اول جیش کے الفاظ کے ساتھ صرف جیش اول کے ساتھ مختص ہے۔ الیس منکم رجل رشید اور جیش اول بالاتفاق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں حضرت امیر معاویہ کے زیر کمان ۳۲ھ میں گیا تھا لیکن یزید کی پیدائش بالاتفاق ۲۵ھ یا ۲۶ھ کی ہے، جیسا کہ علامہ دمیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ انہ لم یکن من الصحابة لانه ولد فی ایام عثمان۔ (حیاۃ الحیوان ج۲ ص۱۷۵) ترجمہ: یزید بے دید صحابہ میں سے نہیں ہے، کیونکہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں پیدا ہوا تھا" نیز مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں۔

ولد یزید فی سنة ست وعشرین۔ (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۲۶) ترجمہ: یزید عنید ۲۶ھ میں پیدا ہوا۔ خاتم الحفاظ محدث ومفسر ومورخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یزید بن معاویة ابوخالد الاموی ولد سنة خمس او ست وعشرین (تاریخ الخلفاء ص۱۴۳) ترجمہ: ابو خالد یزید بن معاویہ اموی ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں پیدا ہوا" نیز محدث بالاتفاق محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ولد یزید الشقی المرید ستة خمس او ست وعشرین فی خلافة سیدنا العثمان رضی اللہ عنہ۔ (ماثبت من السنہ ص۴۰) یعنی یزید بدبخت شقی و سرکش ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں پیدا ہوا۔

اسی طرح حاشیہ مکتوبات شریف ج۱ ص۱۷۳ اور تاریخ ابن خلکان ج۱ ص۳۰۵ پر بھی مذکور ہے۔ بلکہ تاریخ کی تمام کتابوں میں یہی لکھا گیا ہے کہ یزید ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں پیدا ہوا تھا۔ بلکہ علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تو ایک قول ۲۷ھ کا بھی نقل کیا ہے (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۲۶)۔ قارئین کرام! بخوفِ طوالت صرف سات

حوالہ جات پیش کئے ہیں، ویسے باقی تمام تواریخ بھی انہی کی ہمنوا ہیں کسی نے بھی اس بات سے اختلاف نہیں کیا۔ اس حساب سے یزید بے دید کی عمر ۳۲ھ میں ۲۵ کے مطابق سات سال، ۲۶ کے مطابق چھ سال اور ۲۷ کے مطابق پانچ سال بنتی ہے تو کیا پانچ یا چھ یا سات سال کا بچہ کسی جنگ میں جانے کے قابل بھی ہو سکتا ہے؟ چہ جائیکہ کسی لشکر کا سپہ سالار بنے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اتنے کم عمر بچے کو تو ابھی مکمل طور پر اپنی ہوش بھی نہیں ہوتی۔ دنیا کا کوئی احمق ترین انسان بھی اس مفروضہ کو ماننے کے لیے تیار نہ ہوگا۔ نیز ۵۰ھ میں حضرت امیر معاویہ نے حضرت سفیان بن عوف کے زیر کمان ایک لشکر بلاد روم کی طرف بھیجا تھا اور یزید کو بھی اس میں شامل ہونے کا حکم فرمایا تھا لیکن یزید حیلے بہانے بنا کر بیٹھ رہا اور لشکر میں نہ گیا چنانچہ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں۔ سنة خمسین سیر معاویة جیشا کثیفا الی بلاد الروم للغزاة وجعل علیهم سفیان بن عوف وامر ابنه یزید بالغزاة معهم فتثاقل واعتل فامسك عنه ابوه۔

(تاریخ کامل ج۳ ص۱۸۹) ہاں البتہ یزید عنید حضرت امیر معاویہ کے دورِ حکومت میں ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں باول ناخواستہ بلکہ جبراً و زجراً بھیجا گیا تھا جس کی تفصیل کتب تواریخ میں موجود ہے۔ مثلاً مورخ ابی یعقوب لکھتے ہیں۔ واغزی معاویة یزید ابنه الصائفة ومعه سفیان بن عوف فسبقه بالدخول الی بلاد الروم فنال المسلمین فی بلاد الروم حمی وجدری وکانت ام کلثوم بنت عبد اللہ تحت یزید وکان لها محبا فلما بلغه ما نال الناس من الحمی والجدری فقال۔

ما ان ابالی بما لاقت جموعهم
بالغذقذونة من حمی ومن موم

اذا اتکأت علی الانماط فی غرفۃ - بدیر مران عندی ام کلثوم

فبلغ ذالك معاویۃ فقال اقسم باللہ لتدخلن ارض الروم

فلیصیبنك ما اصابھم فاردت بہ ذلك الجیش فغزا بہ

حتی بلغ القسطنطنیہ -

(تاریخ یعقوبی ج۲ ص۲۲۹)

مورخ علامہ ابن اثیر بیان کرتے ہیں (جوکہ تقریباً اوپر کی عربی عبارت کا ترجمہ ہے) ۵۰ھ میں سفیان بن عوف کے زیر کمان امیر معاویہ نے ایک لشکر جرار بلاد روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس لشکر میں شامل ہونے کا حکم دیا۔ یزید حیلے بہانے بنا کر بیٹھ رہا امیر معاویہ نے اس کو رخصت دے دی شومیٔ قسمت سے اس لشکر میں وبا پڑ گئی جب اس کی اطلاع یزید کو ملی تو اس نے دو شعر کہے "مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ اس لشکر پہ بخار اور بلائیں نازل ہوئی ہیں، میں تو اونچے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوں اور ام کلثوم (یزید کی محبوبہ بیوی) میری آغوش میں ہے۔" جب امیر معاویہ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے قسم کھائی کہ اب میں یزید کو سفیان بن عوف کے پاس ضرور بھیجوں گا تاکہ اس کو بھی ان مصائب کا حصہ ملے جو لشکر والوں کو پہنچی ہیں (تاریخ کامل ابن اثیر اردو ج۳ ص۱۹۶) تاریخ ابن خلدون اردو ج۳ ص۳۸، مروج الذہب ج۳ ص۳۳ شہید کربلا اور یزید از قاری محمد طیب صاحب دیوبندی ص۱۹۴) اور جو معزز صحابہ اس جیش ثانی میں شامل تھے وہ یزید کے ماتحت نہیں تھے بلکہ وہ حضرت سفیان بن عوف کے ماتحت تھے جیسا کہ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج۲ ص۵۲ پر بھی ہے۔ نیز شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ بہت واضح فیصلہ فرماتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں الاظہر ان ھؤلاء السادات من الصحابۃ کانوا مع

سفیان بن عوف ولم یکونوا مع یزید بن معاویۃ لانہ لم یکن اھلا ان یکون ھؤلاء السادات فی خدمتہ..... ای منقبۃ کانت لیزید وحالہ مشہور (عمدۃ القاری شرح بخاری ج۱۴ ص۱۹۸)

یعنی آپ فرماتے ہیں یہ بہت واضح سی بات ہے کہ جو کبار صحابہ کرام اس لشکر میں شامل تھے وہ حضرت سفیان بن عوف کے ساتھ تھے اور وہ یزید بن معاویہ کے ساتھ نہیں تھے کیونکہ وہ اس بات کا اہل ہی نہیں تھا کہ یہ اکابر صحابہ اسکی ماتحتی میں ہوتے۔ یزید میں ایسی کون سی خوبی تھی درحالیکہ اس کا کردار عام مشہور ہے۔ اسی طرح ابوداؤد شریف ج۲ ص۳۴۰ میں قسطنطنیہ پر حملہ کی روایت مذکور ہے اور روایت کے الفاظ ہیں نرید القسطنطنیۃ وعلی الجماعۃ عبدالرحمان بن خالد بن ولید۔ یعنی قسطنطنیہ پر حملہ کے وقت لشکر اسلام کی ایک جماعت حضرت خالد بن ولید کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمان کے زیر کمان تھی" اور یہ وہی لشکر ہے جس میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ شریک تھے جیسا کہ ابو داؤد شریف ج۲ ص۳۶ کی روایت سے صاف ظاہر ہے۔ اور اگر ابتدا حملہ میں یزید وہاں موجود ہوتا تو ضرور اس کا بھی کہیں ذکر ہوتا لیکن ان دونوں روایتوں میں یزید بے دید کا کہیں نام و نشان تک نہیں ہے کیونکہ وہ تو بعد میں جبراً و زجراً بھیجا گیا تھا اور شرعی اعتبار سے انما الاعمال بالنیات کے تحت اس طرح کا بالاکراہ زبردستی دھکیلا ہوا شخص کسی بشارت و مغفرت کا مستحق نہیں ہو سکتا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی منکم پ۱۷ ع۱۲ سورۃ حج - یعنی اللہ تعالےٰ کے پاس تمہاری قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اس کی بارگاہ میں تو تمہارا تقویٰ (دل کی کیفیت) دیکھا جاتا ہے۔

مغفور لھم کی تحقیق

برِصغیر پاک و ہند میں بالاتفاق علی الاطلاق حدیث کے اُستاد جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ان الفاظ پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔!

تمسك بعض الناس بهذ الحديث في نجات يزيد لانه كان من جملة هذ الجيش الثاني بل كان رأسهم ورأيسهم على مايشهد به التواريخ والصحيح انه لايثبت بهذ الحديث الاكونه مغفورله ماتقدم من ذنبه على هذه الغزوة لان الجهاد من الكفارات وشأن الكفارات ازالة الذنوب السابقة عليها لا الواقعة بعدها لوكان مع هذ الكلام انه مغفورله الى يوم القيامة يدل على نجاته واذ ليس فليس بل امره مفوض الى الله تعالى فيما ارتكبه من القبائح بعد هذه الغزوة من قتل الحسين عليه السلام وتخريب المدينة والاصرار على شرب الخمران شاء عفا عنه وان شاء عذبه كما هو مسطرد في حق سائر العصاة على ان الاحاديث الواردة في شان من التخف بالعترة الطاهرة والملحد في الحرم والمبدل للسنة تبقى مخصصات لهذ العموم لوفرض شموله بجميع الذنوب (شرح تراجم بخاری ص۳۲)

ترجمہ:۔ جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "بعض لوگ مغفور لھم کے الفاظ کو دلیل بنا کر یزید کی نجات پر استدلال کرتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے لشکر کا سپہ سالار تھا۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے کیونکہ جہاد کفارات

میں سے ہے، کفارات سے پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے نہ کہ بعد کے گناہوں کا بھی۔ ہاں البتہ اگر حضور یوں فرما دیتے کہ اس غزوہ میں شریک ہونے والا قیامت تک کے لیے بخشا ہوا ہے تو پھر واقعی اس سے استدلال ہو سکتا تھا۔ لیکن چونکہ یہ الفاظ حدیث میں موجود نہیں ہیں لہذا مذکورہ الفاظ سے یزید کی نجات بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ نیز اس غزوے کے بعد اس نے جن برائیوں کا ارتکاب کیا ہے مثلاً حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قتل، مدینہ منورہ میں قتل و فساد اور شراب نوشی وغیرہ۔ تو پھر جیسا کہ تمام گناہ گاروں کے متعلق حکم ہے ایسے ہی اسکے متعلق کہیں گے کہ اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے جو چاہے کرے یعنی اگر چاہے تو معاف کر دے، اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے، اور اگر اسکی شمولیت ان تمام (کردہ) گناہوں میں مان کر فیصلہ کیا جائے تو پھر اس کے لیے وہ عموم بھی باقی نہیں رہتا بلکہ پھر اس کے لیے وہ حدیثیں عذاب کو ثابت کر دیں گی جن میں اہل بیت کرام کی توہین کرنے والوں، حرم محترم کی توہین کرنے والوں اور سنت مصطفوی کو تبدیل کرنے والوں کے لیے وعید مذکور ہے" نیز ملاحظہ فرمائیں سراج المنیر ج۱ ص۳۰ اور شہید کربلا اور یزید از قاری محمد طیب صاحب دیوبندی ص۱۴۸، نیز ان برائیوں پر کچھ بحث احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ستة لعنتهم ولعنهم الله کے تحت لکھی جا چکی ہے وہاں سے دوبارہ مطالعہ فرمالیں تاکہ مسئلہ ہذا مزید واضح ہو جائے۔

اور سنت کو تبدیل کرنے کے متعلق تو خود مخبر صادق علیہ السلام نے یزید بے دید کا نام لے کر اس کی برائی بیان فرمائی تھی جیسا کہ مسند فردوس ج۵ ص۹۲ طبع بیروت، صواعق محرقہ ص۲۲۱ طبع مصری، تطہیر الجنان ص۶۴ طبع مصری، البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۳۱ طبع بیروت، تاریخ الخلفاء ص۱۴۵ طبع دہلی، اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار

ص۱۷۱ طبع مصری اور ماثبت من السنہ ص۳۴ وغیرہ پر مذکور ہے (احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث ۱ کے تحت یہ مضمون مختصر طور پر بیان کیا جاچکا ہے) حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ لایزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔ اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔ یعنی میری اُمت کا معاملہ حق و انصاف پر قائم رہے گا حتی کہ سب سے پہلے اس میں رخنہ اندازی اور میری سنت میں تبدیلی بنو اُمیہ کا ایک شخص کرے گا جس کا نام یزید ہوگا۔ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ ان "مغفور لھم" کے الفاظ پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ قلت لا یلزم من دخولہ فی ذالک العموم ان لایخرج بدلیل خاص اذ لایختلف اھل العلم ان قولہ مغفور لھم مشروط بان یکونوا من اھل المغفرۃ حتی لو ارتد واحد ممن غزاھا بعد ذالک لم یدخل فی ذالک العموم۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج۱۴ ص۱۹۹ طبع بیروت) انہی الفاظ پر شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تبصرہ فرماتے ہیں۔ انہ لا یلزم من دخولہ فی ذالک العموم ان لایخرج بدلیل خاص اذ لاتختلف اھل العلم ان قولہ صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لھم مشروط بان یکونوا من اھل المغفرۃ حتی لو ارتد واحد ممن غزاھا بعد ذلک لم یدخل فی ذالک العموم اتفاقا فدل ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرۃ فیہ منھم۔

(فتح الباری شرح بخاری ج۶ ص۷۴)

ان ہی الفاظ پر شارح بخاری علامہ قسطلانی حاشیہ آرائی فرماتے ہیں۔ ولا یلزم

من دخولہ فی ذالک العموم ان لایخرج بدلیل خاص اذلا خلاف ان قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مغفور لھم مشروط بکونہ من اھل المغفرۃ حتی لو ارتد واحد ممن غزاھا بعد ذالک لم یدخل فی ذالک العموم اتفاقا۔

(اتنے بیان پر تو تقریباً تمام شارحین یک زبان ہیں لیکن علامہ قسطلانی آگے مزید اضافہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں) فیما نقلہ المولیٰ سعد الدین اللعن علی یزید لما انہ کفر بقتل الحسین واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امر بہ او اجازہ و رضی بہ والحق ان رضاہ بقتل الحسین و استبشارہ بذالک و اھانۃ اھل بیتہ صلی اللہ علیہ وسلم مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلہ احادا فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی اعوانہ وانصارہ۔

(ارشاد الساری شرح بخاری ج۵ ص۱۰۴ طبع مصری)۔ یعنی

اس بشارت میں کسی کے عمومی طور پر (اجتماعی طور پر) داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی خاص دلیل سے اس بشارت سے خارج نہیں ہوسکتا کیونکہ اہلِ علم اس بات پر متفق ہیں کہ حضور کا فرمان "مغفور لھم" مشروط ہے صرف اس شخص کے لیے جو مغفرت کا مستحق بھی ہو۔ یعنی اگر کوئی آدمی بالفرض اس بشارت والے غزوے میں شامل ہونے کے بعد (معاذاللہ) مرتد ہو جائے تو بالاتفاق وہ اس لشکر میں شامل ہونے کے باوجود بھی بخشش کا مستحق نہیں ہوگا (آگے علامہ قسطلانی کی زائد عبارت کا ترجمہ ہے) اس مسئلہ میں علامہ سعدالدین تفتازانی رحمہ اللہ وضاحت فرماتے ہیں۔ بے شک یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرکے کفر کیا ہے اور اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ وہ شخص ضرور ملعون ہے جس نے آپ کو قتل کیا یا

آپ کے قتل کا حکم دیا یا آپ کے قتل کی اجازت دی اور جو آپ کے قتل پر راضی ہوا اور سچی بات یہ ہے کہ بے شک یزید امام عالی مقام کے قتل پر راضی ہوا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا (اس بات کی تفصیل اگلے باب میں انشاء اللہ مفصل ومدلل آئے گی) اور اہل بیت اطہار کی توہین کی۔ اور یہ بات معنوی لحاظ سے تواتر کو پہنچ چکی ہے اگرچہ اس کی تفاصیل احاد ہیں پس ہم صرف اس کی شان میں توقف نہیں کرتے بلکہ ہم تو اس کے ایمان میں توقف کرتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام ساتھیوں پر۔"

غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز محدث علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ "اس حدیث سے بعض نے نکالا کہ یزید کی خلافت صحیح ہے اور وہ جنتی ہے میں کہتا ہوں اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب اس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو امیر معاویہ زندہ تھے ان کی خلافت تھی اور ان کی خلافت بالاتفاق صحیح ہے کیونکہ امام برحق امام حسن رضی اللہ عنہ نے انکو خلافت تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس لشکر کا ہر ہر فرد بخشا جائے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑ رہا تھا لیکن آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ (بات دراصل یہ ہے کہ بہشتی یا دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یزید نے پہلے تو اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا اہلِ بیت کی اہانت کی، جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا کہ میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، حرم محترم میں گھوڑے باندھے، مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی۔ ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور کہہ سکتا ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین کے

قتل پر خوش ہوا اور اہانت اہل بیت پر خوشی کا اظہار کیا اور یہ امر متواتر ہے اسلئے ہم اس کے بارے میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہمیں کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے تمام مددگاروں پر (تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۱۱ صد ۹۶)

کاروان دیوبند کے سرخیل بانیٔ مدرسہ دیوبند مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا حسین احمد صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔ چنانچہ بر تاریخ داناں و حدیث خواناں پوشیدہ نیست خاثیت مافی الباب خرابیہائے پنہانی کہ داشت ہمچوں منافقاں کہ در بیعت رضوان شریک بودند بوجہ نفاق رضوان اللہ نصیب اوشاں نشد یزید ہم از فضائل ایں بشارت محروم ماند (مکتوباتِ شیخ الاسلام صد ۲۵۳) ترجمہ: "چنانچہ تاریخ جاننے والے اور حدیث پڑھنے والے حضرات اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ جس طرح اپنے دل میں خرابی رکھنے والے بیعت رضوان میں شریک منافقوں کو اللہ تعالے کی رضا حاصل نہیں ہو سکی تھی اسی طرح یزید بھی (اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے) اس بشارت کی فضیلت سے محروم ہے۔" حالانکہ فرمانِ خداوندی ہے۔

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ پ ۲۶ ع ۱۸ س فتح

البتہ تحقیق راضی ہوگیا اللہ تعالے ان مومنوں سے جنہوں نے بیعت کی آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے۔" اسی وجہ سے اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہا جاتا ہے۔ جن لوگوں کی بیعت کو خدا تعالے اپنی بیعت قرار دے رہے ہیں اور جن بیعت کرنے والوں کے لیے رضائے خداوندی کا قرآن کریم میں بیان ہو رہا ہے اگر ان میں سے کسی کے دل میں کوئی خرابی ہو تو وہ منافق ان آیاتِ مقدسہ کی موجودگی اور صحت کے باوجود بھی رضائے الٰہی سے محروم رہے تو ایک شرابی، زانی، قاتل اور ظالم و مومن شخص اگر زبردستی کسی جنگ میں دھکیل بھی دیا جائے تو تمام لشکر اسلام کے

کفارات ذنوب ہو جانے کے باوجود بھی وہ بدبخت ویسے کا ویسا ہی رہ جائے گا اُسے اس کی بدنیتی کی وجہ سے ثواب، رضا یا مغفرت کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فان قیل فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی مغفور لہ ویزید اول غزاھا قلنا فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ من اخاف اھل المدینۃ۔ ان یزید اخاف اھل المدینۃ وسبی اھلھا نھبھا واباحھا وتسمی وقعۃ الحرۃ بعد ما قتل الحسین..... والآخر ینسخ الاول۔

(تذکرہ خواص الامہ ص ۲۸۸) ترجمہ:۔ اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو پہلا لشکر میری اُمت میں سے جنگ کرے گا وہ بخشا جائے گا تو چونکہ یزید نے اوّل غزوہ کیا ہے تو ہم کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تو فرمایا تھا کہ اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر جو اہلِ مدینہ کو ڈرائے۔ بے شک یزید بے دید نے اہلِ مدینہ کو ڈرایا اور وہاں کے باشندوں کو قیدی بنایا، مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کیا، حرم محترم میں ہر ناجائز کام کی اجازت دی، اس وقوعہ شنیعہ کا نام واقعہ حرہ رکھا گیا ہے۔ اور یہ واقعہ شہادت امام عالی مقام کے بعد پیش آیا۔ اور یہ ایک مسلّم اصول ہے کہ "بعد والا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے" لہٰذا مغفرت والا حکم منسوخ ہے اور لعنت جاری و ساری ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا!

چوتھا باب

اکابرینِ اسلام کے نظریات کے بیان میں

اللہ تعالٰے نے قرآن کریم میں جب ایمان والوں کو صراطِ مستقیم کا سوال کرنے کا طریقہ ارشاد فرمایا تو ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرما دی کہ صراط الذین انعمت علیھم یعنی جب مجھ سے صراطِ مستقیم کا سوال کرو تو ساتھ یہ بھی عرض کر دیا کرو اے اللہ میں تجھ سے اُسی راستے اور طریقے پر چلنے کی توفیق کا سوال کرتا ہوں جو تیرے انعام یافتہ بندوں والا راستہ ہے۔ دوسرے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے فبھدٰھم اقتدہ پ ۷ س انعام ع ۹۰ اے حبیب صلی اللہ علیک وسلم آپ بھی ان ہدایت یافتہ گروہ (انبیاء سابقین) کی اتباع کریں۔ سورہ لقمان میں ارشادِ خداوندی ہے واتبع سبیل من اناب الی پ ۲۱ لقمان ع ۱۵ اور اتباع کر اس کے راستہ کی جس نے میری طرف رجوع کیا" سورہ عنکبوت ع ۹ میں ارشاد خداوندی ہے والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات لندخلنھم فی الصالحین پ ۲۰ ع ۱۳ یعنی اللہ تعالٰے نے ایمان لانے اور اعمالِ صالحہ کرنے والوں کو بطور انعام نیک لوگوں کی سنگت عنایت فرمانے کا اعلان کیا ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم پ ۲۷ س طور ع ۲۱ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم نے انکی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیا" بلکہ سورہ توبہ میں تو اللہ تعالٰے نے سابقون الاولون

کی اتباع پر صاف صاف اپنی رضا اور خوشنودی کا اعلانِ عام فرما دیا ہے چنانچہ ارشاد
خداوندی ہے والذین اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه پ۱۱ توبہ ۱۰۰
اور ان نفوسِ قدسیہ کی سنگت اور اتباع پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت کی بشارت بھی
دی گئی ہے چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے واعد لهم جنات تجری تحتها الانهار
خالدین فیها ابدا پ۱۱ توبہ آیت ۱۰۰ اور سورہ فجر میں ارشاد ہوتا ہے کہ
فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی پ۳۰ فجر ۲۹-۳۰ نیز ذالك الفوز العظيم پ۱۱ توبہ ۱۰۰
فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا کہ ان نفوسِ قدسیہ کی اتباع بہت بڑی کامیابی ہے۔ غرضیکہ
یہ تمام مذکورہ بالا آیات اور دوسری سینکڑوں آیات (جو بغرضِ اختصار ذکر نہیں کی گئیں)
اس بات پر بین دلیل ہیں کہ منشائے خداوندی یہی ہے کہ بعد میں آنے والا ہر
مسلمان اپنے سے پہلے گزرے ہوئے نیک لوگوں کے طریقہ پر عمل پیرا ہو اس
پر اس متبع کو رضائے الٰہی بھی نصیب ہوگی اور وہ کامیاب و کامران ہو کر مستحق
جنت بھی قرار پائے گا۔ نیز جہاں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر سلف صالحین
کی اقتدا و تعلیم کا حکم فرمایا ہے وہاں ان کی مخالفت پر وعید بھی بیان فرمائی ہے
چنانچہ ارشاد خداوندی ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له
الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت
مصیرا پ۵ نساء ۱۱۵ ترجمہ اور جو خلاف کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے
بعد کہ اس پر حق واضح ہو چکا ہو اور وہ اختیار کرے مومنوں کے راستہ سے جدا
راستہ۔ ہم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور بالآخر اسے دوزخ میں
ڈالیں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔"
یعنی جو شخص اجماع امت مسلمہ کے خلاف طریقہ یا عقیدہ رکھے وہ بحکم خداوندی
دوزخی قرار پاتا ہے۔ نیز متعدد احادیث مبارکہ اور آثارِ صحابہ سے بھی اس بات کا

ثبوت ملتا ہے مثلاً حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ایک آدمی نے قرآن کریم اور سنت مصطفوی کے بعد تیسرے درجہ
کی مشعلِ راہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ینظر فیه العابدون من المؤمنین
(دارمی شریف صہ ۲۸) کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
کسی بھی مسئلہ میں صاحب ایمان حضرات میں سے نیک لوگوں کا طریقہ دیکھو۔"
نیز آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت ارشاد
فرمایا تھا کہ کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا پھر
میری سنت کو نمونہ سمجھنا اور اس کے بعد فانظر ما اجتمع علیه الناس فخذ به
(دارمی شریف صہ ۲۴) اجماعِ اُمتِ مسلمہ پر عمل کرنا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں قاضی شریح کو لکھ کر بھیجا کہ جب تمہارے پاس
کوئی فیصلہ آئے تو سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا پھر سنتِ
مصطفوی کو مشعلِ ہدایت تصور کرنا اور اس کے بعد فاقض بما قضی به
الصالحون (نسائی شریف ج۲ صہ ۳۰۳ دارمی شریف صہ ۲۳) نیک لوگوں سے کئے
ہوئے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا۔"

اسی طرح مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے
کہ اے لوگو اگر تمہارے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا جائے تو اولاً کتاب اللہ کے
مطابق ثانیاً سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اور ثالثاً فلیقض
بما قضی به الصالحون (نسائی شریف ج۲ صہ ۳۰۳، دارمی شریف صہ ۲۴)
نیک لوگوں کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا"

اسی طرح مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے
کہ اے لوگو اگر تمہارے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا جائے تو اولاً کتاب اللہ کے

مطابق ثانیاً سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اور ثالثاً ......
فلیقض بما قضی بہ الصالحون (نسائی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ ، دارمی شریف صفحہ ۳۴)
نیک لوگوں کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا" ایک اور روایت کے الفاظ ہیں
فما اجمع علیہ المسلمون (دارمی شریف صفحہ ۳۴) یعنی اجماع امت مسلمہ کے
مطابق فیصلہ کرو۔"

قارئین کرام ! ان آیاتِ مقدسہ اور احادیثِ مبارکہ سے یہ بات روزِ روشن
کی طرح واضح ہو گئی کہ صراطِ مستقیم، یعنی سیدھا راستہ اور صحیح عقیدہ صرف اور صرف
وہی ہے جو سلف صالحین اور اجماع امُتِ مسلمہ کے عقیدہ و نظریہ کے مطابق
ہو۔ نیز ہدایت یافتہ اور ناجی گروہ صرف اور صرف وہی ہے جو سلف صالحین کا
صحیح متبع ہے۔ لہذا اب ہم اپنے مؤقف کی مزید وضاحت کے طور پر مسئلہ ہذا
کے متعلق چند مشہور و معروف اکابرینِ اسلام کے فرامین نقل کرتے ہیں تاکہ آپ
بھی ان اسلاف جیسا عقیدہ قائم کرکے رضائے الٰہی حاصل کر سکیں اور ویتبع
غیر سبیل المؤمنین کے تحت غضب الٰہی اور وعید عذاب کے مستحق قرار نہ پائیں

یزید کے متعلق اسلاف کا عقیدہ

لاؤ تو حکم نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سرمحضر لگی ہوئی

ویسے تو اپنے اپنے مقام پر مسئلہ ہذا کے متعلق متعدد آیاتِ مبارکہ اور
احادیثِ مقدسہ پیش کی جا چکی ہیں لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کو
شروع کرنے سے پہلے بھی بطور تبرک ایک آیہ مبارکہ اور ایک حدیث شریف
نقل کر دی جائے۔ اس کے بعد اکابرینِ اسلام کے وہ فرمودات پیش کئے جائینگے
جن سے ان پیشوایانِ اسلام کا یزید کے متعلق عقیدہ اور نظریہ بالکل واضح ہو
جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حق بات ماننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق
عطا فرمائے۔ آمین اللھم یا ربنا۔ بجاہ سید المرسلین

فرمان خداوندی | افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوٗن
اما الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات فلھم جنات الماوی نزلا بما کانوا یعملون
واما الذین فسقوا فماوٰھم النار (پ ۲۱ س سجدہ ر ۲۰-۱۹-۱۸)

ترجمہ :۔ "تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو فاسق ہے۔ یہ
برابر نہیں ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے، پس واسطے ان کے
ٹھہرنے کے جنتیں ہیں اور ان کے اعمال کی وجہ سے وہاں ان کی مہمان نوازی
ہوگی اور جو فاسق ہیں پس ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔"

فرمانِ مصطفوی | عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان شر الناس عند اللہ وفی

روایۃ ابو سعید ان ابغض الناس) منزلۃ یوم القیامۃ (وفی روایۃ ابو سعید۔ وشدھم عذابا وابعدھم منہ مجلسا) امام جائر خرق ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۳۱۵، ترمذی شریف ج۲ ص) ترجمہ :۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالٰے کے نزدیک سب سے بڑا ظالم حاکم ہے اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں "تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالٰے کا غضب اور سب سے زیادہ سخت عذاب اور خدا تعالٰے کی بارگاہ سے دوری ظالم حاکم کے لیے ہے"۔

فرمان ام المؤمنین | حبیبۃ الرسول فقیہۂ امت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ لا بارك اللہ فی یزید الطعان اللعان (ما ثبت من السنۃ ص۳۰) اللہ تعالٰے یزید طعان ولعان کی عمر خراب میں برکت نہ دے۔" یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا واقعہ کربلا سے پہلے وصال فرما چکی تھیں لہذا آپ کا وقوعہ کربلا کے بیان کرتے ہوئے یزید کے لیے بد دعا کرنا اس بات کا یقینی ثبوت پیش کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کربلا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس واقعہ کا ذمہ دار نام لے کر یزید بے دید کو ٹھہرایا تھا۔ تبھی تو ام المؤمنین یزید پر ناراضگی کا اظہار فرما رہی ہیں۔ اگر حضور یزید کا نام نہ لیتے تو ام المؤمنین یزید کا نام کیوں لیتیں (جیسا کہ احادیثِ مبارکہ کے باب میں حدیث ۱۰ کے تحت مسند فردوس کی حدیث اور دیگر حوالہ جات نقل کئے جا چکے ہیں) نیز جنابہ صدیقہ کی یزید کے حق میں بد دعا کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ام المؤمنین کو جناب امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے حد درجہ محبت تھی۔

جناب حیدر کرار کا نظریہ | علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ اور مورخ

ابن اثیر نے جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت نقل کی ہے لکھتے ہیں۔

وقد ظھرت کرامات علی ابن ابی طالب فی ھذا فانہ لقی عمر بن سعد یوما وھو شاب فقال ویحك یا ابن سعد کیف بك اذا قمت یوما مقاما تخیر فیہ بین الجنۃ والنار فتختار النار ۔ (تذکرہ خواص الامہ ص۲۴۷، تاریخ ابن اثیر ج۴ ص۱۴۰)۔

یعنی حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کی کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ایک دن عمر بن سعد (ابن سعد۔ یزیدی فوج کا کربلا میں سپہ سالار) سے ملے جبکہ وہ ابھی نوجوان تھا تو آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے اے ابن سعد (یا تیری بربادی ہو) اُس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تجھے جنت (معیتِ امام) اور دوزخ (معیتِ یزید) میں اختیار دیا جائے گا اور تو دوزخ کو اختیار کریگا"

تم نے اجاڑا حضرتِ زہرا کا بوستان
تم خود اُجڑ گئے تمہیں یہ بد دعا ملی

امام حسین کا نظریہ | سید الشہداء امام کرب و بلا جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یزید کی بیعت پیش کی گئی تو آپ نے یہ کہہ کر بیعتِ یزید سے انکار فرما دیا۔ لانہ کان فاسقا مدمنا الخمر ظالما (سر الشہادتین ص۳۶ سوانح کربلا ص۴۸، انوار المحمود شرح ابوداؤد از مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی ص۴۶۵) یعنی یزید فاسق و فاجر اور ہمیشہ کا شرابی اور ظالم ہے (لہذا میں اس کی بیعت کیسے کر سکتا ہوں) نیز مولوی عبدالرب صاحب دیوبندی، یزید کی بیعت کے متعلق جناب امام عالی مقام اور جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا ایک مختصر مکالمہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں "حضرت امام حسین نے مسجد نبوی میں حضرت عبداللہ بن عباس کو کہا کہ مجھے ولید (یزید کی طرف سے گورنر مدینہ) نے بلایا ہے

وہ مجھ سے یزید کی بیعت طلب کرے گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا پھر آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت امام حسین نے فرمایا وہ شراب پیتا ہے، زنا کرتا ہے، ایسے کو امام بنانا کب جائز ہے (مرج البحرین ص۲۸۳)

علامہ ابن خلدون (یزید دوست حضرات کا معتمد مورخ) علامہ ابن جریر، مورخ ابن اثیر اور مولوی محمد یوسف صاحب کاندھلوی دیوبندی، حضرت امام عالی مقام کا ایک خطبہ نقل کرتے ہیں جو آپ نے اپنے بھائی، بچوں اور عزیزوں کی لاشوں کے درمیان کھڑے ہوکر خود لڑائی شروع فرمانے سے پہلے بطور اظہار حق اور یزید کی بیعت نہ کرنے کا سبب بیان فرماتے ہوئے بیان فرمایا تھا۔ الاان ھؤلاء قد لزموا طاعۃ الشیطان وترکوا طاعۃ الرحمان واظھر الفساد وعطلوا الحدود واستاثروا بالفئ واحلوا حرام اللہ وحرموا حلالہ وانا احق من غیرہ (تاریخ ابن خلدون اردو ج۲ ص۹۱، تاریخ طبری ج۶ ص۲۲۹، تاریخ کامل ج۴ ص۴۸، حیاۃ الصحابہ ج۳ ص۵۲۹) ترجمہ:۔ اے لوگو کان کھول کر سن لو۔ انہوں (یزیدیوں) نے شیطان کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور رحمٰن کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے، فساد برپا کر دیا ہے، حدودِ اسلام کو معطل کر دیا ہے، فی کا مال کھا جاتے ہیں، اللہ تعالٰے کے حلال کو حرام اور اس کے حرام کو حلال کر رکھا ہے لہٰذا مجھ پر لازم ہے کہ میں ایسے ظالم و جابر حاکم کے خلاف علم بغاوت بلند کروں۔"

علامہ مومن شبلنجی مصری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جب امام عالی مقام تمام اقرباء و خدام کی شہادت کے بعد خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو بعض عاقبت نا اندیش گستاخی کے ارادے سے مخدرات کے خیموں کی طرف بڑھے تو آپ نے یزیدیوں کو للکار کر فرمایا ویحکم یا شیعۃ الشیطان کفوا سفھاءکم عن الحرایم۔ (نور الابصار طبع مصری ص۱۴۴، تنویر الازہار ص۲۳۱) ترجمہ:۔ اے شیطان کے لشکر۔

ان اپنے بے حیاؤں کو مخدراتِ عصمت کی طرف جانے سے تو روکے رکھو۔

میں شیر ہوں جو گرج رہا ہوں کچھار میں
بلی نہیں کہ گھر میں کروں میاؤں میاؤں

سیدہ زینب کا نظریہ

لخت جگر سیدۃ النساء نورِ چشم شیرِ خدا، ہمشیر جناب سید الشہداء و حسن مجتبٰے، پروردۂ آغوش سیادت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یزید کے سامنے یہ الفاظ بیان فرمائے "اے یزید ہم عنقریب اپنے نانا جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر ان مصائب کو بیان کریں گے جو تیرے بے درد ہاتھوں سے ہمیں پہنچے ہیں" (صحابیات و عارفات ص۱۴۲)

امام زین العابدین کا نظریہ

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب مع اسیرانِ خاندانِ اہلِ بیت، دربارِ یزید میں پہنچے تو ایک درباری نے کہا کیف اصبحتم یا علی بن حسین فقال اصبحنا فی قومنا بمنزلۃ بنی اسرائیل فی آل فرعون یذبحون ابناءنا ویستحیون نساءنا ویلعنون سیدنا وشیخنا علی المنابر ویمنعونا حقنا (تذکرۃ الخواص ص۲۲۸، کشف المحجوب فارسی طبع ایران ص۶۴) اے زین العابدین تمہارا کیا حال ہے، آپ نے فرمایا ہمارا حال اس قوم میں ایسا ہی ہے جیسا حضرت موسٰی علیہ السلام کی قوم کا فرعونیوں میں تھا۔ انہوں (یزیدیوں) نے (فرعونیوں کی طرح) ہمارے مردوں کو شہید کر دیا ہے اور ہماری عورتوں کو زندہ رکھتے ہیں (قیدی بنا کر) اور ہمارے بزرگوں پر منبروں پر لعنت کی جاتی ہے اور ہمارا حق روکا گیا ہے۔ تمام تواریخ میں یہ بات موجود ہے کہ اموی دور حکومت میں جمعہ کے خطبوں میں علی الاعلان حضرت علی پر سب و شتم کیا جاتا تھا، بلکہ اموی بادشاہوں کے دربار میں کسی کو حضرت علی کا نام تک لینے کی اجازت نہیں تھی۔

قارئین کرام! امام عابد کا یہ چھوٹا سا مگر جامع فقرہ بار بار پڑھیں آپ کی اس

تشبیہ پر غور فرمائیں اور آپ کا نظریہ یزید اور یزیدیوں کے متعلق ملاحظہ فرمائیں. آپ نے خاندانِ نبوت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاندان سے اور یزید اور یزیدیوں کو فرعون اور فرعونیوں کے ساتھ تشبیہہ دی ہے۔"

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

سیدہ سکینہ کا نظریہ

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کا ایک فرمان علامہ ابن جریر مؤرخ ابن اثیر اور علامہ شبلنجی مصری رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ "سانحہ کربلا کے بعد جب لوگ یزید کے خلاف ہو گئے تو یزید کو اپنی حکومت خطرے میں نظر آنے لگی لہذا اُس نے پھر خدمتِ اہلِ بیت کا ڈرامہ شروع کیا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ تو بہت بڑا محب اہل بیت ہے اور حادثۂ کربلا کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے. چنانچہ مخدراتِ عصمت کو اپنے محل میں ٹھہرایا اور لگا ہر طرح خدمت کرنے. چنانچہ سیدہ سکینہ اس کے اس حال کا ذکر فرماتی ہیں کانت سکینة یقول ما رأیت رجلا کافرا باللہ خیر من یزید (تاریخ طبری ج۵ ص۳۶۴، تاریخ کامل ج۴ ص۹۶، نورالابصار ص۱۴۵، تنویرالازہار ص۲۴۴) "سیدہ سکینہ فرمایا کرتی تھیں میں نے یزید سے اچھا کوئی خدا کا منکر نہیں دیکھا" شائد کوئی کور بین شخص "خیر" کے لفظ پر بغلیں بجانے کا ارادہ کرے لیکن ذرا غور سے اس سے ماقبل کے الفاظ بھی زیر نظر رہنا چاہیے تاکہ کسی قسم کا کوئی شبہہ نہ آنے پائے.

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام! اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

عمزادِ مصطفےٰ کا نظریہ

حبرالامت مُفسرِ قرآن حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہما نے حادثۂ کربلا کے بعد واقعہ حرہ سے قبل یزید کو اس وقت ایک خط لکھا تھا جب اہلِ مدینہ نے یزید کے خلاف اس کے فسق و فجور کی وجہ سے بغاوت کر دی تھی تو یزید نے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حمایت حاصل کرنی چاہی اور آپ کو ایک خوشامدی خط لکھا. آپ نے اس کے جواب میں ایک طویل خط لکھا. اس میں سے چند اقتباسات مطالعہ فرمائیں اور یزید کے متعلق آپ کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں. ما اردت حمدك ولا ودك ترانى كنت ناسيا قتلك حسينا..... وكتابك الى ابن مرجانه تأمره بقتله وانى لارجو من الله ان يأخذك عاجلا حيث قتلت عترة نبيه محمد صلى الله عليه وسلم ورضيت بذالك ...... وانى على يقين من الله ان يعذبكم كما عذب قوم عاد وثمود وقوم لوط واصحاب مدين..... فالويل لك من ديان يوم الدين.....فوالله لتظفرن غدا بين يدى الحاكم العدل الذى لايجور فى حكمه وسوف يأخذك سريعا الينا ويخرجك من الدنيا مذموما مدحورا اثيما- (تذکرہ خواص الامہ ص۲۷۶، تاریخ کامل ج۴ ص۵۰) ترجمہ :- اے یزید نہ تو مجھے تجھ سے محبت ہے اور نہ ہی میں تیری تعریف کرتا ہوں کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرا حسین کو قتل کرنا بھول گیا ہوں ...... اور تو نے ابن مرجانہ کی طرف حسین کو قتل کرنے کا حکم نامہ لکھ کر بھیجا تھا اور میں بارگاہ خداوندی سے اس بات کی امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ضرور تجھے جلدی پکڑے گا. کیونکہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کو شہید کیا ہے اور تو ان کی شہادت پر راضی تھا، اور مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ ضرور تم سب کو قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب مدین کی طرح عذاب کرے گا...... پس اے یزید قیامت کے دن کا بدلہ تیرے لئے

بربادی اور تباہی ہے ...... پس خدا کی قسم ہم کل قیامت کو اس حاکم عادل کے سامنے جس نے کبھی ظلم کا حکم نہیں دیا۔ ضرور غلبہ حاصل کریں گے اور اللہ تعالے تجھ پر جلد ہی المناک گرفت فرمائے گا اور تو اسی طرح گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوگا کہ اللہ تعالے تجھے دنیا سے ذلیل و خوار اور راندہ بارگاہ کرکے نکالے گا۔" آپ کا یہ مکتوب گرامی کئی ایک مسائل کو واضح کر رہا ہے مثلاً یہ کہ ۱ جناب ابن عباس یزید سے حد درجہ متنفر تھے ۲ آپ قتلِ امام کا ذمہ دار یزید کو قرار دیتے ہیں ۳ یزید نے قتلِ حسین کا حکم دیا تھا ۴ اس دنیا میں آپ یزید سے اس کے مظالم کا حساب نہیں لے سکتے اور خدا کی بارگاہ سے اس کے مظالم کا حساب نہیں لے سکتے اور خدا کی بارگاہ سے اس کے مظالم کا پورا پورا بدلہ ملنے کے اُمیدوار ہیں ۵ یزید کے ان مظالم کے سبب اس کی طرف سے توبہ کے متعلق بھی مکمل طور پر آپ نا امید ہیں ۶ اللہ تعالے کی طرف سے آپ بطور عذاب ظاہری یزید کے لیے دنیا کی ذلت اور رسوائی کے خواہاں اور اُمیدوار ہیں ۷ آخرت میں آپ یزید کے مظالم کی بناء پر اُسے بارگاہ خداوندی سے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب مدین کی طرح ذلت ناک اور سخت ترین عذاب کا مستحق سمجھتے ہیں۔

حضرت ابن عمر کا نظریہ

حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں۔ نبایع من یلعب بالقرود والکلاب ویشرب الخمر ویظہر الفسوق ماحجتنا عند اللہ (تاریخ یعقوبی ج۲ ص۲۲۸ طبع بیروت) یعنی آپ نے فرمایا کہ اگر ہم ایک ایسے شخص کی بیعت کرلیں جو بندروں اور کتوں سے کھیلتا ہے اور شراب پیتا ہے اور علی الاعلان برائیاں کرتا ہے تو ہم اللہ تعالے کو کیا جواب دیں گے۔"

حضرت عبداللہ بن زبیر کا نظریہ

مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی دیوبندی

نے لکھا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ایک روایت جسے ابونعیم نے حلیہ میں بیان کیا ہے، میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بہت زیادہ عبادت گزار تھے، اکثر روزہ رکھتے (صائم الدھر) اور تقریباً ساری ساری رات مصلے پر گزار دیتے (قائم اللیل) تھے۔ اور آپ کے اتنا زیادہ مسجد میں رہنے کی وجہ سے آپ کو لوگ مسجد کا کبوتر کہتے تھے۔ (حیاۃ الصحابہ ج۱ ص۲۵۵)

حضرت سیدنا صدیقِ اکبر کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جب حضرت امام حسین کی شہادت کی خبر سنی تو آپ نے مختصر خطبہ دیا۔ اسکا ایک فقرہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں، پڑھیں اور یزید کے متعلق آپ کے خیالات کا اندازہ فرمائیں آپ نے فرمایا فرحم اللہ حسینا واخزی قاتلہ ولعن من امر بذالک ورضی بہ (تذکرہ خواص الامہ ص۲۶۸) ترجمہ:۔ پس اللہ تعالے جناب امام حسین پر رحم فرمائیں اور آپ کے قاتل کو اللہ تعالے ذلیل کرے اور جس (یزید) نے آپ کے قتل کا حکم دیا اور آپ کے قتل پر راضی ہوا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔" اس میں من امر سے مراد یزید ہے جیسے کہ خطبہ کے اگلے فقرات سے ظاہر ہے نیز آپ نے فرمایا اما واللہ ما کان یبدل بالقرآن غناء ولا بالبکاء من خشیۃ اللہ حداء ولا بالصیام شرب الخمر ولا بالمجالس فی حلق الذکر بکلاب الصید یعرض بیزید فسوف یلقون غیا۔ (تاریخ کامل ج۳ ص۱۶۴) ترجمہ:۔ خدا کی قسم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے بجائے گمراہی کی طرف بلانے والے نہ تھے اور آپ اللہ تعالے کے خوف سے بے حد گریہ زاری کرنے والے تھے اور آپ روزہ رکھنے کے بجائے شراب نوشی نہیں کیا کرتے تھے اور وہ اپنی محفلوں کو اللہ کے ذکر کے بجائے شکاری کتوں کے ذکر سے آلودہ نہیں کیا کرتے تھے اور آپ نے یہ تمام باتیں یزید کے متعلق کہی تھیں۔

(نیز آپ نے فرمایا) پس جلد ہی ایسے لوگ (یزید جیسے) جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

نیز علامہ محمد بن موسیٰ دمیری رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔ وعاب یزید بشرب الخمر واللعب بالکلاب والتھاون بالدین واظھر ثلبہ (حیاۃ الحیوان ۱ ص۶۰)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی برائیاں بیان کیں۔ آپ نے فرمایا وہ شراب پیتا ہے اور کتوں کے ساتھ کھیلتا ہے اور دین کی توہین کرتا ہے۔ اسی طرح اس کی اور بھی بہت سی برائیاں بیان کیں۔"

واقعہ حرہ سے قبل جب یزید نے اہل مدینہ پر اپنی بیعت پیش کی تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا۔ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق وقد فسد علینا دیننا (تاریخ یعقوبی ۲ ص۲۲۸ طبع بیروت) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام میں کسی آدمی کی اطاعت نہیں ہو سکتی اور (میں یزید کی بیعت کس طرح کروں حالانکہ) اس نے ہم پر ہمارے دین کو خراب کر دیا ہے۔" نیز

بسط ابن الزبیر لسانہ فی یزید بن معاویۃ وتنقصہ وقال بلغنی انہ یصبح السکران ویمسی کن الملک۔ (انساب الاشراف بلاذری ۲ ص۲۱ حیاۃ الحیوان ۱ ص۶۰) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی برائیاں بیان کرنا شروع کیں نیز فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ یزید شام کو سوتا بھی شراب کے نشہ میں ہے اور صبح کو جاگتا بھی شراب کے نشہ میں ہے۔"

جب شامیوں نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو اچانک یزید کی موت کی خبر پہنچی تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے پکار کر کہا یا اھل الشام قد اھلک طاغیتکم۔ (البدایہ والنہایہ ۸ ص۲۲۶) اے شامیو تمہارا گمراہ کرنے والا لیڈر مر گیا ہے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرت ابوہریرہ کا نظریہ مفسر قرآن علامہ آلوسی، مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شارح بخاری علامہ عسقلانی، شارح بخاری علامہ قسطلانی، محدث ابن ابی شیبہ مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ ابن کثیر۔ شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب، علامہ ابن حجر مکی، مولانا شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی اور مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہم اللہ علیہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دعا نقل کی ہے ان اباھریرۃ یقول اعوذ باللہ سبحانہ من رأس الستین وامارۃ الصبیان یشیر الی خلافۃ یزید الطرید لعنہ اللہ تعالی علی رغم انف۔

(تفسیر روح المعانی ۲۶ ص۷۲ طبع بیروت)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ "میں ۶۰ھ کے اخیر اور لڑکوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور آپ کا اشارہ یزید مردود کی حکومت کی طرف تھا۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس ذلیل پر۔ کیونکہ یزید ۶۰ھ میں حکمران بنا تھا۔" نیز فتح الباری شرح بخاری ۱۳ ص۸، تفسیر مظہری ۱ ص۱۳۹، ارشاد الساری شرح بخاری ۱۰ ص۱۵۱، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۴ ص۲۳۱، مظاہر حق ۳ ص۳۲۴، البدایہ والنہایہ ۸ ص۲۳۱، جذب القلوب الی دیار المحبوب فارسی ص۳۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۔ ص ۔، سیرۃ النبی شبلی نعمانی ۳ ص۲۰۹ سوانح کربلا ص۶۳ وغیرہم پر بھی حضرت ابوہریرہ کی یہ دعا موجود ہے۔

حضرت ابوسعید خدری کا فرمان عن ابا سعید الخدری۔ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون خلف من بعد ستین سنۃ اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا۔ (البدایہ والنہایہ ۸ ص۲۳۰، مسند امام احمد ۳ ص۳۸، فتح القدیر ۳ ص۳۲۹، تفسیر ابن کثیر ۳ ص۱۲۸، مجمع الزوائد ۶ ص۲۳۱ وغیرہم) ترجمہ:۔ مشہور صحابی رسول حضرت

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۶۰ھ کے بعد ایسے لوگ (حاکم) ہوں گے جو نمازیں ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے پس جلد ہی وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔" چنانچہ ۶۰ھ کے آخر میں یزید حکمران ہوا اور پھر ساٹھ کے بعد اس کے دورِ حکومت میں ۶۱ھ کے ابتداء میں سانحہ کربلا اور ۶۳ھ میں حرہ کا شرمناک واقعہ ہوا۔ اسی واقعہ حرہ میں راوی حدیث ہذا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یزیدیوں نے بہت توہین کی۔ آپ کا تمام اسبابِ خانہ لوٹ لیا اور آپ کی داڑھی مبارک نوچ ڈالی۔ تفصیل کے لیے اخبار الطوال صـ۲۶۹، تطہیر الجنان صـ۶۰، جذب القلوب الی دیار المحبوب صـ۴۰، تاریخ مدینہ صـ۴۲ دیکھیں۔

حضرت معقل بن سنان کا نظریہ

مشہور صحابیٔ رسول حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ نے جب زبردستی یزید کی ولیعہدی کی بیعت لینے کے لیے گردونواح کی طرف بھیجا تو وہاں جاکر آپ نے جو بیان دیا آپ بھی پڑھیں ذکر معقل یزید بن معاویہ فقال معقل انی خرجت کرھا لبیعة ھذا الرجل وقد کان من القدر والقضاء خروجی الیه وھو رجل یشرب الخمر ویزنی بالحرم ثم نال منه وذکر خصالا کانت فیه۔ (مستدرک ج۳ صـ۵۲۲، طبقات ابن سعد ج۴ صـ۲۸۳ طبع بیروت، سوانح کربلا صـ۶۲) ترجمہ:۔ حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس شخص (یزید) کی بیعت لینے کے لیے زبردستی بھیجا گیا ہے اور اس کام کے لیے میرا نکلنا میری تقدیر میں لکھا جاچکا ہے (ورنہ میں تو خود بھی یزید کا قائل نہیں ہوں کیونکہ) وہ ایک ایسا آدمی ہے جو شراب پیتا ہے اور محارم (جنکے ساتھ شرعی لحاظ سے نکاح حرام ہے) کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ پھر حضرت معقل نے

اس کی ان دیگر برائیوں کا بھی ذکر کیا جو اس میں تھیں۔"

حضرت منذر کا حلفیہ بیان

صحابیٔ رسول حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں انی قد اجازنی بمأة الف ولا یمنعنی ما صنع بی ان اخبرکم خبره والله انه یشرب الخمر والله انه یسکر حتی یدع الصلوٰة۔ (تفسیر کامل ج۴ صـ۴۲، وفاء الوفاء ج۱ صـ۲۹) ترجمہ:۔ میں مانتا ہوں کہ یزید نے مجھ کو ایک لاکھ درہم دیئے ہیں البتہ اس کا یہ عطیہ مجھے تمہارے سامنے اس کے حالات بیان کرنے سے نہیں روک سکتا۔ خدا کی قسم یزید شراب پیتا ہے اور خدا کی قسم وہ شراب میں اس حد تک مخمور رہتا ہے کہ اسے نماز کا خیال ہی نہیں رہتا۔" نیز انہی حضرت منذر کا مفصل فرمان آیات کے باب میں آیت ۱۰ کے تحت جذب القلوب الی دیار المحبوب صـ۳۹ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے حوالہ سے گزر چکا ہے

ابن غسیل ملائکہ کا حلفیہ بیان

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کا یزید کی بیعت توڑنے کا واقعہ علامہ ابن خلدون اور ابن عساکر شافعی رحمہما اللہ نے اپنی تواریخ میں بیان کیا ہے پڑھیں اور غور فرمائیں۔ عبد الله بن حنظلة - وكان اشياخ من اهل المدينة يتحدثون ان ممن وفد الى يزيد عبد الله بن حنظلة ومعه ثمانية بنين له فاعطاه مأة الف واعطى بنيه كل واحد منهم عشرة آلاف سوى كسوتهم وحملانهم فلما قدم عبد الله المدينة اتاه الناس فقالوا ما وراءك قال اتيتكم من عند رجل والله لو لم اجد الا بني هؤلاء لجاهدته بهم قالوا فانه بلغنا انه اكرمك واعطاك قال قد فعل وما قبلت ذالك منه

الاان اتقوی به علیه وحقص الناس فبایعوه...... ان اهل المدینة
لما وثبوا لیالی الحرة فاخرجوا بنی امیة عن المدینة واظهروا عیب
یزید بن معاویة وخلافه اجمعوا علی عبد الله بن حنظلة وقال
یا قوم ۔ اتقوالله ۔ فوالله ماخرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارة من
السماء ان رجلا ینکح الامهات والبنات والاخوات ویشرب الخمر ۔

(تاریخ ابن عساکر ۷ صفحہ ۲۷۲ طبع بیروت، تاریخ ابن خلدون اردو ۲ صفحہ ۱۲۳ نفیس اکیڈمی
تاریخ کامل ۳ صفحہ ۳۱۰، طبقات ابن سعد ۵ صفحہ ۶۶، تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۸۹، ماثبت من السنہ
صفحہ ۴۴، جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۳۹، سوانح کربلا صفحہ ۶۲، مستدرک ۴ صفحہ ۲۷۲، محرم نامہ
از خواجہ حسن نظامی صفحہ ۸۶، تاریخ الخلفاء عربی صفحہ ۱۴۶ اردو صفحہ ۳۰۶، انساب الاشراف بلاذری
۴ صفحہ ۲۱، حیاۃ الصحابہ ۳ صفحہ ۶۱۸، علامہ ابن حجر ہیتمی مکی نے اتنا زیادہ لکھا ہے۔

ویقتل اولاد آل یاسین ولم یبارک الله فی عمره ۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۲۲۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ کے بزرگوں (سرداروں) میں
سے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپ بھی اس وفد کے ایک رکن تھے جو اہل مدینہ کی
طرف سے (یزید کے حالات معلوم کرنے کے لیے) یزید کے پاس گیا تھا۔ آپ کے
ساتھ آپ کے آٹھ (۸) بیٹے بھی تھے۔ وہاں سے واپسی پر یزید نے آپ کو (بطور
خوشامد) ایک لاکھ درہم دیئے اور آپ کے بیٹوں میں سے ہر ایک کو دس، دس ہزار
(۱۰۰۰۰) درہم دیئے۔ اس کے علاوہ انہیں سواریاں اور خلعتیں بھی دیں۔ جب حضرت
عبداللہ مدینہ منورہ پہنچے، لوگ پوچھنے لگے وہاں کی کیا خبر ہے۔ آپ نے فرمایا میں
ایک ایسے شخص کے پاس سے آرہا ہوں کہ اگر میرے ان بیٹوں کے علاوہ کوئی بھی
میرا ساتھ نہ دے تو پھر بھی میں اس سے ضرور جنگ کروں گا۔ لوگوں نے کہا ہم نے تو
سنا ہے کہ اس نے آپ کی عزت کی ہے اور آپ کو کچھ مال بھی دیا ہے۔ آپ نے

فرمایا ہاں یہ تو اس نے کیا ہے۔ اور یہ سب کچھ میں نے اس سے اس لیے قبول
کیا ہے کہ اس کے ساتھ میں اس کے خلاف تقویت حاصل کروں۔ لوگ بھڑک
اٹھے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

واقعہ حرہ کے زمانہ میں اہل مدینہ نے بنوامیہ کو مدینہ شریف سے نکال
دیا تھا اور علی الاعلان یزید کی برائی بیان کرنے لگے اور سب نے یزید کے
خلاف حضرت عبداللہ بن حنظلہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور آپ نے کہا اے قوم
خدا سے ڈرو۔ پس خدا کی قسم ہم نے اس وقت تک یزید کی بیعت نہیں توڑی حتی کہ
ہمیں خوف ہوا کہ (ظلم و معصیت کی زیادتی کے سبب) ہم پر کہیں آسمان سے پتھر
نہ برس پڑیں (برائی یہاں تک عام ہو گئی اور بڑھ گئی ہے) کیونکہ یزید ایک ایسا
شخص تھا جو ماؤں بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ نکاح جائز قرار دیتا تھا اور شراب
بھی پیتا تھا۔" نیز علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یزید وہ ظالم شخص ہے
جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو شہید کیا اللہ تعالےٰ اس کی عمر میں
برکت نہ دے۔"

کیوں میری گفتگو سے بگڑتے ہوے سبب
اظہار واقعات ہے کوئی گلہ تو نہیں

حضرت عبداللہ بن ابی عمر کی گواہی

وقال عبد الله ابن ابی
عمر بن حفص المخزومی قد خلعت یزید کما خلعت عمامتی
ونزعها عن رأسه وانی لااقول هذا وقد وصلنی واحسن جائزتی ولکن
عدو الله سکیر ۔ (وفاء الوفاء ۱ صفحہ ۸۹)

اسی واقعہ کو محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ یوں بیان فرماتے
ہیں، "عبداللہ بن ابی عمر عمامہ خودرا برآورد و گفت وے دشمن خدا دائم السکر است

من اورا از بیعت خود برآوردم ہم چنانکہ دستار خودرا از سر خود برآوردم (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۳۹) یعنی یزید کے چچازاد بھائی عثمان بن محمد گورنر مدینہ نے مدینہ منورہ کے معززین کا جو وفد یزید کے پاس بھیجا تھا ان میں حضرت عبداللہ بن ابی عمر مخزومی بھی تھے جب آپ واپس مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے فرمایا اگرچہ یزید نے مجھے انعام و کرام دیا ہے لیکن چونکہ وہ خدا کا دشمن پکا شرابی ہے لہذا میں اس کی بیعت کو توڑتا ہوں اور آپ نے اپنا عمامہ (پگڑی) اُتار کر پھینک دیا اور فرمایا جس طرح میں نے اپنی پگڑی اتار دی اسی طرح میں نے اپنے سر سے یزید کی بیعت اُتار دی۔"

شرفاءِ مدینہ کا فیصلہ | علامہ بلاذری لکھتے ہیں۔

فکتب یزید الی عثمان بن محمد عامله ان یوجه الیه وفدا یستمع مقالتهم یستمیل قلوبهم. (انساب الاشراف ج۴ ص۲۱) یعنی یزید نے عثمان بن محمد بن ابوسفیان (یزید کا چچازاد بھائی) گورنر مدینہ کو حکم بھیجا کہ مدینہ منورہ سے (شرفاء مدینہ کا) ایک وفد میرے پاس بھیجو تاکہ میں ان کے خیالات سنوں اور (انکی خوشامد اور مالی خدمت کرکے) ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کروں۔"

لیکن علامہ ابن کثیر، علامہ طبری، علامہ ابن اثیر وغیرہم لکھتے ہیں۔

ولما رجع الوفد المدینة الیها اظهروا شتم یزید وعیبه وقالوا قدمنا من عند رجل لیس له دین یشرب الخمر ویضرب الطنابیر ویعزف عنده القیان ویلعب بالکلاب ویسمر عنده الحراب وهم اللصوص. (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۱۶، تاریخ طبری ج۷ ص۴، تاریخ کامل ج۴ ص۱۰۳، خلاصۃ الوفاء ص۴۵، وفاء الوفاء ص۸۹، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۴۴۔ ترجمہ:۔ جب وہ وفد مدینہ منورہ واپس پہنچا تو علی الاعلان یزید پر سب و شتم کرنے لگا اور اسکے عیب (جو وہاں دیکھ کر آئے تھے) بیان کرنے لگے۔ انہوں نے کہا ہم ایک ایسے

شخص کے پاس سے آرہے ہیں جس کے پاس دین نہیں ہے، وہ شراب پیتا ہے طنبورے بجاتا ہے اور لونڈیاں اس کے پاس گایا کرتی تھیں، کتوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور رات گئے تک چور اُچکے اس کے پاس بیٹھ کر کہانیاں سنایا کرتے تھے۔"

پھر سب نے بیک زبان کہا۔ انا نشهد کم انا قد خلعنا ه فتابعهم الناس علی خلعه. (حوالہ مذکورہ بالا) "اے لوگو ہم تمہیں گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم نے یزید کی بیعت توڑ دی ہے۔ پس تمام لوگوں نے انکا اتباع کرتے ہوئے یزید کی بیعت توڑ دی۔" حالانکہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ دعانا النبی صلی اللہ علیه وسلم فبایعناه ..... ان لا ننازع الامر اهله الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من الله فیه برهان. (بخاری شریف ج۲ ص۱۰۴۵، نسائی شریف ج۲ ص۱۷۳، مشکوٰۃ شریف ص۳۱۱) آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم حاکموں سے اس وقت تک جھگڑا نہیں کریں گے جب تک ہم ان میں کوئی کفر صریح نہ دیکھ لیں جس پر ہمارے لیے اللہ تعالٰے کی طرف سے (اختلاف کرنے کی) دلیل بن جائے۔"

علامہ ملا علی قاری "ان لا ننازع" کے تحت لکھتے ہیں۔

ای لا نطلب الامارة ولا نعزل الامیر منا ولا نحاربه۔
(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۷ ص۲۳۰، حاشیہ مشکوٰۃ ج۲ ص۳۱۱) یعنی ہم نہ خود (مسلمان حاکم کے ہوتے ہوئے) حکومت کے طالب ہوں گے اور (جب تک کوئی شرعی عذر پیدا نہ ہو جائے) نہ خلیفۂ وقت کو معزول کریں گے اور (جب تک شرعی حدود سے وہ تجاوز نہ کرے) ہم اس سے لڑیں گے بھی نہیں۔"

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دست حق پرست پر یہ بیعت کی تھی کہ جب تک حاکم وقت میں ہم کفر صریح نہ دیکھ لیں گے اس سے کسی قسم کا نزاع نہیں کریں گے چنانچہ جب صحابہ کرام نے یزید کے فسق و فجور کا چرچا سنا تو فوراً کوئی کاروائی نہ کی بلکہ معتمدینِ مدینہ کا ایک وفد یزید کے پاس بھیجا تاکہ اس کے شب و روز کے معمولات سے آگاہی ہو۔ چنانچہ مدینہ شریف کے معززین کا وفد یزید کے ہاں گیا چند دن وہاں رہا اور کردارِ یزید کی تحقیق کر کے واپس آئے اور آکر باقی تمام مسلمانوں کو یزید کے آنکھوں دیکھے حال سے مطلع کیا اور سب کے سامنے یزید کی بیعت توڑنے کا اعلان کیا۔

اس طرح شرعی حجت قائم ہو جانے کے بعد لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق کے فرمانِ مصطفوی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جماعت صحابہ نے یزید کی بیعت بھی توڑ دی، اس کو معزول کرنے کی بھی کوشش کی اور جب وہ حکومت سے دست بردار نہ ہوا تو پھر اس سے جنگ بھی کی۔ حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر ہم ایسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت کریں تو پھر کل قیامت کو خدا کو کیا منہ دکھائیں گے (حوالہ گزر چکا) تو جناب اگر ابتداءً بعض صحابہ نے بوجوہ یزید کی بیعت کر لی تھی۔ تو اس کو دلیل بنانے والے دوست بعد کا فعل تنسیخ بیعت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ایک مسلم اصول ہے کہ بعد کا قول و فعل پہلے والے قول و فعل کو منسوخ کر دیتا ہے (بخاری و مسلم) اور منسوخ قول و فعل کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا لہٰذا تمام صاحبِ ایمان حضرات پر لازم ہے کہ ارشاد خداوندی والذین اتبعوهم باحسان اور فرمانِ مصطفوی ما انا علیه و اصحابی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے یزید کو فاسق و فاجر مرتکب کبائر اور جبر و استبداد سے بننے والا ظالم اور مہلکِ امت بے وقوف نوجوان حاکم تسلیم کر لیں۔ اللہ تعالےٰ حق پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تقاضا ہے موجوں کا طوفاں سے کھیلو
کہاں تک چلو گے کنارے کنارے

ملت عربیہ کا فیصلہ

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔ ولما فعل یزید باهل المدینة ما فعل مع شربة الخمر واتیانه المنکرات اشتد علیه الناس وخرج علیه غیر واحد ولم یبارك الله فی عمره۔ (صواعق محرقہ ص۲۲۱) ترجمہ:- جب یزید نے اہلِ مدینہ کے ساتھ ظلم بے انتہا کیا (واقعہ حرہ) اور اس کے شراب پینے اور اس کی دیگر برائیوں کا جب لوگوں کو علم ہوا تو لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور (مملکتِ عربیہ کے) بہت لوگوں نے اس کی بیعت توڑ ڈالی اور اللہ تعالےٰ یزید بے دید کی عمر خراب میں برکت نہ دے۔"

یہ بیعت توڑنے والے ظاہر بات ہے یا صحابی تھے یا تابعی۔ تو ان خیر القرون والوں کا اور وہ بھی قرن اولیٰ اور ثانیہ کا جب یزید کے فسق و فجور پر اجماع ہو چکا ہے اور یہ پاکباز ہستیاں جب اسے امیر المؤمنین ماننے سے انکار کر رہی ہیں تو آج کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے امیر المؤمنین کہے۔

شب دیجور تاروں سے سنورتی ہے عبث شیدا
بری صورت کسی کو کب بھلی معلوم ہوتی ہے

حضرت عمران بن حصین کا انکشاف

عن عمران بن حصین قال مات رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یکره ثلاثة احیاء ثقیف وبنی حنیفة وبنوا امیة۔ (ترمذی شریف ج۲ ص۲۲۳، مشکوٰۃ شریف ص۵۵۳) مشہور صحابیٔ رسول حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر دم تک تین قبیلوں سے نفرت

فرماتے رہے ۱۔ ثقیف ۲۔ بنی حنفیہ اور ۳۔ بنو اُمیہ" اس حدیث شریف کے الفاظ "بنی امیۃ" کے تحت شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عبیداللہ بن زیاد کہ مباشر قتل امام شہید حسین بن علی رضی اللہ عنہما از ایشاں بود کذا قیل و عجب است ازیں قائل کہ یزید را نگفت کہ امیر عبیداللہ بن زیاد بود و ہرچہ کرد بامر وے و برضائے وے کرد و باقی بنی اُمیہ ہم در کار ہائے بد تقصیر نکردہ اند یزید و عبیداللہ را چگویند و در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت در خواب دید کہ بوزنہا بر منبر شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم بازی میکنند و تعبیر آں بہ بنی امیہ کردہ دیگر چیز ہا بسیار است چہ گویند (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۳۴۳)

اسی حدیث کے انہی الفاظ کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جو کہ تقریباً اُوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے) بنی اُمیہ کو بسبب اس کے کہ پیدا ہوا ان میں سے عبیداللہ بن زیاد کہ جو مباشر تھا قتل امام حسین کا۔ بڑا ہی پلید تھا۔۔۔۔۔۔ اور تعجب ہے اس کہنے والے پر کہ یزید پلید بھی باوجودیکہ بنی اُمیہ سے تھا اس کو ذکر نہ کیا۔ چاہیے تھا کہ اس (یزید) کو بھی ذکر کرتے کیونکہ وہ امیر تھا عبیداللہ کا۔ اور جو کچھ کہ عبیداللہ بن زیاد نے کیا اس کے حکم اور رضا سے کیا اور باقی بنی اُمیہ نے بھی اپنی بد ذاتیوں میں کچھ قصور نہیں کیا صرف یزید اور ابن زیاد کو کیا کہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بندر منبر شریف پر بازی کرتے ہیں اور تعبیر اس کی ساتھ بنی امیہ کے کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں کہاں تک بیان کریں (مظاہر حق ج ۴ ص ۴۲۵)

حضرت سمرہ بن جندب کا نظریہ

مشہور صحابیٔ رسول حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ یزید کے دربار میں بیٹھے تھے جب یزید نے امام حسین کے لبوں پر چھڑی

ماری تو آپ برداشت نہ کر سکے اور فرمایا "اللہ تیرا ہاتھ کاٹے، میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہونٹوں کو چوما کرتے تھے اور اب تو ان ہونٹوں میں لکڑی لگاتا ہے۔ اے ظالم تو خاندانِ نبوت پر اتنا ظلم کر چکا ہے لیکن اب تک تجھے بس نہیں ہے۔" (مرج البحرین ص ۳۵۹)

حضرت حسن بصری کا نظریہ

علامہ شیخ مومن شبلنجی مصری رحمہ اللہ مشہور تابعی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا ایک فرمان نقل فرماتے ہیں جس سے آپ کا احترامِ نبوی، محبت اہلِ بیت اور آپ کی دشمنانِ اہلِ بیت سے بے حد نفرت کا اظہار ہوتا ہے۔ وکان الحسن البصری رحمہ اللہ تعالیٰ یقول لو کان لی مدخل فی المعصیۃ مع قتلۃ الحسین بن علی وخیرت بین الجنۃ والنار لاخترت دخول النار حیاءً من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقع بصرہ علیّ فی الجنۃ۔

(نور الابصار ص ۱۲۹ طبع مصری)

ترجمہ:۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے اگر (خدانخواستہ) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے ساتھ میرا کوئی رشتہ ہو اور مجھے جنت اور دوزخ میں جہاں چاہوں جانے کا اختیار دے دیا جائے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کی وجہ سے دوزخ میں جانا پسند کروں گا، تاکہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ پر نظر نہ پڑے۔" (کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بہرحال جنت میں تشریف فرما ہوں گے اور اگر میں بھی جنت میں چلا جاؤں اور قاتلینِ حسین سے میری کچھ رشتہ داری ہو تو حضور جب مجھے دیکھیں گے تو ظاہر بات ہے کہ آپ مجھ سے پوچھیں گے کہ میرے نواسے کا قاتل تیرا رشتہ دار ہے تو میں آپ کے سامنے شرم سے پانی پانی ہو جاؤنگا۔ لہذا اگر خدانخواستہ امام پاک کے قاتلوں سے میرا کوئی رشتہ ہو تو میں دوزخ میں جانا گوارہ

کروں گا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے،
یزید دوست حضرات کے لیے لمحہ فکریہ۔

جو چیز اس کی راہ میں حائل ہو پھونک دو
اعظم اگرچہ وہ اپنی ہستی ہی کیوں نہ ہو

نیز آپ کا ایک بیان وضاحت نشان خاص یزید کے متعلق بھی ہے۔
آپ نے حضرت امیر معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ استخلافہ بعدہ ابنہ
سکیرا خمیرا (تاریخ کامل ج۲ ص۱۹۳) یعنی حضرت امیر معاویہ کے بعد آپ کا
بیٹا یزید حکمران ہوا اور وہ شراب کے نشہ کا بہت زیادہ عادی تھا۔"

حضرت عمر ثانی کا فیصلہ | تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ
وہ عادل خلیفہ تھے کہ آپ کے دورِ حکومت میں بکری اور بھیڑیا اکٹھے چرتے تھے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بنو امیہ میں ایک ایسا عادل شخص ہوگا جو دنیا
کو انصاف سے بھر دے گا۔ تمام دنیائے اسلام آپ کو عمر ثانی اور خلیفہ راشد خامس
مانتی ہے۔ صاحب کشف حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بمع اپنے رفقاء
کے آپ کا جنازہ پڑھنے کے لیے تشریف لاتے دیکھا۔

بہر حال آپ وہ عادل خلیفہ ہیں کہ تمام دنیائے اسلام آپ کے عدل و انصاف
اور آپ کی شرافت و بزرگی کو مانتی ہے۔ فقہ حنفی کے معتبر مصنف علامہ عبدالعزیز فرہاروی
شارح بخاری علامہ عسقلانی، مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ ابن کثیر، خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین
سیوطی، علامہ ابن حجر مکی اور محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ بیان
فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں یزید کو امیر المومنین
کہہ دیا تو آپ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا۔ اتقول لہ امیر المؤمنین فامر
بہ فضرب عشرین سوطا نبراس شرح، شرح عقائد ص۵۵، تہذیب التہذیب ج۱۱ ص۳۶۱،

صواعق محرقہ ص۲۲۱، البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۲۷، تاریخ الخلفاء عربی ص۱۴۶ اردو ص۳۰۵
ما ثبت من السنۃ ص۳۴۲) ترجمہ :۔ کیا تو اسے امیر المومنین کہتا ہے۔ پھر آپ نے
حکم دیا تو اُسے (یزید کو امیر المومنین کہنے والے شخص کو) بیس کوڑے لگائے گئے۔"
حالانکہ آپ بھی اموی خلیفہ تھے لیکن ایک منصف مزاج شخص حق بات میں اپنے
پرائے کا فرق نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ نے بھی ایسا ہی کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ
کو خلیفہ راشد ماننے کے باوجود یزید کو امیر المومنین کہنے والے حضرات عبرت حاصل کریں۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ ایسے ظالم وجابر حکمرانوں کا دور تھا کہ جب
لوہے کے عصا سے حکومت قائم کی گئی تھی اور زبان سے کسی اصلاحی لفظ کا نکالنا
اپنے خون سے کھیلنا تھا اسی لیے بڑے بڑوں کے پائے استقلال ڈگمگا چکے تھے۔
خواجہ حسن بصری، ابن سیرین، ابراہیم نخعی اور شعبی جیسے ائمہ عظام کے لیے خاموشی
کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا (امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص۳۰) اکثر دیکھا جاتا
تھا کہ زبان سے بات نکلی نہیں کہ سر تن سے جدا ہوگیا (امام اعظم کی سیاسی زندگی
ص۱۱) ان حالات میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا کسی مسئلہ میں سکوت فرمانا دلیل
نہیں بنایا جاسکتا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ما اتانا عن اللہ و
رسولہ قبلناہ علی الرأس والعین وما جاءنا وما اتانا عن
الصحابۃ اخترنا احسنہ ولم نخرج عن اقاویلہم (نور الابصار ص۲۲۷ طبع مصری)
یعنی آپ فرمایا کرتے تھے جو کچھ اللہ تعالے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف سے ہمیں ملتا ہے ہم اسے سر آنکھوں پر قبول کرتے ہیں اور ہمیں جو کچھ

صحابہ کرام کے فرامین و آثار ملیں ان میں سے احسن کو ہم اختیار کرتے ہیں اور ہم
کبھی بھی ان کے فرامین سے تجاوز نہیں کرتے۔" اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا
ایک قول مخالف حضرات بھی اکثر بیان کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ اذا
صح الحدیث فھو مذھبی یعنی جو چیز صحیح حدیث سے خوب اچھی طرح ثابت
ہو جائے وہی میرا مذہب ہے۔ تو جناب جب یہ مسئلہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی
نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، الترغیب والترھیب، مؤطا امام مالک، مسند فردوس، سنن
الکبریٰ بیہقی، معجم صغیر، معجم اوسط، معجم کبیر طبرانی، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند رویانی
مشارق الانوار، مستدرک، مسند امام احمد وغیرہم بمع ان کی مشہور و معروف اور مستند و معتبر
شروح سے خوب اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے تو حضرت امام کے مذکورہ قول کے
مطابق ہم بلا تردد کہہ سکتے ہیں کہ یزید پلید کے متعلق آپ کا عقیدہ بھی وہی تھا جو
ان احادیث سے واضح ہو رہا ہے۔

اموی فرماں روا ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں ۱۰۵ھ میں کوفہ کا گورنر
ابن النصرانیہ خالد بن عبداللہ تھا وہ نہایت ظالم اور بے دین شخص تھا۔ اس نے
مسجدوں کے مینار گروا دینے اور اپنی نصرانی ماں کے لیے کوفہ میں ایک عظیم الشان
گرجا تعمیر کرایا۔ اموی خلفاء کو راضی کرنے کے لیے حضرت علی کو گالیاں دیا کرتا تھا
بلکہ بے دین خوشامد میں یہاں تک بڑھا کہ کہنے لگا۔ ان الخلیفۃ ھشاما
افضل من رسول اللہ۔ (تاریخ کامل ج۵ ص۱۰۳) یعنی (معاذ اللہ) خلیفہ
ہشام رسول اللہ سے افضل ہے، بیت المال سے اس نے عالیشان گرجا بنوانے
اور اپنی جاگیر میں سات نہریں نکلوانے اور دیگر اپنے تعیش پر خزانے کا پچاس
کروڑ روپیہ خرچ کر دیا۔ ہشام کے پوچھنے پر کہا کہ میں نے اس رقم کا بڑا حصہ
حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت زید کے پاس جمع کر رکھا ہے۔

ہشام نے آپ کو کوفہ بلایا اور وضاحت چاہی۔ آپ نے فرمایا بھلا جو شخص ہمارے
آباؤ اجداد کو ہمیشہ گالیاں دیتا ہو وہ ہمارے پاس مال کیسے بھیجے گا۔ خلفاء بنی امیہ
ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ سادات میں سے کوئی کوفہ میں نہ آنے پائے
لیکن ہشام نے مکمل اطمینان کر لینے کے بعد بھی حضرت زید بن علی بن حسین کو
بجائے واپس مدینہ منورہ بھیجنے کے کوفہ بھیج دیا۔ کوفہ والوں نے بھولے سید سے
پھر وہی رویہ اختیار کیا جو وہ حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین سے کر چکے
تھے۔ کوفیوں نے ہشام کے خلاف حضرت زید بن علی کے ہاتھ پر بیعت کرنی شروع
کی حتیٰ کہ تقریباً چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) کوفیوں نے بیعت کر لی۔ اہل بیت کے محب
حضرات اگرچہ حضرت زید کو اہل کوفہ کی بے وفائیاں یاد دلاتے رہے لیکن آپ نے
اہلِ کوفہ پر پھر اعتماد کر ہی لیا اور ہشام کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا۔ حضرت زید نے
اپنے ایک خادم فضیل بن زبیر کو حضرت امام اعظم کے پاس بھیجا آپ بیماری کی وجہ
سے فوج میں شامل تو نہ ہو سکے لیکن سامان حرب کے لیے حضرت زید بن علی
کی خدمت میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) روپے نذرانہ پیش کیا اور عوام الناس کو سید زادے
کی معاونت پر ابھارنے کے لیے ایک تاریخی فتویٰ جاری فرمایا کہ خروجہ
ایضا ھی خروج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوم بدر
(روض النضیر ص۲۶، ہدیۃ المہدی ج۱ ص۹۷، اسعاف الراغبین ص۲۴۵، نور الابصار طبع مصری
ص۲۲۷، الجصاص ج۱ ص۸۱، تاریخ طبری ج۵ ص۴۸۲، امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص۱۵۱،
تنویر الازہار ج۲ ص۲۴۳، تحفہ اثنا عشریہ ص) یعنی اموی خلیفہ ہشام کے خلاف
سید زادے کی معاونت میں لڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ حضور کے ساتھ غزوہ بدر
میں شمولیت تھی۔" وہ علیحدہ بات ہے کہ کوفیوں نے بے وفائی کی اور حضرت زید
بھی اپنے دادا حضرت امام حسین کی طرح شہید ہو گئے لیکن اس واقعہ سے حضرت

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر میں اموی خلفاء سے نفرت اور سادات کرام سے محبت
و مودت بالکل واضح ہو رہی ہے چنانچہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے
بعد میں جب کبھی بھی حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ ہوتا تو آپ
بہت رویا کرتے تھے (مناقب موفق ص۲۹۱ ۔ امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص۹۰)

۱۳۲ھ میں سلطنتِ بنو امیہ کا خاتمہ ہوگیا اور بنو عباس کا پہلا فرمانروا ابو العباس
سفاح تخت نشین ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد ۱۳۶ھ میں اس کا بھائی منصور تخت
نشین ہوا۔ منصور نے یہ ستم کیا کہ سادات کی خانہ بربادی شروع کردی کیونکہ سادات
خلافت کا خیال رکھتے تھے اور یہ ان کا حق بھی تھا۔ اگرچہ سادات کی طرف سے اسوقت
کوئی سازش ظاہر نہیں ہوئی تھی پھر بھی صرف بدگمانی پر منصور نے سادات کی بیخ کنی
شروع کردی۔ محمد بن ابراہیم کو زندہ دیوار میں چنوا دیا۔ جو لوگ سادات میں ممتاز ہوتے
ان کے ساتھ زیادہ بے رحمیاں کرتا۔ ان بے رحمیوں کی ایک بڑی داستان ہے
جس کے بیان کرنے کو بڑا سخت دل چاہیے۔ آخر تنگ آکر ۱۴۵ھ میں انہی مظلوم
سادات میں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے یعنی حضرت محمد بن عبداللہ
بن حسن بن علی نفس ذکیہ رضی اللہ عنہم نے عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور کے خلاف
علم جہاد بلند کردیا تو حضرت محمد نفس ذکیہ نے اپنے بھائی حضرت ابراہیم کو حضرت امام اعظم
کے پاس بھیجا اس وقت حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی عمر تقریباً چھیاسٹھ (۶۶) برس
ہوچکی تھی۔ اس وقت کا آپ کا رویہ یوں مذکور ہے۔ کان ابوحنیفة یجاھر
فی امرہ و یامر بالخروج معہ۔ (الیافعی الشافعی ج۱ ص۳۰۰، سیرۃ النعمان از شبلی
ص۵۹، تاریخ اسلام از ڈاکٹر حمیدالدین ص۴۳۰، تاریخ الخلفاء ص۱۸۱، امام ابوحنیفہ کی سیاسی
زندگی ص۳۴۳) یعنی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ اعلانیہ لوگوں کو حضرت ابراہیم (حسنی سید)
کی رفاقت پر ابھارتے تھے اور لوگوں کو ان سیدوں کی معیت میں ظالم حکومت کا

مقابلہ کرنے کا حکم دیتے تھے۔ نیز کوفہ کے مشہور محدث ابراہیم بن سوید کا بیان ہے کہ
میں نے امام اعظم رحمہ اللہ سے پوچھا نفلی حج کرنا زیادہ ثواب ہے یا محمد نفس ذکیہ
کی رفاقت میں حکومت سے لڑنا۔ تو آپ نے فرمایا میرے نزدیک اس جنگ میں
شرکت پچاس نفلی حجوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے (مناقب موفق ج۱ ص۸۳، امام ابوحنیفہ
کی سیاسی زندگی ص۳۴۴) نیز آپ نے چار ہزار درہم بطور نذرانہ بھی دیا (سیرۃ النعمان ج۱ ص۱۰۶)

اسی طرح آپ کی حبِ اہل بیت اور دشمنانِ اہلِ بیت سے دشمنی کے متعلق
علامہ شبلنجی مصری رحمہ اللہ ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔ وقالت لہ امرأۃ
اشرت علی ابنی بالخروج مع ابراھیم ومحمد بن عبد اللہ بن
حسن حتی قتل فقال ابوحنیفہ لیتنی مکان ابنک۔ (نور الابصار ص۲۲۷
طبع مصری، تنویر الازہار ج۲ ص۲۱۳) یعنی حضرت محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی عباسی خلیفہ
ابوجعفر کے ساتھ لڑائی کے بعد ایک عورت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آئی
اور کہنے لگی آپ نے میرے بیٹے کو محمد بن عبداللہ کے ساتھ خروج پر ابھارا تھا۔
وہ اب ان کی معیت میں لڑتا ہوا شہید ہوگیا ہے۔ حضرت امام اعظم نے فرمایا کاش
تیرے بیٹے کی جگہ سادات کی معیت میں شہید ہونے والا خوش قسمت میں ہوتا۔"
اس سے معلوم ہوگیا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا طریقہ ہمیشہ سادات کی خدمت اور
ان کے دشمنوں سے مخالفت کا تھا چنانچہ ان اہل بیت کے دشمن خلفاء نے حضرت
امام اعظم رحمہ اللہ کو زیر دام کرنے کے لیے اپنا ملازم بنانا چاہا، آپ کو کبھی وزارتِ عظمٰی
کی پیش کش کی گئی (معجم ج۲ ص۱۶۱) یہ پیش کش مروان کی حکومت میں ۱۳۰ھ میں
گورنر کوفہ (ابن ہبیرہ) یزید بن عمرو بن ہبیرہ کی طرف سے کی گئی تھی۔ اتفاق سے اس
ظالم کا نام بھی یزید تھا۔ کبھی قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا گیا (مناقب موفق ج۲
ص۱۷۲) لیکن آپ نے ہمیشہ محبتِ اہل بیت میں سرشار ہوکر دشمنانِ اہلِ بیت کی

ہر فرمائش کو ٹھکرا دیا حتیٰ کہ اہل بیت کرام کی اسی وفاداری کے تحت آپ گرفتار ہوئے۔ آپ پر کئی مرتبہ کوڑے برسائے گئے لیکن آپ کا قدم مصائب دنیا پر کبھی نہ ڈگمگایا۔ حتیٰ کہ ۱۴ رجب المرجب ۱۵۰ھ کو عباسی خلیفہ منصور نے آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس طرح یہ شیدائے اہل بیت محبت اہل بیت سے سرخرو ہو کر اکابر سادات شہداء کے خادموں کی صف میں شامل ہو گئے۔ بلکہ کتابوں میں یہاں تک مذکور ہے کہ جب امام اعظم رحمہ اللہ نے ہوش سنبھالا اور آپ کو وقوعہ کربلا کا علم ہوا تو آپ نے اس کے بعد تمام زندگی حبّ اہل بیت کے طور پر نہر فرات کا پانی نہیں پیا۔ آپ فرماتے تھے کہ جس نہر کا پانی اہل بیت کرام پر بند کیا گیا تھا ابوحنیفہ بھی اس پانی کو اپنے اوپر بند کرتا ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حب اہل بیت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا کہ "یزید کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ تھا۔" اب بہت آسان ہو گیا ہے اور جہاں تک اس مسئلہ پر آپ کے سکوت کا تعلق ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب مروان کے دورِ حکومت میں گورنر کوفہ یزید بن عمرو کے حکم پر امام کو کوڑے مارے جا رہے تھے تو تقریباً بیس کوڑے لگانے کے بعد یزید نے جلاد کو روکا اور آپ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنا فیصلہ بدلا ہے یا نہیں۔ اسی اثناء میں ایک یزیدی خوشامدی بعقب امام میں کھڑا ہوا اور گورنر سے کہا کہ یہ اموی خلفاء کو حق پر نہیں سمجھتے چنانچہ آپ سے یزید کے بارہ میں پوچھا گیا لیکن آپ نے سکوت اختیار فرمایا اس کی ایک وجہ تو ظاہر ہے کہ اموی گورنر کے سامنے آپ پہلے ہی زیرِ عتاب ہیں اور اس کمینے نے آپ کو مزید سزا دلوانے کے لیے یہ مسئلہ چھیڑا تھا لہذا آپ نے اس ذلیل کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ غصے سے خاموش ہو گئے ہوں کہ جاہل ابھی تو واقعہ کربلا و حرہ اور اہانت بیت اللہ وغیرہ کل کے واقعے ہیں کیا ایسے واضح اور کھلے مسئلے پر بھی کسی فتوے کی ضرورت باقی ہے۔ بہر حال سکوت کا سبب کچھ بھی مراد لیا جائے لیکن یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اپنے وقت میں دشمنانِ اہل بیت کے متعلق اپنا مال اور قلم استعمال کر کے اہل بیت اطہار کی خدمت بجا لانے والا شخص اپنے سے قبل اس سے بڑے مظالم اہل بیت پر کرنے والے کے متعلق نیک گمان رکھتا ہو۔ اس بات پر آپ کے وہ فتاویٰ جو آپ نے اہل بیت کی حمایت میں دیئے وہ شاہد عادل ہیں۔ نیز اگر کوئی شخص دنیا کی کسی معتبر کتاب سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا کوئی قول یزید کی شان اور فضیلت میں یا یزید کا خلیفہ برحق ہونا یا یزید کے جنتی اور بخشے ہوئے ہونے کے متعلق دکھا دے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس شخص کو فی حوالہ مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

اور پھر جو لوگ مثل غزالی کے تخصیص و تعیین لعنت سے منع کرتے ہیں وہ بھی یزید کو اچھا نہیں کہتے بلکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ لعنت کافر کے لیے مخصوص ہے اور یزید جیسا بھی تھا اس نے کلمہ پڑھا تھا لہذا وہ ایک دن اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر دوزخ سے نکالا جائے گا لیکن اکثر اکابر علماء نے اتنی بات ماننے سے بھی انکار کیا ہے اور اگر کوئی شخص حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے سکوت کو غلط رنگ دے تو پھر اکابر اسلاف حنفیہ مثلاً علامہ ابن ہمام، علامہ ملا علی قاری، علامہ عبدالعزیز فرہاروی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، علامہ حقانی، خواجہ فریدالدین گنج شکر، حضرت سلطان العارفین

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی وغیرہم کے فتوے، تصریحات وتلعینات کا کیا جواب ہوگا (جو کہ اسی کتاب میں اپنی اپنی جگہ تحریر کر دیئے گئے ہیں) نیز عصرِ حاضر کے حنفی علماء ومشائخ مثلاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، مولانا حسن رضا خاں بریلوی، علامہ قطب الدین خان، مولوی عبدالحئی لکھنوی، مولانا امجد علی اعظمی، مولانا رکن عالم، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولوی زکریا صاحب دیوبندی، شبلی نعمانی دیوبندی، سید سلیمان ندوی دیوبندی شاہ معین الدین ندوی، مولوی اشرفعلی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم علی نانوتوی دیوبندی، قاری محمد طیب دیوبندی، حسین احمد مدنی دیوبندی، سید امیر علی دیوبندی، مولوی عبدالرب دیوبندی، مفتی محمد شفیع کراچوی وغیرہم کے فتاویٰ اور نہایت واضح بیانات کا کیا جواب ہوگا! ظاہر بات ہے کہ اگر یہ علماء ومشائخ حنفیہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا فتویٰ یزید کے حق میں پاتے تو کبھی بھی اس وضاحت وصراحت سے یزید بے دید کے خلاف فیصلہ دے کر حضرت امام اعظم کی مخالفت نہ کرتے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام اکابر علماء حنفیہ نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دشمنِ اہل بیت یزید عنید کے خلاف فتوے دے کر اپنی محبتِ اہل بیت اور تقلیدِ امام اعظم رحمہ اللہ کر کے اپنے صحیح حنفی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَار ۝

حضرت امام احمد بن حنبل کا فتویٰ

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ صالح نے یزید پر لعنت کرنے کے متعلق مسئلہ پوچھا۔ آپ کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ کیف لا یلعن من لعنه الله فی کتابه فقال عبد الله قد قرأت کتاب الله عزوجل فلم اجد لعن یزید فقال الامام ان الله تعالیٰ یقول فهل عسیتم ان تولیتم ان

تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئك الذین لعنهم الله الخ وای فساد قطیعة اشد مما فعله یزید۔

(تفسیر روح المعانی ج۲۶ ص۷۲ طبع بیروت، تفسیر مظہری ج۸ ص۴۳۴، صواعق محرقہ ص۲۲۲ مکتوبات قاضی ثناء اللہ ص۲۰۳، تذکرہ خواص الامہ ص۲۸۷، فتاویٰ عبدالحی ص۸۰، نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض ج۲ ص۵۵۶، شرح فقہ اکبر ص۸۷، حاشیہ ہدیۃ المہدی ص۹۶ از مولوی وحید الزمان غیر مقلد، تفسیر معارف القرآن ج۸ ص۲۳ از مفتی محمد شفیع دیوبندی، مکتوبات شیخ الاسلام ج۱ ص۲۵۸ از مولوی حسین احمد دیوبندی، تکمیل الایمان ص۱۷۸، اسعاف الراغبین برحاشیہ نورالابصار طبع مصری ص۲۱۰، نبراس ص۵۵۴۔

یعنی حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے! اس شخص پر کیوں نہ لعنت کی جائے جس پر اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ آپ کے بیٹے نے عرض کی ابا جان قرآن پاک تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن مجھے تو قرآن کریم میں کہیں یزید پر لعنت کا ذکر نہیں ملا۔ حضرت امام احمد نے فرمایا بیٹے فرمان خداوندی ہے "پس کیا عنقریب اگر تمہیں حکومت ملے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور اپنے رشتے کاٹو گے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ تعالےٰ نے لعنت کی ہے۔" پس جو کچھ یزید نے کیا ہے اس سے بڑھ کر کون سا فساد ہوگا۔

جناب شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ، حضرت امام احمد کے اس فتویٰ پر تبصرہ فرماتے ہیں۔ وقد قال الامام احمد بکفره وناهیك به ورعا وعلما یقتضیان انه لم یقل ذالك الا لما ثبت عنده من امور صریحة وقعت منه توجب ذالك ووافقه علی ذالك جماعة کابن الجوزی وغیره واما فسقه فقد اجمعوا علیه واجاز قوم من العلماء لعنة بخصوص اسمه وروی

صنف القاضی ابو یعلی کتابا فیمن کان یستحق اللعنة وذکر منهم یزید۔

(اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار صـ۲۱۱) ترجمہ:۔ علامہ قاضی ابو یعلی رحمہ اللہ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس میں انہوں نے لعنت کے مستحق لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے اس میں آپ نے یزید کا بھی ذکر کیا ہے۔"

یعنی علامہ قاضی ابو یعلی رحمہ اللہ کے نزدیک یزید پر لعنت جائز ہے اور آپ نے جن اشخاص کو مستحق لعنت قرار دیا ہے۔ ظاہر بات ہے ان کے استحقاق لعنت پر آپ نے دلائل بھی قائم کئے ہوں گے کیونکہ آپ جیسا عالم بلا دلیل تو فتوی نہیں دے سکتا۔

علامہ ابن جوزی | محدّث ابن جوزی رحمہ اللہ نے یزید کے مستحق لعنت ہونے پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں۔

لیس العجب من فعل عمرو بن سعد وعبید اللہ بن زیاد بل انما العجب من خذلان یزید وضربہ بالقضیب علی سنیة الحسین ....لا نقنع لفاعلہ ومعتقدہ باللعنة.....وقد حصل مقصودہ من القتل ولکن احقاد جاھلیة دلیلھا ما تقدم من اشعارہ۔ لیت اشیاخی ببدر شھدوا الخ"

(الرد علی المتعصب العنید لمانع عن ذم یزید صـ۹۲)

ترجمہ:۔ "مجھے ابن سعد اور ابن زیاد کی حرکات پر اتنا تعجب نہیں ہے جتنا تعجب مجھے یزید کے ذلیل کاموں پر ہے اور جب امام عالی مقام کا سر اس کے پاس آیا تو اس نے آپ کے دندان مبارک پر چھڑی ماری (اور اس نے جوابی سلوک آل اطہار کے ساتھ کیا ہے) ہم صرف اس کی اس وجہ سے لعنت پر قناعت نہیں کرتے (بلکہ اسے اور بھی بہت کچھ کہتے اور سمجھتے ہیں) حالانکہ امام پاک کے قتل سے یزید کا مقصد تو پورا ہو گیا تھا لیکن (شہادت امام کے بعد اسکا سر اقدس

کی توہین کرنا) یہ اس کی جاہلیت کے حسد و کینہ کی دلیل ہے جیسا کہ اس نے کہا تھا۔ کاش کہ میرے بدر والے بزرگ آج موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے محمد کی اولاد سے آج بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے۔"

علامہ ذہبی | فن رجال کے امام ابو عبداللہ محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف میزان الاعتدال میں یزید کے متعلق لکھتے ہیں۔

یزید بن معاویہ: لیس باھل ان یروی عنہ وقال احمد بن حنبل لا ینبغی ان یروی عنہ۔ (میزان الاعتدال جـ۴ صـ۴۴۰)

یزید بن معاویہ اس قابل نہیں ہے کہ اس سے روایت کی جائے نیز حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی یزید سے روایت کرے۔

علامہ عسقلانی | شارح بخاری فن رجال کے امام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ بھی علامہ ذہبی کے ہمنوا ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ یزید بن معاویہ ولیس باھل ان یروی عنہ۔ (تقریب التہذیب صـ۳۸۴) یعنی یزید بن معاویہ اس بات کا اہل نہیں ہے کہ اس سے روایت کی جائے۔"

نیز علامہ عسقلانی رحمہ اللہ بخاری مسلم وغیرہما کی حرمت مدینہ والی حدیث یعنی جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے ......" کے تحت لکھتے ہیں۔

ویحتمل ان یکون المراد لمن ارادھا فی الدنیا بسوء وانہ لا یمھل بل یذھب سلطانہ عن قرب کما وقع لمسلم بن عقبة وغیرہ فانہ عوجل عن قرب وکذالک الذی ارسلہ۔ (فتح الباری شرح بخاری جـ۴ صـ۹۴) ترجمہ:۔ احتمال ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ جو اس دنیا میں اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالٰی اس کو مہلت نہیں دیتا بلکہ جلد ہی اس کی سلطنت ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ مسلم بن عقبہ وغیرہ کے ساتھ ہوا

وہ بھی جلد ہی ہلاک ہوگیا اور اسی طرح اس کو بھیجنے والا یزید بھی جلد ہی ہلاک ہوگیا۔"

شیخ صبان | جناب شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: واما جواز لعن من قتل الحسین او امر بقتلہ او اجازہ او رضی بہ من غیر تسمیۃ فاتفق علیہ کما یجوز لعن شارب الخمر واکل الربا۔ (اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار صـ۲۱۱) ترجمہ: "یہ کہ جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا جس نے آپ کے قتل کا حکم دیا یا جسنے آپ کے قتل کی اجازت دی یا جو آپ کی شہادت پر راضی ہوا، ان سب پر بغیر نام لیے لعنت کرنے کے جواز پر تو سب کا اتفاق ہے، جیسے شراب پینے والے اور سود لینے والے پر لعنت کو سب ہی جائز سمجھتے ہیں۔"

اس عبارت سے (جو کہ آیت ۷ کے تحت آیاتِ قرآنیہ کے باب میں تفسیر روح المعانی ج۲۶ صـ۷۳ کے حوالہ سے بھی بیان کی جاچکی ہے) یہ تو صاف صاف ثابت ہوگیا کہ حضرت امام کا قتل، قتل کا حکم، قتل کی اجازت اور قتلِ امام پر راضی ہونا بہرحال موجب لعنت ہے۔ جب یہ تمام افعال قبیحہ لعنت کا سبب بنتے ہیں اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے تو پھر جس شخص کے بارہ میں معتبر دلائل و براہین سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس نے امام عالی مقام کے قتل کا حکم دیا تھا اور وہ آپ کی شہادت پر راضی ہوا تھا، اس شخص کے مستحق لعنت ہونے پر بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا آئندہ باب میں ہم انشاء اللہ تعالٰے اس بات کو مضبوط دلائل سے ثابت کریں گے۔ کہ یزید نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا تھا اور میدانِ کربلا میں جو کچھ ہوا وہ سب یزید کے حکم اور اجازت سے ہوا، آپ کی شہادت پر یزید راضی ہوا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ امام حسین کو شہید کرنے کے سبب ابن زیاد کا مرتبہ یزید کی نگاہ میں بہت بڑھ گیا، اس نے یومِ فتح سنایا، مبارک بادیں وصول کیں

اور فخریہ اور طنزیہ اشعار کہے بلکہ بعض اشعار تو کفریہ بھی ہیں وغیرہم۔ اور یہ سب باتیں یزید کو امام عالی مقام کے قتل کا ذمہ دار ثابت کرنے کے لیے کافی و وافی ہیں۔

علامہ قسطلانی کا فیصلہ | شارح بخاری علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی رحمہ اللہ، علامہ سعدالدین تفتازانی رحمہ اللہ کی تائید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والحق ان رضاہ بقتل الحسین واستبشارہ بذالک واھانۃ اھل بیتہ صلی اللہ علیہ وسلم... فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی اعوانہ وانصارہ (ارشاد الساری شرح بخاری ج۵ صـ۱۰۱)

اور حقیقت یہ ہے کہ یزید امام عالی مقام کے قتل پر راضی ہوا اور آپ کے قتل پر خوشی کا اظہار کیا اور اہل بیتِ اطہار کی توہین کی، پس ہم یزید کے حق میں توقف نہیں کرتے بلکہ ہم تو اس کے ایمان کے بارہ میں توقف کرتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام ساتھیوں پر۔"

علامہ سیوطی | مفسر قرآن محدث ذیشان مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللہ واقعہ کربلا بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

لعن اللہ قاتلہ وابن زیاد ومعہ یزید ایضاً (فتاوی رشیدیہ صـ۲۲) (تاریخ الخلفاء، عربی صـ۱۵۸ اردو صـ۳۰۵) ترجمہ: "اللہ کی لعنت ہو امام حسین کے قاتل پر اور ابن زیاد پر اور اسی طرح اس کے ساتھ یزید پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔"

علامہ عینی کا فیصلہ | شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ حدیث شریف "میری اُمت کی ہلاکت قریش کے نوجوان بے وقوف حاکموں کے ہاتھوں سے ہوگی" بیان فرماتے ہیں اور اس کے تحت لکھتے ہیں۔ واولھم یزید علیہ ما یستحق (عمدۃ القاری شرح بخاری ج۲۴ صـ۱۸۰) اور پہلا نوعمر بے وقوف فسادی حاکم یزید تھا، اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے۔" علیہ ما یستحق کی تشریح حدیث ۲ کے تحت دیکھیں

آپ کے صاحبزادگان حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین. آپ پر اور آپ کے آباؤ اجداد پر صلوٰۃ وسلام ہو. کے ساتھ بھی حد درجہ کی عداوت رکھتا تھا جیسا کہ اس پر آثار متواترہ دلالت کرتے ہیں۔

(اے قاری) اب تو یقیناً تجھے یہ کہنے میں کوئی عذر نہ ہو گا کہ......!

"یزید لعین منافق تھا۔"

علامہ ابن کثیر | مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں

قد روی ان یزید کان قد اشتھر بالمعازف وشرب الخمر والغناء والصید واتخاذ الغلمان والقیان والکلاب والنطاح بین الکباش والریاب والقرود۔ ما من یوم الا یصبح فیہ مخمورا (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۵)

ترجمہ:۔ یزید کے بارہ میں یہ مشہور تھا کہ وہ گانے بجانے کا شوقین ہے اور شراب پیتا ہے، غنا اور شکار کا دلدادہ تھا، لونڈے اور لونڈیوں کا شوقین تھا، کتے پالنا مینڈھوں اور ریچھوں اور بندروں میں لڑائی کراتا تھا۔ ہر روز وہ شراب کے نشہ میں مست بیدار ہوتا تھا۔"

مورخ ابو یعقوب | تیسری صدی کے مورخ احمد بن ابی یعقوب لکھتے ہیں۔

ھو یلعب بالکلاب والقرود ویدمن الشراب (تاریخ یعقوبی ۲ ص ۲۲۰ طبع بیروت) یزید کتوں اور بندروں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور وہ ہمیشہ شراب پیا کرتا تھا۔"

مورخ دینوری | مورخ ابی حنیفہ دینوری مدینہ شریف کے ایک تابعی کی عینی گواہی پیش کرتے ہیں۔ قال محمد بن ابی جھم فرجعت الی المدینۃ اشھد علیہ بشرب الخمر۔ (اخبار الطوال ص ۲۶۶، طبع بیروت)

حضرت محمد بن ابی جہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں یزید کے پاس سے ہو کر واپس

مدینہ شریف آیا تو میں نے اس بات کی گواہی دی کہ واقعی یزید شراب پیتا ہے۔"

مورخ ابن خلدون | علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔ لما حدث فی یزید ما حدث من الفسق اختلف الصحابۃ حینئذ فی شانہ۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۱۷۷)

لما ظھر فسق یزید عند الکافۃ من اھل عصرہ بعثت شیعۃ اھل بیت بالکوفۃ للحسین (مقدمہ ص ۱۸۰)

ترجمہ:۔ یزید کے فسق و فجور کے متعلق جب وہ ظاہر ہو گیا جو کچھ کہ ظاہر ہوا تھا (ما حدث کے الفاظ سے پردہ ڈالا گیا ہے) تو صحابہ کرام میں اس کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

جب یزید کے ہم عصر تمام لوگوں پر اس کا فسق و فجور ظاہر ہو گیا تو اہل بیت کے شیعہ کوفہ سے امام حسین کی حمایت میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔" یعنی آپ کو بلانے کے لیئے خطوط لکھنے لگے۔

یاد رہے کہ یہ وہی ابن خلدون ہیں جن پر عباسی صاحب کا مکمل اعتماد ہے عباسی صاحب رقم طراز ہیں "سچ کو جھوٹ سے تمیز کرنے کی یا وضعی روائتوں اور مبالغات کو جو کتب تاریخ میں مذکور ہیں۔ نقد و روایت سے جانچنے کی کوئی کوشش سوائے علامہ ابن خلدون کے کسی اور مورخ نے نہیں کی (خلافت معاویہ و یزید ص ۴۶)

مورخ اصفہانی | علامہ ابو الفرج اصفہانی یزید کے ایک حج کا حال لکھتے ہیں۔ ولما حج فی خلافۃ ابیہ جلس بالمدینۃ علی شراب فاستأذن علیہ عبد اللہ ابن العباس والحسین بن علی فامر بشراب نرفع وقیل لہ ابن عباس ان وجد ریح شرابك عرفہ فحجبہ واذن للحسین فلما دخل وجد رائحۃ الشراب مع الطیب۔

(کتاب الاغانی ج۱۶ ص۶۱) یعنی جب حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں یزید بغرض حج مدینہ منورہ میں آیا تو وہ ایک دن بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ باہر سے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم نے اندر آنے کے لیے پوچھا چنانچہ یزید نے شراب کو سامنے سے اُٹھانے کا حکم دیا اور انہیں اندر بلایا پہلے حضرت ابن عباس اندر داخل ہوئے اور فرمایا کہ حسین تیری شراب کو بو سے پہچان لیں گے پس شراب کو ڈھک دیا گیا اور امام حسین کو اندر آنے کی اجازت دی۔ جب آپ اندر داخل ہوئے تو آپ نے خوشبو ملی شراب کی بو محسوس کی" چنانچہ آپ نے پوچھا (آگے مورخ ابن اثیر بیان کرتے ہیں)

مورخ ابن اثیر | ثم دعا بقدح فشربه ثم دعا بآخر فقال اسق ایا عبد الله فقال له الحسين عليك شرابك ايها المرء لا عين لك مني فقال يزيد

الا يا صاح للعجب دعوتك ذا ولم تجب
الى الفتيات والشهوات والصهباء والطرب

فنهض الحسين بن علی۔ (تاریخ کامل ج۶ ص۵۰)

یعنی پھر یزید نے شراب کا ایک پیالہ منگوایا اور پی لیا پھر ایک اور پیالہ منگوایا اور کہنے لگا اے حسین پی لو۔ آپ نے فرمایا تم اپنی شراب اپنے پاس ہی رکھو میں تو اسے دیکھوں گا بھی نہیں۔ پس یزید نے کہا!

اے حسین تیری اس بات پر تعجب ہے کہ تو نوجوان لونڈیوں، شہوت کے سامان، شراب اور گانے کی طرف رغبت نہیں کرتا

سید علی ہجویری | سید الاولیاء جناب سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔ "چوں ایشاں را براشتران برہنہ بدمشق

اندر آوردند پیش یزید بن معاویہ اخزاہ اللہ (کشف المحجوب فارسی طبع مصری ص۶۴)
جب مخدراتِ عصمت برہنہ اونٹوں پر سوار کر کے دمشق میں یزید کے دربار میں لائی گئیں، اللہ تعالیٰ یزید کو ذلیل کرے۔"

واقعہ تو خیر طویل ہے لیکن صرف ایک فقرہ نقل کیا گیا ہے کیونکہ فی الحال ہمارا مقصود صرف حضور داتا صاحب رحمہ اللہ کا یزید کے متعلق نظریہ بیان کرنا ہے اور وہ "اخزاہ اللہ" یعنی خدا اسے ذلیل کرے۔ کے الفاظ سے ظاہر و باہر ہے۔ فافہم۔

شیخ احمد سرہندی حنفی | امام ربانی مجدد الف ثانی برصغیر پاک و ہند میں دو قومی نظریہ کے بانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ اپنے مشہور زمانہ مکتوبات شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یزید بے دولت از اصحاب نیست در بدبختی او کرا سخن است کارے کہ آں بدبخت کردہ ہیچ کافر فرنگ نکند (مکتوبات شریف ج۲ ص۲۳)
مستحق لعنت است...... ایں سخن درباب یزید میگفت گنجائش داشت....
یزید بے دولت از زمرۂ فسق است توقف در لعنت او بنا بر اصل مقدار اہل سنت است کہ شخص معین را تجویز لعنت نہ کردہ اند مگر آنکہ بیقیں معلوم کنند کہ خاتمہ او بر کفر بودہ...... نہ آنکہ او شایان لعنت نیست (مکتوبات شریف ج۱ ص۶۹)

یعنی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "یزید بدبخت اصحاب میں سے نہیں تھا اس کی بدبختی میں کیا کلام ہے۔ جو کارہائے بد اس بدبخت نے کئے ہیں کسی کافر فرنگی نے بھی نہیں کیئے۔"
مستحق لعنت۔ اگر یہ بات یزید کے بارے میں کہی جائے تو گنجائش ہے یزید بدبخت فاسقوں میں سے ہے اس پر لعنت میں جو (بعض علماء کی طرف سے)

توقف کیا جاتا ہے۔ وہ اہل سنت کے ایک اصول کے مطابق ہے کہ جب تک کسی کے متعلق یقین نہ ہو جائے کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے وہ کسی شخص معین پر لعنت نہیں کرتے۔ یہ توقف اس لیے نہیں ہے کہ یزید لعنت کا مستحق نہیں ہے"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی | محدث بالاتفاق محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

مراد بآں غلمہ (هلكة امتي على يدي غلمة من قريش) یزید بن معاویہ، عبداللہ بن زیاد و مانند ایشاں ..... خزلہم اللہ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۱۵۵) ان مہلکِ امت بے وقوف نوعمر ظالم قریشی حاکموں سے مراد۔ یزید بن معاویہ، ابن زیاد اور ان جیسے لوگ ہیں۔ اللہ تعالٰے ان سب کو ذلیل کرے۔" نیز فرماتے ہیں شرفائے مدینہ کا وفد جب واپس آیا تو انہوں نے کہا " یزید خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے زانی ہے تارک الصلوٰۃ ہے اور محارم کو بھی حلال جانتا ہے ...... بعض لوگ اس کی لعنت میں توقف کرتے ہیں تو کیا یہ آیہ کریمہ ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة واعد لهم عذابا مهينا (۲۲ س احزاب ع ۵۷) کے مطابق وہ مستحق لعنت و عذاب نار نہیں ہے (تکمیل الایمان صفحہ ۱۷۸) نیز فرماتے ہیں۔

لعن الله قاتله وابن زياد ومعه يزيد ايضا (ماثبت من السنة صفحہ ۲۲) یعنی اللہ کی لعنت ہو امام حسین کے قاتل پر اور ابن زیاد پر اور اسی طرح اسکے ساتھ یزید پر بھی۔ نیز واقعہ حرہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ (فتاوٰی رشیدیہ صفحہ ۲۲)

وقوع آں در زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ است ...... بعد از خراب شدن مدینہ ہمیں لشکر را بمکہ فرستادہ وہم دریں سال آں شقی بدار البوار رفت (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۱۵۹)

ولما فعل يزيد باهل المدينة ما فعل مع شرب الخمر واتيانه المنكرات اشتد عليه الناس ولم يبارك الله في عمره -

(ماثبت من السنہ صفحہ ۴۷) جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ کیا جو کچھ کیا نیز اس کا شراب پیا اور برائیوں کا ارتکاب کرنا ہوا تو لوگ اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اللہ تعالٰے نے اس کی عمر خراب میں برکت نہ دی۔"

آپ یزید کی موت کے متعلق لکھتے ہیں۔ یزید شقی کہ بعد از واقعہ حرہ در اندک فرصت ہلاک شد و بعقاب الٰہی الم دق وسل بگداخت وفانی شد (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۳۹۵) یعنی واقعہ حرہ کا وقوع یزید شقی کے زمانہ میں ہوا۔ وہی لشکر مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے کے بعد مکہ پہنچا۔ اسی سال یزید شقی واصل جہنم ہوا۔ یزید شقی واقعہ حرہ کے بعد جلد ہی ہلاک ہوا اور اللہ تعالٰے کی گرفت میں آیا اور سل اور دق جیسی موذی مرض میں گھل گھل کر ہلاک ہو گیا نیز دیکھیں اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۴۳۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی | برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے مسلم استاد محدث بالاتفاق جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

دعاة الضلال يزيد بالشام والمختار بالعراق ونحو ذالك -

(حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۰ مترجم) گمراہی کی طرف بلانے والے ملک شام میں یزید اور عراق میں مختار تھے (مختار نے نبوت کا دعوٰی کیا تھا) حجۃ اللہ البالغہ اردو جلد ۲ صفحہ ۳۴۷ ۔ نیز آپ فرماتے ہیں

فتنہ احلاس جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والوں کا فتنہ ہے اور یہ فتنہ اس زمانہ پر صادق آتا ہے جو حضرت معاویہ کے انتقال کے بعد اختلاف ہوا۔

(حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۸ اردو)

نیز آپ لکھتے ہیں۔ قال البغوی اراد بالفتنۃ الاولی مقتل عثمان وبالثانیۃ الحرۃ پس فتنۃ ثانیہ بعد فوت معاویہ بن ابی سفیان تا استقرار خلافت عبد الملک۔ (ازالۃ الخلفاء مترجم ص۲۵۴) ترجمہ:۔ علامہ بغوی فرماتے ہیں فتنہ اولیٰ سے مراد (جو مدینہ میں واقعہ ہوئے) شہادت عثمان ہے اور فتنہ ثانیہ سے مراد واقعہ حرہ ہے۔ لہٰذا فتنہ ثانیہ حضرت امیر معاویہ کی وفات سے لے کر عبد الملک کے دور حکومت تک کا زمانہ ہے۔"

علامہ قطب الدین خان حنفی

شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان رحمہ اللہ لکھتے ہیں امت کو ہلاک کرنے والے نوعمر بے وقوف قریشی حاکم۔ مراد ان لڑکوں سے یزید بن معاویہ اور عبد اللہ بن زیاد اور مانند ان کے ہیں خزیہم اللہ (اللہ تعالےٰ انہیں ذلیل کرے) (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ج۴ ص۳۲۰)

نیز فرماتے ہیں یزید پلید کا ایسا ہی حال ہوا کہ چند روز بعد واقعہ حرہ کے بیماری دق اور سل کی سے ہلاک ہوا (مظاہر حق ج۲ ص۴۲۷)

نیز آپ حدیث شریف "بنو امیہ سے حضور کو آخر دم تک نفرت رہی۔" کے تحت لکھتے ہیں "اور تعجب ہے اس شخص پر جس بنے (بنوامیہ کے برُے لوگوں میں) ابن زیاد کا نام تو لیا ہے لیکن یزید پلید کا نام ذکر نہیں کیا حالانکہ یزید ابن زیاد کا بھی امیر تھا اور ابن زیاد نے جو کچھ کیا وہ یزید کے حکم سے کیا (مظاہر حق ج۴ ص۶۴۵)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ یزید کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ثم کفر یزید ومن معہ بما انعم اللہ علیھم وانتصبوا بعداوۃ آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقتلو حسینا

رضی اللہ عنہ ظلما وکفر یزید بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تفسیر مظہری ج۵ ص۲۱) ترجمہ:۔ پھر یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اہل بیت کی دشمنی کا جھنڈا انہوں نے بلند کیا۔ آخر حضرت حسین کو ظلماً شہید کیا اور یزید نے دینِ محمدی کا ہی انکار کر دیا۔"

ویمکن ان یکون قولہ تعالیٰ ومن کفر بعد ذالک اشارۃ الی یزید بن معاویہ.... وفعل ما فعل حتی کفر بدین اللہ۔ تفسیر مظہری ج۶ ص۵۵۵) اور ممکن ہے کہ فرمانِ خداوندی "اور جس نے کفر کیا بعد اس کے" میں یزید بن معاویہ کی طرف اشارہ ہو...... اس نے کیا جو کچھ کیا حتیٰ کہ اللہ کے دین کا منکر ہو گیا (واباح الخمر) اور شراب کو جائز قرار دے دیا۔

نیز فرماتے ہیں "غرضیکہ کفر یزید از روایات معتبرہ ثابت می شود پس او مستحق لعنت است اگرچہ در لعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب للہ والبغض فی اللہ مقتضی آنست (مکتوبات قاضی ثناء اللہ ص۲۰۳) غرضیکہ یزید کا کفر معتبر روایات سے ثابت ہو چکا ہے پس وہ لعنت کا مستحق ہے اگرچہ اس پر لعنت کرنے کا کوئی ظاہری فائدہ نہیں ہے لیکن الحب للہ والبغض فی اللہ (کسی سے اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ ہی کے لیے عداوت رکھنا) اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔"

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی حنفی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے صاحبزادے جناب شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

جب یزید پلید قتل امام و ہتک حرمت اہل بیت سے فارغ ہوا تو اس غرور سے اس کی شقاوت او قساوت اور زیادہ ہوئی چنانچہ لواطت اور زنا، بھائی کا بہن سے بیاہ اور سود وغیرہ منہیات کو اس نے اعلانیہ رواج دیا جس دن اس پلید کے حکم سے کعبہ کی بے حرمتی کی گئی اسی دن حمص میں وہ واصل جہنم ہوا۔

(سرالشہادتین ص۳۷) نیز فرماتے ہیں!

ایک شخص نے سوال کیا کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا مقابلہ تھا تو حق تبارک وتعالےٰ کس طرف تھے۔ حضرت نے فرمایا میزان عدل پر تھے کہ صبر حضرت امام علیہ السلام کا اس مردود کے ظلم پر غالب آیا (کمالات عزیزی ص۱۲)

نیز آپ فرماتے ہیں! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس غرض سے نہیں نکلے تھے کہ خلافت کا دعویٰ کریں...... بلکہ حضرت امام حسین کی غرض یہ تھی کہ ظالم کے ہاتھ سے رعایا کی رہائی ہو جائے...... ابھی مدینہ منورہ، مکہ معظمہ اور کوفہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے (فتاویٰ عزیزی ص۲۶۶)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی حنفی

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "یزید کو اگر کوئی کافر کہے تو منع نہیں کریں گے (الکوکبۃ الشہابیہ ص۵۸، ملفوظات اعلیٰ حضرت ۱ ص۱۱۱)

نیز فرماتے ہیں "یزید پلید" (ختم نبوت ص۶۲) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پاروں کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔ مصطفےٰ کے گود پالے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے کہ تمام استخوان چور ہوگئے...... حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے ملعون ہے وہ شخص جو ان ملعون حرکات کو فسق وفجور نہ جانے، شک نہیں کہ یزید نے ملک میں فساد پھیلایا (عرفان شریعت ۲ ص۲۱)

نیز فرماتے ہیں یزید پلید علیہ ما یستحقہ یقیناً باجماع اہل سنت فاسق فاجر وجری علی الکبائر تھا۔ یزید کے فسق وفجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا صاف ضلالت و بد دینی ہے (عرفان شریعت ۲ ص۲۱)

نیز آپ فرماتے ہیں اس خبیث نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ سکینہ پر بھیج کر سترہ سو مہاجرین و انصار کو شہید کرایا، مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے پھر بیت اللہ کی بے حرمتی کی اور اسے جلایا (احسن الوعا ص۵۲)

مولانا حسن رضا خاں بریلوی حنفی

مولانا حسن رضا خاں بریلوی برادر صغیر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہما اللہ لکھتے ہیں۔

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہلِ بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہلِ بیت
کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہلِ بیت
اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنان اہل بیت!

(ذوقِ نعت ص۵۳)

خواجہ فریدالدین حنفی

سلطان الاولیاء خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں!

جند اسیراے جور و جفا دی — دلڑی قیدی کرب و بلا دی
ڈسم رقیب یزید پلید اے

(دیوانِ خواجہ فرید ص۳۱)

سلطان العارفین حنفی

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

جیکر منددے بیعت رسولی — تاں پانی بند کیوں کردے ہو
جیکر کردے خوف خدا دا — تاں تنبو خیمے کیوں ساڑدے ہو

(ابیات باہو ص۱۹)

حضرت بحر العلوم شارح مسلم الثبوت (درس نظامی کی مختصر مگر جامع کتاب)

حضرت بحر العلوم فرماتے ہیں۔ ان یزید کان من اخبث الناس وکان بعید ابعد من الامامة بل شك فی ایمانه خزله الله۔

(شرح مسلم الثبوت از بحر العلوم ص۲۰) ترجمہ: یقیناً یزید انسانوں میں سے خبیث ترین انسان تھا اور وہ امامت وخلافت کی اہلیت سے بہت دور تھا بلکہ ہمیں تو اس کے ایمان میں بھی شک ہے اللہ تعالے اسے ذلیل کرے۔"

مولانا نعیم الدین مراد آبادی حنفی محشی کنزالایمان صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک یزید کی بے قاعدگیوں کے لیے ایک زبردست محتسب تھا، اسی لیے حضرت امام کی شہادت اس کے لیے باعثِ مسرت ہوئی۔ حضرت امام کا سایہ اُٹھنا تھا کہ یزید کھل کھیلا اور انواع واقسام کے معاصی کی گرم بازاری ہو گئی۔ زنا، لواطت، حرام کاری، بھائی بہن کا بیاہ، سود اور شراب دھڑلے سے رائج ہوا۔ آخر کار یزید پلید کو اللہ تعالے نے ہلاک فرما دیا اور وہ بدنصیب تین برس سات مہینے تخت حکومت پر شیطنت کر کے جس دن اس پلید کے حکم سے کعبہ معظمہ کی بے حرمتی ہوئی تھی اسی دن ہلاک ہوا (سوانح کربلا ص۱۱۱)

نیز فرماتے ہیں! بد باطن، سیاہ دل، تنگ خاندان، فاسق وفاجر، شرابی بدکار، ظالم، بے ادب، گستاخ تھا۔ اس کی بے ہودگیاں اور شرارتیں ایسی ہیں جن سے بدمعاشوں کو بھی شرم آتے (سوانح کربلا ص۶۲)

نیز فرماتے ہیں! اگر امام اس وقت یزید کی بیعت کر لیتے تو اسلام کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور دین میں ایسا فساد برپا ہو جاتا جس کا دور کرنا بعد کو ناممکن ہوتا یزید کی ہر بدکاری کے جواز کے لیے امام کی بیعت سند ہوتی (سوانح کربلا ص۶۹)

نیز لکھتے ہیں! حضرت امام حسین کو یزید جیسے عیب مجسم شخص کی بیعت پر مجبور کیا جاتا ہے جس کی بیعت کو کوئی بھی واقفِ حال دیندار آدمی گوارہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی وہ بیعت کسی طرح جائز تھی (سوانح کربلا ص۶۸)

یزید وہ بدنصیب شخص ہے جس پر ہر قرن میں دنیائے اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور قیامت تک اس کا نام تحقیر سے لیا جائے گا (سوانح کربلا ص۶۲)

پیر مہر علی شاہ صاحب حنفی تاجدار گولڑہ شریف جناب پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ کے بعد سلسلۂ خلافت بالکل جبری حکومت اور دعوت الی جہنم تک پہنچا (فتاوٰی مہریہ ص۱۲)

بو علی قلندر سند الاولیاء شیخ بو علی قلندر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بہر دنیا آں یزید ناخلف — دین خود کردہ برائے او تلف
زال دنیا چوں درآمد در نکاح — کرد بر خود خون آں سید مباح

(مثنوی بو علی شاہ قلندر ص۶)

یعنی یزید ناہنجار نے دنیا کے لیے اپنا دین تباہ کر لیا۔ دنیا کی بے وفا لونڈی جب اس کے زیر تسلط آئی تو اس نے اپنے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون جائز سمجھ لیا۔"

صدر الشریعہ حنفی کا فیصلہ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

یزید پلید فاسق وفاجر، مرتکب کبائر تھا آج کل جو بعض گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے مقابلہ سے کیا نسبت۔ وہ بھی شہزادے یہ بھی شہزادہ۔ ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی اور مستحق جہنم ہے (بہار شریعت ۱ ص۶۲)

مولانا عبد الحئی لکھنوی حنفی مولانا عبد الحئی صاحب لکھنوی سے پوچھا گیا کہ

یزید کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے ؟ تو آپ نے جواب دیا "بعض لوگوں نے افراط سے کام لیا اور کہا کہ یزید جب باتفاق تمام مسلمانان امیر بن گیا تو اس کی اطاعت امام حسین پر واجب تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ اس کی امارت پر مسلمانوں کا اجماع کب ہوا تھا۔ صحابہ اور اولاد صحابہ کی ایک جماعت اس کی اطاعت سے خارج تھی۔ اور جنہوں نے اس کی اطاعت قبول کی تھی جب ان کو یزید کی شراب خوری، ترک صلوٰۃ، زنا اور محارم کے ساتھ حرام کاری کی حالت معلوم ہوئی تو مدینہ منورہ میں واپس آکر انہوں نے بھی بیعت کو فسخ کر دیا ...... اور بعض کہتے ہیں کہ قتل امام حسین گناہ کبیرہ ہے نہ کہ کفر۔ اور لعنت کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔ قربان جاؤں ان کی ذہانت پر ان کو یہ معلوم نہیں کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کا کیا ثمرہ ہوتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مھینا (پ ۲۲ احزاب ع ۵۷)
یعنی بے شک جو لوگ اللہ اور رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ تعالےٰ نے ان پر دنیا میں اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یزید کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس کفر و معصیت کے ارتکاب کے بعد اس نے توبہ کر لی ہو اور اسی توبہ پر اس کا انتقال ہوا ہو۔ اس کے معاصی سے تائب ہونے کا محض احتمال ہے ورنہ اس بدنصیب نے جو کارنامے کئے اس امت میں کسی نے ایسے نہیں کیے۔ قتل امام حسین، اور اہانت اہل بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب اور اسکے باشندوں کو قتل کرنے کے لیے لشکر بھیجا اور واقعہ حرہ میں مسجد نبوی میں تین روز تک نماز و اذان نہیں ہوئی اور اس کے بعد حرم پاک اور مکہ معظمہ کی طرف لشکر روانہ کیا یزید مر گیا اور جہان کو پاک کر گیا اور بعض بلا تردد یزید پر لعنت جائز سمجھتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل اور بعض دیگر اسلاف نے یزید پر لعنت بھیجی ہے اور ابن جوزی جو کہ سنت و شریعت کی حفاظت میں متعصب سمجھے جاتے ہیں اپنی کتاب میں اسلاف سے یزید پر لعن کا قول نقل کیا ہے اور علامہ تفتازانی نہایت جوش و خروش سے یزید اور اس کے مددگاروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ صحیح مسلک یہ ہے کہ اس شقی کو مغفرت و رحمت سے ہرگز یاد نہیں کرنا چاہیئے (فتاوٰی عبدالحئی ص ۸۰)

مولانا رکن عالم صاحب حنفی

مشہور زمانہ کتاب "رکن دین" کے مصنف مولانا الشاہ محمد رکن عالم صاحب رحمہ اللہ اس مسئلہ پر لکھتے ہیں۔

"یزید پلید کی حکومت جبریہ تھی کیونکہ اہل حل و عقد اس کی حکومت پر ناراض تھے اس کی لعنت میں علماء کے اقوال مختلف ہیں ...... یہ اختلاف صرف لفظ لعنت کہنے کے اندر ہے ورنہ مبغوض اور مقہور ہوتے ہیں اس پلید کے کسی کو کلام نہیں (توضیح العقائد ج ۲ ص ۹۵)

شاعر مشرق حنفی

شاعر مشرق مخدوم ملت ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔

زندہ حق از قوتِ شبیری است — باطل آخر داغ حسرت میری است
چوں خلافت رشتہ از قرآں گسیخت — حریت را زہر اندر کام ریخت
خاست آں سر جلوۂ خیر الامم — چوں سحاب قبلہ باراں در قدم
بر زمین کربلا بارید و رفت — لالہ در ویرانہ ہا کارید و رفت
تا قیامت قطع استبداد کرد — موج خون او چمن ایجاد کرد
ماسوی اللہ را مسلماں بندہ نیست — پیش فرعونے سرش افگندہ نیست

موسیٰ و فرعون، شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آمد پدید

ترجمہ: ۱۔ قوت شبیری کی برکت سے ہی آج تک حق قائم ہے اور باطل کے مقدر میں آخر حسرت و ناکامی ہی ہے۔

۲۔ خلافت نے جب قرآن سے اپنا رشتہ توڑ لیا اور حریت و آزادی کے جام میں زہر گھول دیا۔

۳۔ خیر الامم کا سرتاج بارانِ رحمت کے بادل کی مانند اُٹھا۔

۴۔ کربلا کی زمین میں برسا اور ویرانے میں گل لالہ اُگا کر چلا گیا۔

۵۔ آپ نے اپنا سر دے کر قیامت تک کے لیے جبر و استبداد کا خاتمہ کر دیا اور آپ کے پاکیزہ خون نے ایک گلستان آباد کر دیا۔

۶۔ مسلمان اللہ تعالےٰ کے بغیر کسی کا غلام بے دام نہیں بن سکتا اور کسی فرعون کے سامنے اس کا سر نہیں جھک سکتا۔

۷۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون اور جناب حسین کے مقابلہ میں یزید آیا ہے اسی طرح ہمیشہ سے اس کشمکش حیات میں یہ دونوں (حق و باطل) قوتیں آپس میں برسرپیکار رہی ہیں۔

باقی تمام بیان موعظت نشان کے علاوہ جو آخری شعر میں درویش لاہوری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور فرعون مردود کی یزید بدنصیب کے ساتھ عمل و کردار میں مشابہت بیان کی ہے اس سے آپ کا یزید کے متعلق عقیدہ و نظریہ بالکل صاف واضح ہو رہا ہے اس طرح آپ نے یزید کے ایمان کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ہے۔

بانیٔ دارالعلوم دیوبند حنفی | بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی بیان کرتے ہیں!

بالجملہ براصول اہل سنت حال یزید بہ نسبت سابق متبدل شود نزد بعض کافر

شود و نزد بعض کفر او متحقق نہ گشت اسلام سابق مخلوط بفسق لاحق شد اگر حضرت امام کافر پنداشتند در خروج براو چہ خطا کردند امام احمد را ہمیں خاطر پسند خاطر افتاد (مکتوبات شیخ الاسلام ۱ صفحہ ۲۵۵) دراصل اہل سنت کے اصول کے مطابق یزید کی پہلی حالت بدل گئی تھی۔ بعض کے نزدیک وہ کافر ہو گیا اور بعض کے نزدیک اس کا کفر ثابت نہ ہوا بلکہ اس کا سابقہ اسلام فسق و فجور کے ساتھ مخلوط ہو گیا۔ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے کافر سمجھا اور اس پر خروج کیا تو کون سی غلطی کی اور حضرت امام احمد کو بھی یہی بات پسند آئی۔"

اکابرین علماء دیوبند حنفی | مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی نے ابوداؤد کی ایک مختصر شرح لکھی ہے اور اس کے صفحۂ اوّل پر انہوں نے لکھا ہے کہ یہ شرح میں نے مولانا محمود الحسن صاحب، مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری، مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی تقریرات (جو کہ انہوں نے ابوداؤد شریف پڑھاتے ہوئے کیں) سے مستفید ہو کے لکھی ہے۔ اس میں ابوداؤد شریف صفحہ ۵۸۳ کی حضرت حذیفہ کی اندھے اور بہرے فتنے والی روایت کے تحت لکھتے ہیں۔ اما یزید فلم یتعاقد الحسین البیعة معه لما لم یره متاهلا لها۔ (انوار المحمود شرح ابوداؤد صفحہ ۴۶۵)

یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت اس لیے نہیں کی تھی کہ آپ اسے خلافت و امارت کا اہل نہیں سمجھتے تھے۔"

گنگوہی صاحب حنفی کا فیصلہ | دیوبندی مکتب فکر کے نزدیک تیرہویں صدی کے مجدد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں۔

یزید کے افعال ناشائستہ ہرچند موجب لعن ہیں مگر جس کو متحقق اخبار اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی اور خوش تھا اور جائز جانتا تھا اور بدوں توبہ

کے مرگیا وہ تو لعن کے جواز کے قائل ہیں اور دراصل مسئلہ یونہی ہے (فتاویٰ رشیدیہ صد ۱۹۲) یہاں گنگوہی صاحب "مسئلہ یونہی ہے" کے الفاظ میں اپنا عقیدہ بیان کر رہے ہیں. گنگوہی صاحب کو مقتدا ماننے والے حضرات متوجہ ہوں. مزید تسلی مقصود ہو تو مندرجہ بالا بیانات اور آگے آنے والے چودہویں صدی کے بزعم شما مجدد صاحب کا بیان بھی پڑھ لیں۔

تھانوی صاحب حنفی کا فیصلہ

دیوبندی مکتبِ فکر کے نزدیک چودہویں صدی کے مجدد مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔

یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے ...... یزید کو اس قتال میں معذور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد (حضرت امام حسین) سے اپنی تقلید کیوں کرواتا تھا.... مسلط ہونا کب جائز ہے. خصوصاً نا اہل (یزید) کو (بلکہ) اس پر خود واجب تھا کہ معزول ہو جاتا پھر اہل حل وعقد کسی اہل کو خلیفہ بنا لیتے (امداد الفتاویٰ مد ۴ صد ۵۷۷)

سید امیر علی حنفی کا فیصلہ

شارح ہدایہ مترجم فتاویٰ ہندیہ مولانا سید امیر علی شاہ صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

"حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوحی الٰہی یہ بات قطعاً معلوم ہو چکی تھی کہ...... آئندہ یزید پلید اور ولید و حجاج وغیرہ کے مانند ایسے ظالم ہوں گے کہ قرآن مجید پر ایمان لانے سے منحرف ہو کر توہین کریں گے اور آپ کی عترتِ طیبین کے ساتھ ظلم کے ساتھ پیش آئیں گے ...... آپ نے یہ حجت تمام فرمائی اگرچہ آپ کو معلوم تھا کہ یزید پلید ایسے بدکار ہوں گے جس سے ان پر قیامت تک شناعت بلکہ لعنت باقی رہے گی (تفسیر مواہب الرحمان مد صد)

نیز آپ لکھتے ہیں! یزید مردود اور اس کے ساتھیوں کی ذات سے اہل بیت

کے حق میں شہید کرنے اور تعظیم نہ کرنے کی بد ذاتی سرزد ہوئی ...... حتیٰ کہ حضرت مقتدیٰ امام الدنیا والدین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید سے بیعت کو منظور نہیں فرمایا تھا. (حاشیہ تفسیر مواہب الرحمان مد صد)

شبلی نعمانی حنفی و سید سلیمان ندوی

مولانا شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی دیوبندی اپنی معروف تصنیف میں لکھتے ہیں.

امیر معاویہ نے ۶۰ھ میں وفات پائی اور ان کے بجائے یزید تخت نشین ہوا اور یہی اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار و نکبت (بدبختی) کی اولین شب تھی. حضرت ابوہریرہ سے متعدد روایتیں ہیں. مسندِ امام احمد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ ۶۰ھ کے شروع ہونے سے اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو (سیرۃ النبی مد ۳ صد ۷۰۹)

قاری محمد طیب حنفی

بانیٔ دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادے قاری محمد طیب صاحب دیوبندی لکھتے ہیں.

"بہرحال یزید کے فسق و فجور پر صحابہ کرام سب کے سب متفق ہیں اور انکے بعد علماء راسخین محدثین فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ عینی، علامہ ہیثمی، علامہ ابن جوزی، علامہ تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ الکیا الہراسی جیسے محققین یزید کے فسق و فجور پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اس کے قائل ہیں تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے (شہید کربلا اور یزید صد ۱۵۹)

مفتی محمد شفیع حنفی

مشہور دیوبندی مصنف مفتی محمد شفیع صاحب کراچوی لکھتے ہیں! "امام پاک کے خطبات کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپکا مقصد خلافتِ نبوت کی بجائے ملوکیت و آمریت کی بدعت کے مقابلہ میں مسلسل جہاد تھا (شہید کربلا صد

مولوی عبدالرب حنفی

مولوی عبدالرب دیوبندی یزید کے بغض اہل بیت کا ذکر کرتے ہیں۔

"اور جو چھڑی یزید کے ہاتھ میں تھی وہ حضرت حسین کے ہونٹوں پر لگاتا تھا اور کہتا تھا اے حسین! اسی منہ سے تم کہتے تھے کہ ہم یزید کی بیعت نہیں کریں گے"

(مرج البحرین ص۳۵۹)

ڈاکٹر حمید الدین

عصر حاضر کے مورخ جناب ڈاکٹر حمید الدین صاحب پی، ایچ ڈی لکھتے ہیں۔

"جب یزید کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا تو تمام اہل حجاز نے اس نامزدگی کی شدید مخالفت کی (ص۲۳۶) یزید کی بیعت غیر شرعی بیعت تھی (ص۲۴۳) لوگ واقعہ کربلا سے پہلے ہی یزید کو ناپسند کرتے تھے (ص۲۵۱) واقعہ کربلا کے بعد مدینۃ الرسول کی تباہی یزید کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے اور حرم پر سنگ باری یزید کا تیسرا سیاہ کارنامہ ہے (تاریخ اسلام ص۲۵۳)

پروفیسر سید عبدالقادر
پروفیسر محمد شجاع الدین

عصر حاضر کے مورخ پروفیسر سید عبدالقادر سابق وائس پرنسپل وصدر شعبۂ تاریخ۔ اسلامیہ کالج لاہور اور پروفیسر محمد شجاع الدین استاد علم تاریخ۔ دیال سنگھ کالج لاہور لکھتے ہیں۔

"تاریخ اسلام میں سب سے زیادہ بدنام یزید کی شخصیت ہے جسے ہر شخص نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ابن حنظلہ کا قول ہے یزید نے ساڑھے تین سال حکومت کی پہلے سال اس نے حسین بن علی کو شہید کرایا، دوسرے سال مدینہ کو لوٹا اور تیسرے سال کعبہ پر حملہ کیا غرضیکہ یزید فاسق و فاجر حکمران تھا اس لئے عام مسلمان اسے ننگ اسلام سمجھ کر نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتے تھے (تاریخ اسلام ج۲ ص۱۱۵)

مولوی خرم علی حنفی

شارح مشارق مولوی خرم علی صاحب دیوبندی لکھتے ہیں!

یعنی قریش کی قوم سے چند نوجوان بے رحم، بے عقل حاکم ہوں گے مسلمانوں کی بے عزتی اور خون ریزی ناحق کریں گے جیسے یزید پلید اور اکثر مروان کی اولاد

(مشارق الانوار ص۲۸۴)

قاضی سلیمان منصور پوری

مشہور (بزعم شما) اہلحدیث مصنف قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری لکھتے ہیں!

"فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے فرمایا۔ لا ینزعها یا بنی ابی طلحة منكم الا ظالم ۔ (یعنی اے ابی طلحہ کی اولاد تم سے یہ چابیاں کوئی نہ چھینے گا ہاں مگر وہ جو ظالم ہوگا یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھی۔ اسکے بعد پھر کسی شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلوانے کی جرأت نہیں کی

(رحمۃ اللعالمین ج۳ ص۲۰۰)

وحید الزمان

غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز محدث مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں!

انما لعناه لانه لعن عليه امامنا احمد بن حنبل و كذالك روى ابن الجوزى من اصحابنا من السلف جواز اللعن عليه و منع الغزالى عنه تحكم وهو لم يلتفت الى قوله تعالى ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله فى الدنيا و الاخرة و اعد لهم عذابا مهينا واى ايذاء اعظم من قتل آله و اقاربه صلى الله عليه وسلم وهتك حرمته وقتل اهل المدينة (حاشیہ ہدیۃ المہدی ج۱ ص۹۹)

ترجمہ! دراصل ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے امام حضرت احمد بن حنبل نے اس پر لعنت کی ہے اور اسی طرح ہمارے اسلاف میں سے محدث ابن جوزی

سے بھی یزید پر لعنت کا جواز نقل کیا گیا ہے اور غزالی کا اس سے منع کرنا بے دلیل ہے اور انہوں نے یہ نہ سوچا کہ فرمانِ خداوندی ہے "بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" اور آپ کی آل پاک اور آپ کے قرابت داروں کے قتل اور آپ کے حرم پاک کی توہین اور اہل مدینہ کے قتل سے بڑی ایذا کون سی ہوگی۔

نیز وہ لکھتے ہیں! وخرج امامنا الحسین بن علی علی یزید لعنه الله لانه ما دخل فی بیعته وکذا اکثر اهل المدینة والذین دخلوا فی بیعته هم ایضا نکثوا بیعته لما رأوا من فسقه وفجوره والحاده کتحلیل الخمر والزنا وغیر ذالك فهو علیه السلام بذل نفسه لاعلاء کلمة الله واقامة الشرع المتین وصار سید الشهداء والصدیقین ومن انکر شهادة الحسین وظنه باغیا فقد اخطأ خطأ فاحشا (ہدیۃ المہدی صہ۹۸)

ترجمہ! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید "اللہ کی لعنت ہو اس پر۔" پر خروج کیا کیونکہ اکثر مدینے والے اور اسی طرح اور جو بھی اس کی بیعت میں داخل ہوا تھا، سب نے اس کی بیعت توڑ دی جبکہ انہوں نے اس کا فسق و فجور اور الحاد مثلاً شراب کو حلال جاننا اور زنا کرنا اور اسی طرح ان کے علاوہ اس کی اور باتیں دیکھیں۔ پس اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو اعلاء کلمۃ الحق اور شریعتِ مطہرہ کی اقامت کا زیادہ حقدار سمجھا۔ اور آپ سید الشہداء اور سید الصدیقین بن گئے اور جو کوئی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید نہ سمجھے اور آپ کو باغی کہے، تحقیق اس نے غلطی کی، فحش غلطی۔"

نیز لکھتے ہیں! ابن زیاد و یزید لعنہما اللہ (حاشیہ ہدیۃ المہدی ۱ صہ۹۹)

ترجمہ:"ابن زیاد اور یزید، اللہ کی لعنت ہو ان دونوں پر۔"

یاد رہے کہ یہ وہی ہدیۃ المہدی ہے جس کے متعلق مصنف مذکور خود ہی وضاحت کرتے ہیں۔

ان بعض اخواننا من اهل الحدیث قد غلا فی الدین ولم یمیز المشرکین من المؤمنین وشدد التکبیر فی المسائل الخلافیة بین المجتهدین وناس منهم عروا عن علم اصول الدین واظهروا ما اظهروا بالظن والتخمین فالهمنی ربی ان اؤلف کتابا جامعا للعقائد والاصول اقتصر فیها من المسائل علی ما هو الحق المقبول واسمیه بهدیة المهدی۔

(ہدیۃ المہدی ۱ صہ۳) ترجمہ:۔ بے شک ہمارے بعض اہلحدیث بھائیوں نے دین میں زیادتی کی ہے اور مشرکوں اور مومنوں میں امتیاز نہیں کیا (مثلاً عبدالوہاب نجدی اور اس کا بیٹا محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل دہلوی وغیرہ۔ حاشیہ ہدیۃ المہدی ۱ صہ۲۶) اور مجتہدین کے اختلافی مسائل میں بہت سختی سے انکار کیا ہے اور ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو سرے سے ہی اصولِ دین کا علم ہی نہیں رکھتے اور انہوں نے (اپنی کتابوں میں) وہی کچھ بیان کیا ہے جو کچھ انکے گمان اور اندازے کے مطابق تھا۔ پس اللہ تعالے نے مجھے خفیہ حکم دیا کہ میں عقائد اور اصول پر ایک ایسی جامع کتاب لکھوں جس میں میں صحیح صحیح مسائل بیان کروں اور میں اس کا نام ہدیۃ المہدی رکھتا ہوں۔"

نواب صدیق حسن

مشہور غیر مقلد مصنف نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں

وے شارب خمر و زانی و فاسق و مستحل محارم بود (بغیۃ الرائد صہ۹۸) ترجمہ:۔ یزید شراب پینے والا، زنا کار، فاسق اور محرمات کو حلال جاننے والا تھا۔"

نیز لکھتے ہیں: وے مبغوض ترین مردم است نزد اکثر مردم و کارہائے کہ آں

بے سعادت دریں امت کردہ از دست ہیچ کس ہرگز نیاید (بغیۃ الرائد صـ۹۸) یعنی یزید عوام الناس کے نزدیک مبغوض ترین انسان ہے جو کارہائے بد اس بدبخت نے اس امت میں کئے ہیں ایسے بُرے کام اور کسی کے ہاتھ سے سرزد نہیں ہوسکے۔"

جنات کا نظریہ تقریباً سب ہی مورخین نے لکھا ہے کہ شہادت امام عالی مقام کے بعد یہ اشعار سنے گئے۔

ایھا القاتلون ظلماحسینا — ابشروا بالعذاب والتنکیل
کل اھل السماء یدعو علیکم — من نبی و ملك و قبیل
لقد لعنتم علی لسان داؤد — وموسی وحامل الانجیل

تاریخ کامل جـ۴ صـ۹۰ (البدایہ والنہایہ جـ۸ صـ۱۹۸) صواعق محرقہ صـ۱۹۳۔

ترجمہ :۔ اے امام حسین کو ظلم کے ساتھ شہید کرنے والو، آخرت کے عذاب اور دنیا کی ذلت کی خوش خبری حاصل کرو۔ تمام آسمان والے نبی ہوں یا فرشتے وہ تمام کے تمام تم پر بدعا کر رہے ہیں، البتہ تم پر ضرور لعنت کی گئی ہے حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اور صاحب انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے۔"

ابن عراوہ یزید کے ایک ہم عصر شاعر ابن عراوہ نے اس کے متعلق چند شعر کہے ہیں۔ آپ بھی پڑھیں۔

ابنی امیۃ ان آخر ملککم — جسد بحوارین ثم مقیم
طرقت مغنیۃ وعندہ سادۃ — کوب وزق راعف مرثوم
ومرقۃ تبکی علی نشوانہ — بالصبح تقعد تارۃ وتقوم

(تاریخ طبری جـ۶ صـ۲۳۱، تاریخ کامل جـ۴ صـ۱۶) ترجمہ :۔ اے بنی امیہ تمہارا آخری حکمران حوارین کے مقام پر پڑا ہے۔ رات کے وقت اس کی موت آگئی جبکہ اسکے

تکیے کے پاس شراب کے پیالے پڑے ہیں اور مشک سرخ رنگ کی شراب سے بھری پڑی ہے اور خوبصورت لونڈی اس پر چیخ چیخ کر رو رہی تھی وہ صدمہ سے کبھی کھڑی ہو جاتی اور کبھی بیٹھ جاتی تھی۔

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے یزید کے مرنے کے بعد جب اس کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے خطبے میں کہا۔ انہ لما ولی صعد المنبر فقال ان ھذہ الخلافۃ حبل اللہ ..... ثم قلد ابی (یزید) الامر وکان غیر اھل لہ ونازع ابن بنت رسول اللہ فقصف عمرہ وانبتر عقبہ وصار فی قبرہ رھینا بذنوبہ (صواعق محرقہ صـ۲۲۴، تاریخ اسلام از سید امیر علی صـ۱۱۶) وکان غیر خلیق للخیر فرکب ھواہ واستحسن خطأہ وعظم رجاءہ فاخلفہ الامل وقصر عنہ الاجل وصار فی حفرتہ رھینا بذنوبہ۔

(البدایہ والنہایہ جـ۸ صـ۲۳۷، تاریخ یعقوبی جـ۲ صـ۲۵۴ فتاویٰ عبدالحئی صـ۸۰)

ترجمہ :۔ جب یزید کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا تو منبر پر چڑھا اور کہا تحقیق یہ خلافت اللہ کی رسی ہے ..... پھر میرا باپ (یزید) خلیفہ ہوا اور حقیقتاً وہ خلافت کا اہل نہیں تھا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کے ساتھ تنازعہ کیا۔ پس اسکی عمر کم ہو گئی اور اس کے پس ماندگان بکھر گئے۔ اور وہ اچھی عادتوں والا نہ تھا خواہشات کا غلام تھا، اپنی برائیوں پر خوش ہوتا تھا، اپنی امیدیں بہت بڑھا رکھی تھیں۔ بالآخر اس کی تمام امیدیں منقطع ہو گئیں اور اس کو موت نے آدبوچا اور اب وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کی وجہ سے گرفتار ہے۔" اسی حق پسندی کی وجہ سے آپ کو زہر دے دیا گیا تھا (تاریخ طبری جـ۷ صـ۳۴، تاریخ کامل جـ۴ صـ۵۱)

مروان کی لعنت حضرت سعید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں!

كنت جالسا مع ابی هريرة فی مسجد النبی صلی الله علیه وسلم بالمدينة ومعنا مروان. قال ابو هريرة سمعت الصادق المصدوق يقول هلكة امتی علی يدی غلمة من قريش فقال مروان لعنة الله عليهم غلمة. الخ

(بخاری شریف ج۲ ص۱۰۴۶)

میں مدینہ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور مروان بن حکم بھی ہمارے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا میں نے صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت قریش کے نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی (شائید آپ مروان کو ہی سنا رہے ہوں گے) مروان نے کہا اللہ کی لعنت ہو ان لڑکوں پر"

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

جب یزید نے سانحہ کربلا کے بعد مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ پر حملہ کا ارادہ کیا تو .... اذ بعث الی عبيد الله بن زياد يأمره بالمسير الی المدينة ومحاصرة ابن الزبير بمكة فقال والله لا جمعتهما للفاسق قتل ابن رسول الله وغزو الكعبة۔

(تاریخ کامل ج۲ ص۱۱۲ طبع بیروت۔ البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۱۹۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۴۰۔ تاریخ اسلام از ڈاکٹر حمید الدین ص۲۳۹)

ترجمہ:۔ اور یزید نے ابن زیاد کی طرف حکم بھیجا کہ وہ مدینہ پر حملہ کرے اور پھر مکہ شریف میں جا کر عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کرے۔ ابن زیاد نے کہا، خدا کی قسم میں ایک فاسق (یزید) کے لیے دو برائیاں نہیں کر سکتا یعنی (پہلے تو اسکے حکم سے میں نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے کو قتل کیا (اور اب اسکے حکم سے) کعبہ پر حملہ کروں" (چنانچہ اس نے معذرت کر لی)

ان الفاظ میں جہاں ابن زیاد، یزید کے فسق و فجور کا بانگ دہل اعلان کر رہا ہے وہاں یہ بھی صاف صاف بتا رہا ہے کہ المیہ کربلا میں جو کچھ ہوا وہ یزید کے حکم سے ہی ہوا تھا۔

اگلے باب میں انشاء اللہ اس مسئلہ کو مدلل طور پر بیان کیا جائے گا۔

ابن سعد

جب بن سعد کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کو کہا گیا اور حکم ماننے کی صورت میں رے کی ریاست بطور جاگیر دینے کا وعدہ کیا گیا اور حکم عدولی کی صورت میں رے کی گورنری سے بھی معزولی کی دھمکی دی گئی تو اس پر ابن سعد نے یہ اشعار کہے۔

ترك ملك الرے والرے رغبة

ام ارجع مذموما بقتل حسين

وفی قتله النار التی ليس دونها

حجاب وملك الرے قرة عين

(تاریخ ابن خلدون اردو ج۲ ص۹۶)

ترجمہ:۔ کیا میں رے کی حکومت چھوڑ دوں حالانکہ وہ میری آرزو ہے یا میں امام حسین کے قتل کی وجہ سے مذمت کیا گیا لوٹوں۔ امام حسین کے قتل میں ایسی آگ ہے جس کے آگے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور رے کی حکومت میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

حضرت حر شہید

شہید اہل بیت حضرت حر بن یزید ریاحی رحمہ اللہ کے برادر اصغر حضرت مصعب بن یزید ریاحی نے جب میدانِ کربلا میں آپ سے آپ کی کپکپاہٹ، پریشانی اور چہرہ کی زردی کا سبب پوچھا تو آپ نے جواب دیا!

" اے برادر یہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سے جنگ ہے۔ اپنی

عاقبت سے لڑائی ہے، میں بہشت و دوزخ کے درمیان کھڑا ہوں۔ دنیا پوری قوت کے ساتھ مجھے جہنم کی طرف کھینچ رہی ہے اور میرا دل اس کی ہیبت سے کانپ رہا ہے۔ (سوانح کربلا صفحہ ۹۰)

اس کے بعد آپ کی قسمت نے یاری کی اور آپ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جاکر شہزادہ کونین کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ آپ کے بعد آپ کے بھائی حضرت مصعب بھی یزیدیوں کا ساتھ چھوڑ کر آئے اور خدام اہل بیت میں شامل ہو گئے۔"

سینوں میں آگ لگ گئی اعدائے دین کے
غیظ و غضب کے شعلوں سے دل ہو گئے کباب

رومی قاصد کا اظہار خیال

قیصر روم کا قاصد کسی شاہی کام سے یزید کے پاس گیا وہاں اس نے یزید کے خزانہ میں ایک سر پڑا ہوا دیکھا تو اس نے پوچھا۔ اسے یزید یہ سر کس کا ہے؟ یزید نے کہا یہ سر حسین بن علی کا ہے۔ قاصد نے پوچھا کون حسین بن علی؟ یزید نے کہا فاطمہ کا بیٹا حسین۔ قاصد نے پوچھا کون فاطمہ یزید نے کہا فاطمہ محمد کی بیٹی۔ قاصد نے تعجب سے پوچھا تمہارا نبی محمد؟ یزید نے کہا ہاں وہی محمد۔ پھر قاصد نے پوچھا اس کا باپ کون ہے؟ یزید نے کہا علی ابن ابی طالب۔ قاصد نے پوچھا کون علی؟ یزید نے کہا محمد کا چچا زاد بھائی۔

فقال تبأ لکم ولدینکم ما انتم وحق المسیح علی شیئ ان عندنا فی بعض الجزائر دیر فیہ حافر حمار رکبہ عیسی السید المسیح ونحن نحج الیہ فی کل عام من الاقطار وننذر لہ النذور و نعظمہ کما تعظمون کعبتکم فاشھد انکم علی باطل ثم قام ولم یعد الیہ۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۹، تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۶۳، اسعاف الراغبین برحاشیہ نورالابصار صفحہ ۲۰۶)

قاصد نے کہا بربادی ہے تمہارے لیے اور تمہارے ایسے دین کے لیے، تم کیسے مسلمان ہو آؤ تمہیں حضرت عیسٰی کا مقام بتاؤں، بعض جزیروں میں کچھ ایسی جگہ ہے جہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی سواری کے پاؤں کے نشان ہیں اور ہم ہر سال اس جگہ کی زیارت کو جاتے ہیں اور ہم وہاں پر منتیں مانتے ہیں اور ہم اس جگہ کی ایسے ہی تعظیم کرتے ہیں جس طرح تم مسلمان اپنے کعبے کی کرتے ہو اے یزید گواہ رہ یقیناً تم سب (یزیدی گروہ) جھوٹے ہو (اپنے دعوائے ایمان میں) پھر وہ اٹھا اور چلا گیا اور پھر وہ کبھی بھی یزید کے پاس نہ آیا۔"

تھا خود بھی ان کو اپنی جفاؤں کا اعتراف

یزید کا اقبال جرم

ومما یدل علی کفرہ وزندقتہ فضلا عن سبہ ولعنہ اشعارہ التی افصح بہا الالحاد وابان عن خبث الضمائر وسوء الاعتقاد۔ (تذکرہ خواص الامہ صفحہ ۲۶۰) یعنی اور اس کے کفر اور بے دینی پر دلالت کرنے والی باقی چیزیں جس سے اس کو برا کہا جاتا ہے اور اس پر لعنت کی جاتی ہے کے علاوہ اس کے وہ اشعار بھی ہیں جس میں اس نے اپنا بے دین ہونا اور اپنی اندرونی خباثت اور اپنی بداعتقادی ظاہر کی ہے۔

لیت اشیاخی ببدر شھدوا
جزع الخزرج فی وقع الاسل

تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۶۱، صواعق محرقہ صفحہ ۲۲۰، البدایہ والنہایہ ۸ صفحہ ۲۲۴، ینابیع المودۃ صفحہ ۳۲۵، نزل الابرار صفحہ ۹۷، اخبار الطوال صفحہ ۲۶۸۔

ترجمہ! کاش میرے بدر والے وہ بزرگ آج موجود ہوتے جنہوں نے نیزوں

کے پڑنے میں خزرج کا جزع دیکھا تھا۔

۲۔ فاهلوا واستهلوا فرحا — ثم قالوا لی هنیئاً لا تشل

(البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۹۲)

پس وہ ضرور خوشی سے میرے پاس آتے اور باآواز بلند مجھے کہتے اے یزید تیرے ہاتھ سلامت رہیں (تونے ہمارا بدلہ لے لیا ہے)

۳۔ حین حلت بفنائهم برکها — واستحر القتل فی عبد الاسل

(البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۹۲)

ترجمہ:۔ جب موت ان کے گھروں میں اُتری اور وہاں ٹھکانہ بنالیا۔ اور مدینہ والوں میں قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔

۴۔ قد قتلنا القرن من ساداتهم — وعدلناميل بدر فاعتدل

تذکرہ خواص الامہ ص۲۶۱، صواعق محرقہ ص۲۲۰، البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۹۲، اخبار الطوال ص۲۶۵ ینابیع المودہ ص۳۲۵، نزل الابرار ص۹۵، تفسیر مظہری ج۶ ص۵۵۴، تیسر الباری شرح بخاری ج۱۱ ص۹۶، انساب الاشراف بلاذری ج۴ ص۳۸۔

ترجمہ:۔ ہم نے ان کے سرداروں کی ایک نسل کو ختم کر دیا ہے۔ اور ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ اب حساب برابر ہو گیا ہے۔

۵۔ لما بدت تلك الحمول واشرفت

تلك الرؤس علی شفا جیرون

ترجمہ:۔ جب وہ سواریاں جیرون کے کنارے پر ظاہر ہوئیں اور یہ سر نظر آئے۔

۶۔ نعب الغراب فقلت نح اولا تنح

فقد اقتضیت من الرسول دیون

(تفسیر روح المعانی ج۲۶ ص۷۳، تذکرۃ الخواص ص۲۶۱)

ترجمہ:۔ کوا چیخا۔ پس میں نے کہا تو ان پر نوحہ کر یا نہ کر میں نے رسول سے اپنا قرضہ وصول کر لیا ہے۔

۷۔ لعبت هاشم بالملك فلا — خبر جاء ولا وحی نزل

ترجمہ:۔ بنی ہاشم نے حکومت حاصل کرنے کے لیے (نبوت کا) ایک کھیل کھیلا تھا ورنہ درحقیقت نہ کوئی ان کے پاس خبر آئی ہے اور نہ ہی کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔

۸۔ لست من خندف ان لم انتقم

من بنی احمد ما کان فعل

(تفسیر مظہری ج۵ ص۲۷۱ اردو ج۶ ص۳۰۷، تذکرہ خواص الامہ ص۲۶۱)

ترجمہ:۔ میں خندف (یا جندب) میں سے نہیں ہوں۔ اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کیئے کا بدلہ نہ لوں۔

۹۔ اسقنی شربة تروی فؤادی

ثم مل فاسق مثلها ابن زیاد

ترجمہ:۔ مجھے وہ شربت پلا جو میرے دل کو سیراب کر دے۔ پھر اسی طرح جام بھر کر ابن زیاد کو بھی دے۔

۱۰۔ صاحب السر والامانة عندی — ولتسدید مغنمی وجهادی

ترجمہ:۔ یہ میرا راز دان ہے اور میرا صاحبِ امانت ہے۔ اور میری غنیمت اور جہاد کو درست کرنے والا ہے۔

۱۱۔ قاتل الخارجی اعنی حسینا — ومبید الاعداء والحساد

(تذکرۃ الخواص ص۲۹۰)

ترجمہ:۔ یہ خارجی حسین کو قتل کرنے والا ہے۔ اور میرے دشمنوں اور حاسدوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے۔

۱۲ یفلقن هاماً من رجال اعزة

علینا وهم کانوا اعق واظلما

(البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۹۱ ، تاریخ طبری ج۶ ص۲۲۰ ، تاریخ کامل ج۴ ص۳۵ ، نورالابصار ص۱۴۵ ، صواعق محرقہ ص۹۷ ، تنویرالازہار ج۱ ص۵۳)

ترجمہ:۔ تلوار نے ایسے لوگوں کی کھوپڑی کو پھاڑ دیا جو ہم سے زیادہ معزز تھے۔ لیکن ہماری تلواروں نے انہیں اس لیے پھاڑا کہ وہ بہت زیادہ سرکش اور ظالم تھے۔

۱۳ ما قال ربك ویل للذی شربوا

بل قال ربك ویل للمصلین

(تاریخ ابن اثیر ج۴ ص۶۳)

ترجمہ:۔ تیرے رب نے یہ تو کہیں نہیں کہا کہ شراب پینے والوں کی بربادی ہو البتہ یہ کہا ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی بربادی ہو۔

۱۴ مدام کنز فی اناء کفضة

وساق کبد مع مدام کالنجم

ترجمہ:۔ انگور شراب کا ایک مستقل خزانہ ہے جو چاندی جیسے برتن میں ہے اور انگور کی شاخ پر ستاروں کی طرح انگور چمک رہے ہیں۔

۱۵ وشمسه کرم بوجها تعرها   ومشرقها الساقی ومغربها فمی

ترجمہ:۔ اس کا سورج انگور کا خوشہ ہے اور اس کا برج اس کی گہرائی ہے (شراب کا برتن) اور اس کے مشرق کی طرف شراب پلانے والا ہے اور مغرب کی طرف میرا منہ ہے۔

۱۶ فان حرمت یوماً علی دین احمد

فخذها علی دین المسیح ابن مریم

(تفسیر مظہری ج۵ ص۲۷۱ ، اردو ج۶ ص۳۰۷)

ترجمہ:۔ اگر آج شراب دین احمد میں حرام ہے تو تو اسے دینِ مسیح ابن مریم کے مطابق (عیسائی بن کر) پی لیا کر۔

۱۷ اقول لصحب ضمت الکأس شملهم

وداعی صبابات الهدی یترنم

ترجمہ:۔ میں اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں تمہاری پریشانیوں کا علاج شراب کے پیالے میں ہے۔ اور جو نغمے گا رہا ہے وہ تمہیں صحیح راستے کی طرف بلا رہا ہے۔

۱۸ خذوا بنصیب من نعیم ولذة

فکل وان طال المدی یتصرم

(حیاۃ الحیوان ج۲ ص۱۷۵)

ترجمہ:۔ نعمتوں اور لذتوں سے اپنا حصہ حاصل کرو۔ کیونکہ کسی کو جتنی لمبی مدت بھی مل جائے آخر وہ ضرور ختم ہو جائے گی۔

۱۹ علیه هاتی واعلنی وترنمنی

بذلك انی لا احب التناجیا

اے عُلَیہ آ اور مجھے شراب پلا اور گانا گا۔ تجھے یہ کام ضرور کرنا ہے اور میں سرگوشی پسند نہیں کرتا۔

۲۰ اذا ما نظرنا فی امور قدیمة

وجدنا حلالاً شربها متوالیا

ترجمہ:۔ جب ہم پرانے امور میں نظر ڈالتے ہیں تو ہم اس کا متواتر پینا حلال پاتے ہیں۔

۲۱ حدیث ابی سفیان قدماً سمی بها

الی احد حتی اقام البواکیا

ترجمہ:۔ ابوسفیان کی پرانی کہانی جو احد میں اس کے نام لگی یہاں تک کہ اس نے رونے والیوں کو کھڑا کیا (ان کافروں پر رونے کیلئے جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے)

۲۲۔ الاھات فاسقینی علی ذالك قهوة
تخیر العنسی کرما شاما

ترجمہ:۔ خبردار آ اور مجھے اس پر قہوہ پلا۔ جسے عنسی نے شامی انگوروں سے تیار کیا ہے۔

۲۳۔ ولابد من ان ازور محمدا
بمشمولة صفراء تروی عظامیا

ترجمہ:۔ اور یہ ضرور ہے کہ میں محمد سے ملوں گا۔ زرد رنگ کی شراب کے ساتھ جو ہڈیوں کو سیراب کر دیتی ہے۔

۲۴۔ وان مت یا ام الاحمیر فانکحی
ولا تأملی بعد الفراق تلاقیا

ترجمہ:۔ اے ام احمیر اگر میں مر جاؤں تو تم نکاح کر لینا۔ اور جدائی کے بعد ملاقات کی امید نہ رکھنا۔

۲۵۔ فان الذی حدثت عن یوم بعثنا
احادیث طسم تجعل القلب ساهیا

ترجمہ:۔ کیونکہ اٹھانے والے دن کی جو باتیں کی جاتی ہیں (قیامت کا دن) وہ سب غلط کہانیاں ہیں جو دل کو مایوس کر دینے والی ہیں۔

۲۶۔ معشر الندمان قوموا — واسمعوا صوت الاغانی

ترجمہ:۔ اے میرے ساتھیوں کے گروہ کھڑے ہو اور گانے کی آواز سنو۔

۲۷۔ واشربوا کأس مدام — واترکوا ذکر المغانی

ترجمہ:۔ ہمیشہ کا چلنے والا شراب پیو اور مغانی کے ذکر کو چھوڑ دو۔

۲۸۔ وتعوضت عن الحوار — خمودا فی الدنانی

ترجمہ:۔ اور میں نے (جنت کی) حوروں کے بدلہ میں مٹکوں کا شراب اپنا لیا ہے۔

۲۹۔ اشغلتنی نغمة العیدان — عن صوت الاذانی

ترجمہ:۔ مجھے سارنگی کے نغمے نے اذان کی آواز سے غافل کر دیا ہے۔

(تذکرہ خواص الامہ صد ۲۹۱)

رقص گاہوں میں اس انداز سے چھلکی پائل
اس کی آواز میں آوازِ اذاں ڈوب گئی

ھذا ھو المروق من الدین وقول لا یرجع الی اللہ ولا الی دینه ولا الی کتابه ولا الی رسوله ولا یؤمن باللہ ولا بما جاء من عند اللہ۔ (تاریخ طبری ج ۱۱ ص ۳۵۸)

یہ دین سے نکلنا ہے اور ایسی بات ہے جو اللہ تعالےٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن مجید اور اللہ کے دین کے مطابق نہیں ہے (ایسے اشعار کہنے والا شخص) نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آئی ہوئی وحی پر

قارئین کرام! اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف چند یزیدی اشعار اور ان کا عام فہم ترجمہ نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں اور اشعار کی تشریح کی طرف نہیں جاتا ورنہ پھر مضمون بہت لمبا ہو جائے گا۔

ویسے بھی ہر صاحب عقل و دانش قاری ان صاف اور صریح اشعار کو سمجھنے میں غالباً کوئی دقت محسوس نہیں کرے گا۔

اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو حق سمجھنے، اس کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یزید دوست حضرات کو یزید کے اپنے بیان کردہ نظریات وعقائد پہ غور کرنے اور غلط عقیدہ سے تائب ہوکر محبانِ اہلِ بیت کی صف میں دست بستہ شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللھم یا ربنا آمین بجاہ سید المرسلین۔

پانچواں باب:

کیا یزید واقعہ کربلا کا ذمّہ دار ہے

اسی طرح جس سے ظلم سیاہ فام ہو گیا
لفظ یزید داخل دشنام ہو گیا

قانونِ خداوندی ارشاد خداوندی ہے لیحملوا اوزارھم کاملۃ یوم القیامۃ ومن اوزار الذین یضلونھم بغیر علمٍ ط الاساء ما یزرون پ ۱۴ ع ۹ س نحل ع ۲۵ : ترجمہ: "تاکہ اٹھائیں اپنا قیامت کے دن کا پورا بوجھ اور ان لوگوں کے بوجھ میں سے بھی اُٹھائیں جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں بے تحقیق۔ خبردار ہو جاؤ۔ بُرا بوجھ ہے جو وہ اٹھاتے ہیں۔"

یعنی دنیا میں اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو غلط راستے پر لگائے گا اور اس کے کہنے پر کوئی شخص برائی کرے گا تو جب کل قیامت کو اُس برائی کرنے والے شخص کو اپنی برائی کی سزا ملے گی تو ساتھ ہی اس عذاب میں اس شخص کو بھی شامل کیا جائے گا جس نے اسے اس برائی کا حکم دیا تھا۔ ثابت ہوا کہ قانونِ خداوندی یہ ہے کہ جہاں کسی مجرم کو جرم کی سزا دی جاتی ہے وہاں اس برائی کا حکم دینے والے کو بھی اس سزا میں سے پورا حصّہ ملتا ہے۔ یا یوں کہہ لو کہ برائی کا حکم دینے والا بھی برائی کرنے والے کی طرح ہی ہوتا ہے۔ چونکہ معتبر دلائل وبراہین سے ثابت ہے کہ واقعہ کربلا یزید بے دید کے حکم پر رونما ہوا تھا لہذا

اس قانونِ خداوندی کے مطابق یزید اپنے گھر میں بیٹھا ہوا بھی قتل حسین کے گناہ میں ابن زیاد، شمر، خولی وغیرہم کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔

ایک اور مقام پر خداوند لایزال فیصلہ دیتے ہیں۔ ومن یتبع خطوات الشیطان فانه یأمر بالفحشاء والمنکر پ۱۸ نور ۲۱ ترجمہ :۔ اور جو پیروی کرتا ہے شیطان کے طریقہ کی پس وہ شیطان اُسے حکم کرے گا بے حیائی اور برائی کا۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالے برائی کا حکم دینے والوں کا انجام بیان فرماتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ یأمرون بالمنکر وینہون عن المعروف ویقبضون ایدیھم نسوا اللہ فنسیھم ان المنافقین ھم الفاسقون ○ وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جہنم خالدین فیھا ھی حسبھم ولعنھم اللہ ولھم عذاب مقیم ○ پ۱۰ توبہ ۶۷-۶۸ ترجمہ :۔ منافق لوگ حکم کرتے ہیں برائی کا اور منع کرتے ہیں نیکی سے اور بند کرتے ہیں اپنے ہاتھوں کو۔ بھول گئے وہ خدا کو پس خدا نے بھی ان پر رحمت کرنا چھوڑ دی۔ بے شک منافق وہی ہیں فاسق۔ اللہ تعالے نے منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں سے دوزخ کی آگ کا وعدہ کیا ہے۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں وہ ان کو کافی ہوگی۔ اور لعنت کی ہے ان پر اللہ نے اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔" تو جب یزید عنید نے شیطان کی اتباع کرتے ہوئے قتل حسین جیسے کبیرہ گناہ کا حکم دیا تو وہ ضرور بالضرور اس قانونِ خداوندی کے مطابق خدا کی رحمت سے محروم، فاسق و فاجر، مستحق عذاب نار اور ملعون و مقہور ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔ ومن یشفع شفاعة سیئة یکن له کفل منھا (پ۵ نساء آیت ۸۵) ترجمہ :۔ اور جو کوئی سفارش کرے سفارش بری تو ہوگا واسطے اس کے اس میں سے حصہ" یعنی جو شخص کسی بھی طریقہ سے کسی بھی برائی میں ممد و معاون ہوگا وہ اس برائی کے گناہ میں برابر کا شریک ہوگا۔

بلکہ قیامت کے دن وہ لوگ اپنے برے پیشواؤں پر بارگاہ خداوندی میں گواہی دیں گے جن کی وجہ سے یہ برائی کے مرتکب ہوئے تھے چنانچہ قرآن کریم بیان فرماتا ہے قالت اخراھم لاولھم ربنا ھؤلاء اضلونا فاتھم عذابا ضعفا من النار۔ پ۸ اعراف ۳۸ :۔ ترجمہ۔ کہیں گے پچھلے ان کے واسطے اپنے پہلوں کے اے ہمارے رب یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا پس ان کو آگ کا دوگنا عذاب دے۔" ایک اور مقام پر ہے۔ وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا ○ ربنا آتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا ○ پ۲۲ احزاب ۶۷-۶۸۔ ترجمہ :۔ اور کہیں گے اے رب ہمارے بے شک ہم نے حکم مانا تھا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا۔ پس انہوں نے ہمیں راہ سے گمراہ کر دیا اے ہمارے رب ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت کر۔"

ایک اور مقام پر بیان ہوتا ہے قالوا ربنا من قدم لنا ھذا فزدہ عذابا ضعفا فی النار۔ (پ۲۳ ص ۶۱)۔ ترجمہ :۔ کہیں گے وہ اے ہمارے رب جس نے پہل کی اس میں واسطے ہمارے پس زیادہ دے اس کو عذاب دوگنا آگ میں۔"

ان آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ روز محشر ابن زیاد، ابن سعد، شمر، خولی اور حرملہ وغیرہم بھی یزید کے خلاف گواہی دے رہے ہوں گے اور اس کے عذاب میں زیادتی کے خواہش مند ہوں۔ ارشاد خداوندی ہوگا۔ لکل ضعف پ۸ ع۱۱ اعراف ۳۸ یعنی تم سب کے لیے ہی دوگنا عذاب ہے۔" یعنی برائی کرنے اور برائی کا حکم دینے والے دونوں کے لئے ہی (دوگنا) ایک جیسا عذاب ہوگا۔

فیصلۂ مصطفوی

رسولِ کریم علیہ التحیة والتسلیم بیان فرماتے ہیں!

اذا عملت الخطیئة فی الارض کان من شھدھا فکرھھا وقال

مرة انکرها کان کمن غاب عنها ومن غاب عنها فرضیها کان کمن شهدها ۔ (ابوداؤد شریف صفحہ ۶۱۲) ترجمہ :- جب زمین پر کوئی برائی کی جاتی ہے تو وہاں موجود ہونے والا ایسا شخص جو اس برائی کو برا سمجھے وہ ایسا ہے گویا وہ وہاں موجود ہی نہیں تھا۔ اور جو وہاں برائی کے وقت موجود نہ ہو لیکن وہ اس برائی پر راضی ہوا تو ایسا ہے گویا وہ اس برائی میں موجود تھا۔ یعنی دور بیٹھ کر کسی برائی پر خوش ہونے والا شخص بھی اس برائی میں شامل متصور ہوگا۔

علامہ خازن کی تحقیق

اسی فیصلہ مصطفوی کے مطابق مفسر قرآن علامہ علاؤالدین محمد الخازن رقمطراز ہیں۔ تقتلون انبیاء اللہ من قبل ..... انما اضاف القتل للمخاطبین من الیهود وان کان سلفهم قتلوه فهم رضوا الفعلهم قیل اذا عملت المعصیة فی الارض فمن کرهها وانکرها بریئی منها ومن رضیها کان من اهلها (تفسیر خازن ج ۱ ص ۶۲)

ترجمہ :- اس آیت میں قتل کی اضافت حضور کے زمانہ کے یہودیوں کی طرف کی گئی ہے حالانکہ انبیاء کرام کو قتل تو ان کے پہلوں نے کیا تھا البتہ یہ ان کے اس کام پر راضی تھے یہ (ایک قانون) بیان کیا گیا ہے (اوپر حدیث شریف کے حوالہ سے گزر چکا) کہ کوئی آدمی جب روئے زمین پر کہیں بھی کوئی برائی کرتا ہے تو جو آدمی اس کی اس برائی کو ناپسند کرتا ہے وہ اس برائی سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اور جو آدمی اسکی اس برائی پر راضی ہوتا ہے وہ بھی برائی کرنے والا ہی شمار کیا جاتا ہے۔"

جب یہ بات قرآن کریم، حدیث مبارک اور تفسیر القرآن سے اچھی طرح واضح ہو چکی ہے کہ جو آدمی کسی دوسرے آدمی کو کسی برے کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور وہ برائی سرزد ہو جانے کے بعد اس برائی پر راضی ہوتا ہے اور خوشی کا اظہار کرتا ہے تو وہ ارتکابِ جرم کرتے وقت وہاں موجود نہ ہونے کے باوجود بھی اس برائی میں شامل

سمجھا جائے گا اور اس برائی کی ہر جزا و سزا کا سزاوار ہوگا۔ تو پھر یزید پلید جس نے قتل امام کا حکم دیا، آپ کی شہادت پر فخریہ طنزیہ اشعار کہے، خوشی کا اظہار کیا، قاتل کی قدر و منزلت بڑھائی، یوم فتح منایا، مبارکبادیں وصول کیں۔ اس کو واقعہ کربلا کا ذمہ دار کیوں نہ سمجھا جائیگا حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوا وہ یزید بے دید کی مرضی کے مطابق ہوا۔ اب ذرا اس بات کی وضاحت کے لیے چند اکابر اسلاف کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں تاکہ سلیم الفطرت ذہن مکمل طور پر مطمئن ہو جائے۔

حبر الامت کا نظریہ

عمزاد مصطفےٰ مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کو ایک خط لکھا جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔ وکتابك الی ابن مرجانه تأمره بقتل الحسین وانی لارجوا من اللہ ان یأخذك عاجلا حیث قتلت عترة نبیه محمد صلی اللہ علیه وسلم ورضیت بذلك۔ (تذکرہ خواص الامہ صفحہ ۲۷۶) ترجمہ :- اے یزید تو نے ابن زیاد کو جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم لکھ کر بھیجا تھا اور مجھے اُمید ہے کہ اہل بیت اطہار کے قتل اور ان پر راضی ہونے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ ضرور بالضرور تجھ پر جلد گرفت فرمائے گا۔" یہاں آپ بالکل صاف صاف یہ بیان فرما رہے ہیں کہ جناب امام عالی مقام کے قتل کا حکم یزید پلید نے ہی دیا تھا۔

ناپاک اور نجس تھی طبیعت یزید کی
گستاخ و بے ادب تھی جبلت یزید کی

حضرت عبداللہ بن زبیر کا نظریہ

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے جناب ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے شہادت امام حسین کی خبر سنی تو آپ نے ایک طویل خطبہ دیا اس کا ایک فقرہ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا! فرحم اللہ حسینا واخزی قاتله ولعن من امر بذالك ورضی به۔

(تذکرۃ الخواص صہ ۲۶۸) ترجمہ :۔ اللہ تعالےٰ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل فرمائے اور ان کے قاتلوں کو اللہ تعالےٰ ذلیل و خوار کرے اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے آپ کے قتل کا حکم دیا اور آپ کے قتل پر راضی ہوا۔"

یہاں من امر بہ سے مراد یزید ہے جیساکہ خطبہ کے اگلے فقرات سے ظاہر ہے، آپ یزید علید پر لعنت کرتے ہوئے صاف صاف بیان فرما رہے ہیں کہ جناب امام عالی مقام کو یزید بے دید کے حکم سے شہید کیا گیا تھا۔ اور آپ کی شہادت پر وہ خوش بھی ہوا تھا۔

حد سے گزر چکی تھی شرارت یزید کی
مشہور ہو چکی تھی خباثت یزید کی

سیدہ زینب کا فرمان

بنت شیر خدا ہمشیر سید الشہداء لخت جگر سیدہ زہرہ جنابہ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے دربار یزید میں ارشاد فرمایا۔

اے یزید ، ہم عنقریب اپنے نانا محمد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان مصائب کو بیان کریں گے جو تیرے بے درد ہاتھوں سے ہمیں پہنچے ہیں۔" (حکایات و عارفات صہ ۱۴۲)

حضرت امام احمد بن حنبل کا نظریہ

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ یزید پر لعنت کا جواز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "یزید سے زیادہ کون قطع ارحام کا مرتکب ہوگا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ و قرابت کی بھی رعایت نہیں کی۔" (تفسیر معارف القرآن از مفتی شفیع صاحب دیوبندی ۸ صہ ۴۳)

یہاں جناب امام احمد کا اشارہ واقعہ کربلا کی طرف ہے اور آپ صاف صاف واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید بے دید کو ٹھہرا رہے ہیں۔

ابن غسیل ملائکہ کا نظریہ

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما یزید کی بیعت توڑنے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کے جواز کے طور پر اس کی برائیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ویقتل اولاد آل یاسین ولـه

یبارک اللہ فی عمرہ ۔ (صواعق محرقہ صہ ۲۲۱) ترجمہ :۔ اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کو شہید کیا۔ اللہ تعالےٰ اس کی عمر خراب میں برکت نہ دے۔"

بدکار اور فاسق و آثم یزید تھا
بدخلق اور جابر و ظالم یزید تھا

حضرت ابو بردہ اسلمی

صحابی رسول حضرت ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے جب یزید کو امام عالی مقام کے سراقدس کی توہین کرتے دیکھا تو آپ برداشت نہ کر سکے اور یزید کو لعنت ملامت کرنے کے بعد فرمایا۔ یا یزید ان یجیئ عبیداللہ بن زیاد شفیعک یوم القیامۃ و یجیئ ھذا ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم شفیعہ ثم قام من المجلس. (شہید کربلا صہ ۹۰) اے یزید کل قیامت کو جب (باقی حاشیہ پر)

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے

جب یزید کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا تو اس نے عوام الناس کے سامنے ایک خطبہ دیا جس کا ایک فقرہ ہدیۂ قارئین کرتا ہوں تاکہ گھر کے مخبر کی سچی خبر پڑھیں اور قتل حسین کی ذمہ داری کے متعلق فیصلہ کریں۔

ثم قلد ابی ..... و نازع ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصار فی قبرہ رھینا بذنوبہ ۔ (صواعق محرقہ صہ ۲۲۴) ترجمہ :۔ پھر میرے باپ (یزید) نے حکومت کا پھندا گلے میں ڈالا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سے جھگڑا اور اب اپنے گناہوں کی وجہ سے قبر میں گرفتار ہے۔"

ہم مشرب کی گواہی

میدانِ کربلا میں جب امام عالی مقام نے ابن سعد کے ذریعہ سے ابن زیاد کے سامنے اپنی کچھ شرطیں پیش کیں تو ابن زیاد نے جواباً لکھ کر بھیجا۔ اما بعد ۔ یاحسین فان یزید بن معاویۃ کتب الی ان لاتغمض جفنک من المنام ولاتشبع بطنک من الطعام اما ان

تو آئے گا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے تو ان کے شفیع محمد مصطفےٰ

یرجع الحسین الی حکمی او تقتله ۔ والسلام ۔

(نورالابصار ص۱۴۲ طبع مصری، تنویر الازہار ج۱ ص۴۶) ترجمہ :۔ اے حسین حقیقت یہ ہے کہ یزید نے میری طرف حکمنامہ لکھ کر بھیجا ہے کہ اس وقت تک تجھے سونے اور کھانے کی اجازت نہیں جب تک کہ تو حسین کو میری بیعت پر مجبور نہ کر دے یا پھر اسے قتل نہ کردے ۔"

چنانچہ جب ابن زیاد نے یزید کے حکم کے مطابق امام پاک کو بیعت پر مجبور کیا اور بیعت سے انکار کی صورت میں یزید کا حکم نامہ پڑھ کر سنایا تو اس کے جواب میں جناب حسین نے اپنا پورا گلستان نذرِ خدا کر دیا لیکن فاسق وفاجر یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنا قبول نہ کی ۔

حسین ابن علی نے کی ہے قائم اک مثال ایسی
کہ تقلید اس کی تقدیر جاودانی ہے

نیز جب یزید نے حرمین شریفین پر لشکر کشی کا ارادہ کیا تو ابن زیاد کو اس لشکر کی سپہ سالاری کی پیشکش کی لیکن ابن زیاد نے یہ کہہ کر انکار کر دیا ....!

واللہ لااجمعهما للفاسق قتل ابن بنت رسول اللہ وغزو الکعبة ۔

(تاریخ کامل ج۴ ص۱۱۲، البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۱۹، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۴۹) خدا کی قسم میں ایک فاسق کے لیے دو برائیاں جمع نہیں کر سکتا۔ پہلے تو اس کے حکم سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کیا ہے اور اب کعبہ پر حملہ کروں ۔"

معتمد سپاہی کی گواہی

مولوی عبدالرب صاحب دیوبندی، یزید کے خاص سپاہی شمر لعین کی یزید عنید کے ساتھ ایک گفتگو نقل کرتے ہیں۔ آپ بھی پڑھیں اور فیصلہ فرمالیں کہ امام کا قاتل کون ہے ۔

جب امام زین العابدین نے یزید سے جناب امام حسین کا قاتل مانگا تو "یزید نے کہا قاتلِ حسین کون ہے، سب نے کہا خولی ہے، خولی نے کہا سنان بن انس ہے ۔ سنان نے کہا بشیر بن مالک ہے، اس نے کہا شمر ہے۔ شمر نے کہا قاتل حسین وہ ہے جس نے ان کے قتل کا حکم دیا تھا اور ان کے قتل کے واسطے لشکر بھیجا تھا۔ یزید اس بات سے شرمندہ ہوگیا (مرج البحرین ص۳۶)

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ یزید کا بیٹا معاویہ اور یزید کا بااعتماد ساتھی ابن زیاد اور یزیدی فوج کا معتمد سپاہی شمر ذی الجوشن بھی واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید کو ہی قرار دے رہے ہیں ۔

مورخ ابن اثیر

ایک مقام پر تو ابن زیاد نے اپنی مجبوری کا بھی اظہار کیا ہے ۔ کہتا ہے ۔ واما قتل الحسین فانه اشار الی یزید بقتله او قتلی فاخترت قتله ۔ (تاریخ کامل ج۴ ص۶۹) یعنی یزید نے مجھے اشارتاً یہ سنا دیا تھا کہ اگر تو حسین کو قتل نہ کر سکا تو میں تجھے قتل کروا دوں گا چنانچہ میں نے اپنی جان بچانے کے لیے حسین کو قتل کرنا پسند کیا ۔"

علامہ ابن اثیر نے ایک اور مقام پر جناب امام مسلم کے متعلق بھی یزید کے حکم کا تذکرہ کیا ہے آپ لکھتے ہیں ۔ بعث ابن زیاد براس مسلم وھانی الی یزید وکتب الیه یزید یشکره ۔ (تاریخ کامل ج۴ ص۳۶)

یعنی جب ابن زیاد نے یزید کے حکم کے مطابق جناب امام مسلم کو شہید کر دیا اور آپ کا سرِاقدس یزید کے پاس بھیجا تو یزید نے جوابی خط لکھ کر اس کام پر ابن زیاد کا شکریہ ادا کیا ۔

کیوں جناب کچھ سمجھ میں آیا ؟ اب یا تو یزید دوست حضرات وکالت یزید سے تائب ہو جائیں، یا پھر ابن زیاد، ابن سعد یا شمر وغیرہم میں سے کسی کا یہ بیان

دکھا دیں کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے اپنی مرضی سے کیا ہے یزید کا اس سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں ہے۔ اگر ایسا کوئی حوالہ دکھایا جا سکے اور کسی معتبر و مستند کتاب کا ہو تو پھر تو واقعی ہماری دلیل کا جواب بن سکے گا اور اگر کسی کو کوئی ایسا حوالہ نہ مل سکے اور انشاء اللہ کبھی نہیں مل سکے گا تو پھر جان بوجھ کر کوے کو سفید کہہ کر دنیا کی جگ ہنسائی اور آخرت کا پچھتاوا مول نہ لیں۔ اللہ تعالےٰ ہر کسی کو حق سمجھنے اس پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے اور حق پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اللھم یا ربنا آمین بجاہ سیدالمرسلین۔

مورخ ابو یعقوب

تیسری صدی کا مورخ ابی یعقوب گورنر مدینہ کی طرف یزیدی حکم نامے کا ذکر کرتا ہے۔ آپ بھی پڑھیں۔ کتب یزید الی الولید و ھو عامل المدینة اذا اتاك کتابی ھذا فاحضر الحسین بن علی و عبد اللہ بن زبیر فخذ ھما بالبیعة لی فان امتنعا فاضرب اعناقھما و ابعث لی برؤسھما (تاریخ یعقوبی ج۲ ص۲۴۱) یعنی یزید نے حکومت سنبھالتے ہی مدینہ منورہ کے گورنر ولید کو حکم بھیجا کہ جب میرا خط تجھے ملے تو فوراً حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) سے میری بیعت لو اور اگر وہ انکار کریں تو ان کی گردنیں مار دو اور ان کے سر میرے پاس بھیج دو۔"

علامہ خوارزمی

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ بھی اس خط کا تذکرہ اپنے الفاظ میں کرتے ہیں۔ الفاظ مختلف ہیں معنیٰ ایک ہی ہیں۔ لکھتے ہیں۔ ثم کتب صحیفة الی الولید فخذ الحسین بالبیعة اخذا شدیدا عنیفا لیست فیہ رخصة فان ابی علیك فاضرب عنقه و ابعث الی برأسه (مقتل حسین ج۲ ص۸۰) یعنی یزید نے ولید گورنر مدینہ کی طرف ایک خط لکھا کہ حسین (رضی اللہ عنہ) کو سختی سے میری بیعت پر مجبور کرو اور اس کام میں کوئی نرمی نہ کرنا اور اگر وہ میری بیعت سے انکار

کریں تو ان کا سر قلم کرکے میرے پاس بھیج دو۔" اور پڑھیں۔

علامہ شیبانی

علامہ شیبانی رحمہ اللہ اس کو یوں بیان کرتے ہیں۔ فکتب الی الولید اما بعد فخذ حسینا و عبد اللہ بن عمر و ابن الزبیر بالبیعة اخذا شدیدا لیس فیہ رخصة حتی یبایعوا۔ (تاریخ کامل ج۴ ص۱۴) چنانچہ یزید نے گورنر مدینہ ولید کی طرف خط لکھا۔ اے ولید! حسین بن علی، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) پر میری بیعت کے لیے بہت سختی کرو یہاں تک کہ وہ بیعت کر لیں اور اس کام میں بالکل نرمی نہ کی جائے۔"

نیز علامہ شیبانی شہادت کے بعد کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ولما وصل راس الحسین الی یزید حسن حال ابن زیاد عندہ و زادہ و وصلہ و سرہ ما فعل ثم لم یلبث الا یسیرا حتی بلغه بغض الناس له و لعنھم و سبھم فندم علی قتل الحسین۔ (تاریخ ابن اثیر ج۴ ص۸۷) یعنی جب امام پاک کا سر مبارک یزید کے پاس پہنچا تو یزید کے نزدیک ابن زیاد کا مقام بہت بڑھ گیا اور وہ یزید کا مقرب خاص بن گیا اور یزید اس کے کام پر بہت خوش ہوا لیکن اس کی یہ خوشی زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی کیونکہ جب اس کو معلوم ہوا کہ لوگ اس ظلم کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے ہیں اور اس پر لعنت اور سب و شتم کر رہے ہیں تو پھر اس کو اپنے اس فعل پر پچھتاوا ہونے لگا۔"

وہ سجدہ تو سجدہ ہوا ہی نہیں
کہ سر جھک گیا دل جھکا ہی نہیں

حافظ ابن کثیر

مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ

اسی خط کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔ وکتب یزید الی الولید نائب المدینۃ اما بعد فخذ حسینا وعبداللہ بن زبیر وعبداللہ بن عمر بالبیعۃ اخذا شدیدا لیست فیہ رخصۃ حتی یبایعوا (البدایہ والنہایہ ۸ صـ۱۴۷)

یعنی یزید نے گورنر مدینہ ولید کی طرف حکم لکھ کر بھیجا کہ حسین بن علی۔ عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) پر میری بیعت کے لیے اتنی سختی کرو کہ وہ بیعت کرنے پر مجبور ہو جائیں اور اس کام میں کوئی نرمی نہیں ہونی چاہیے۔"

نیز آپ واقعہ حرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وقد تقدم انہ قتل الحسین واصحابہ علی یدی عبید اللہ بن زیاد۔ (البدایہ والنہایہ ۸ صـ۲۲۲) ترجمہ:۔ اور اس سے پہلے یزید، ابن زیاد کے ہاتھوں جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کروا چکا ہے۔"

نیز آپ لکھتے ہیں:۔ لما قتل ابن زیاد الحسین ومن معہ بعث برؤوسہم الی یزید فسر بقتلہ اولا وحسنت بذالک منزلۃ ابن زیاد عندہ۔ (البدایہ والنہایہ ۸ صـ۲۳۲) یعنی جب ابن زیاد نے امام حسین اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کر دیا اور ان کے سر یزید کے پاس بھیجے تو یزید کے نزدیک ابن زیاد کا مقام بہت بڑھ گیا۔"

نیز لکھتے ہیں۔ ان یزید فرح بقتل الحسین اول ما بلغہ ثم ندم علی ذالک۔ (البدایہ والنہایہ ۸ صـ۲۳۲) یزید اولاً شہادت امام حسین پر بہت خوش ہوا البتہ بعد میں (عوام کی لعنت ملامت کی وجہ سے) اپنے اس فعل پر پچھتایا۔"

نیز آپ لکھتے ہیں۔ ان الرأس لم یزل فی خزانۃ یزید بن معاویۃ حتی توفی۔ (البدایہ والنہایہ ۸ صـ۲۰۴) یعنی جناب امام حسین رضی اللہ

عنہ کا سر یزید کی موت تک اس کے شاہی خزانے میں پڑا ہوا تھا۔"

قارئین کرام! غور فرمائیں اس ظالم نے آپ کا سر مبارک تاحیات بطور کارنامہ کی یادگار اپنے پاس محفوظ رکھا نہ اس کو دفن کرایا نہ اہل بیت کے سپرد کیا کہ وہ ہی دفن کر دیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اکثر آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوئی شکاری اگر کبھی شیر کا شکار کرے تو وہ تازندگی اس کی کھال کو اپنے کارنامے کی یاد کے طور پر محفوظ رکھتا ہے۔ آپ کے سر مبارک کا خزانہ یزید میں ہونے کا ذکر چوتھے باب میں رومی قاصد کے حوالہ سے بھی گزر چکا ہے آگے بھی انشاءاللہ اس کے مزید حوالہ جات نذر قارئین کئے جائیں گے۔

نیز آپ نائب حسین جناب مسلم بن عقیل کے متعلق بھی یزید کے حکم کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ ثم کتب الی ابن زیاد اذا قدمت الکوفۃ فاطلب مسلم بن عقیل فان قدرت علیہ فاقتلہ۔ (البدایہ والنہایہ ۸ صـ۱۵۲) یعنی یزید نے ابن زیاد کی طرف حکم بھیجا کہ جب تم کوفہ پہنچو تو فوراً مسلم بن عقیل کو طلب کرنا اور اگر بس چلے تو قتل کر دینا۔"

قارئین کرام! غور فرمائیں جو شخص نائب امام کے قتل کا حکم دے رہا ہے وہ اصل صاحب بیعت جناب امام کے ساتھ کتنا بغض وعناد رکھتا ہوگا کیونکہ یزید کا جناب مسلم کے ساتھ اور تو کوئی تنازعہ نہیں تھا۔ آپ کا گناہ صرف یہ تھا کہ آپ لوگوں سے امام حسین کی بیعت لے رہے تھے تو جب آپ کے قتل کا حکم دیا جا رہا ہے تو جسکے لیے بیعت لی جا رہی ہے اور جو یزید کے لیے اصل خطرہ ہیں ان کے قتل کا تو وہ بدرجہ اولی طالب وشائق ہوگا۔ فافہم

نیز آپ لکھتے ہیں۔ وارسلہم الی یزید فجمع یزید من کان بحضرتہ من اہل الشام ثم دخلوا علیہ فہنوہ بالفتح (البدایہ ۸ صـ۱۹۷)

یعنی جب اہل بیت کا لٹا ہوا قافلہ شام میں یزید کے دربار میں پہنچا تو شامیوں نے یزید کو فتح کی مبارک باد دی ۔" غور فرمائیں ۔

ابو حنیفہ دینوری

مفسرِ قرآن مورخ اسلام جناب ابو حنیفہ دینوری رحمہ اللہ یزید کے خط کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ فکتب یزید الی الولید یامرہ ان یأخذ بالبیعۃ اخذا شدیدا لا رخصۃ فیہ وعلیک بالحسین بن علی وعبداللہ بن زبیر فابعث الیھما الساعۃ فان بایعا والا فاضرب اعناقھما ۔

(اخبار الطوال صہ ۲۲۷) یعنی یزید نے والئ مدینہ ولید کی طرف حکم بھیجا کہ فوراً حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) سے سختی کے ساتھ میری بیعت لو اور اس میں کوئی نرمی نہ کرنا۔ اگر وہ بیعت کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کو قتل کر دو۔"

علامہ طبری وغیرہ

مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن اثیر، علامہ ابن کثیر، علامہ ابن حجر مکی اور علامہ مومن شبلنجی مصری رحمہم اللہ لکھتے ہیں۔

ثم اذن للناس فدخلوا علیه والرأس بین یدیه ومعه قضیب وھو ینکت به ثم قال ان ھذا وایانا کما قال الحصین بن حمام۔

ابی قومنا ان ینصفونا فانصفت

قواضب فی ایماننا تقطر الدماء

یفلقن ھاما من رجال اعزۃ

علینا وھم اعق واظلما !

(تاریخ طبری ۶ صہ ۲۲۰ ، تاریخ ابن اثیر ۴ صہ ۳۵ ، تاریخ ابو الفداء ۸ صہ ۱۹۱ ، صواعق محرقہ صہ ۹۶ ، نور الابصار صہ ۱۲۵) یعنی جب امام عالی مقام کا سر مبارک یزید کے دربار میں اس کے سامنے رکھا گیا تو لوگوں کو دربار میں آنے کی دعوت دی گئی چنانچہ جب لوگ جمع ہوگئے تو یزید اپنے ہاتھ والی چھڑی کو امام پاک کے چہرہ پر لگا کر کہنے لگا

ہمارا اور ان کا حال ایسا ہی ہے جیسا کہ حصین بن ہمام نے کہا ہے کہ ہماری قوم نے ہمارا حق ماننے سے انکار کر دیا، اور ہمارے داہنے ہاتھوں کی تلواروں نے انصاف کر دیا۔ ان سے خون ٹپک رہا ہے۔ تلواروں نے عزت والے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا کیونکہ وہ نہایت سرکش اور بہت ظالم تھے۔"

نیز آپ لکھتے ہیں کہ جب شہداء کربلا کے سر یزید کے دربار میں پہنچے تو سر لانے والے محافظ سپاہی نے دربار میں جاکر سب لوگوں کے سامنے کہا۔۔۔۔!

ابشر یا امیر المؤمنین بفتح اللہ ونصرہ (تاریخ طبری ۶ صہ ۲۳۰) یعنی اے بادشاہ سلامت اس فتح و نصرت پر مبارک باد وصول کریں۔"

نیز آپ نے یزید کا حکم امام مسلم کے متعلق بھی نقل کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں!

کتب یزید الی ابن زیاد ان یطلب مسلم بن عقیل فیقتله ان وجدہ (تاریخ طبری ۵ صہ ۳۴۸) یعنی یزید نے ابن زیاد کو حکم لکھ بھیجا کہ مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور اگر مل جائیں تو ان کو فوراً قتل کر دو۔" غالباً اب تو کوئی شک باقی نہیں رہا ہو گا۔

علامہ قسطلانی

صاحب مواہب لدنیہ شارح بخاری علامہ ابن حجر قسطلانی رحمہ اللہ بخاری شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔ والحق ان رضا بقتل الحسین واستبشارہ بذلک مما تواتر معناہ (ارشاد الساری شرح بخاری ۵ صہ ۱۰۴)

علامہ ابن ہمام

فقہ حنفیہ کے معتمد مصنف علامہ ابن ہمام بھی علامہ قسطلانی کے ہم زبان ہیں۔ آپ بھی فرماتے ہیں، والحق ان رضا بقتل الحسین واستبشارہ بذالک۔ (شرح فقہ اکبر صہ ۸۶)

علامہ علی قاری

شارح مشکوٰۃ معتبر حنفی مصنف علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ابن ہمام کا یہی قول نقل کیا ہے۔ (شرح فقہ اکبر صہ ۸۶)

علامہ تفتازانی

عقائد نسفیہ کے شارح علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ والحق ان رضا یزید بقتل الحسین و استبشارہ بذالک (شرح عقائد نسفی ص ۱۱۷) ترجمہ سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی سچی بات یہ ہے کہ بے شک یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی ہوا اور اس واقع پر اس نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔"

علامہ آلوسی

مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ والطامۃ الکبری ما فعلہ باھل البیت و رضاہ بقتل الحسین و استبشارہ بذالک (تفسیر روح المعانی ج ۲۶ ص ۷۳ طبع بیروت) یعنی یزید نے اہل بیت اطہار کے ساتھ جو کچھ کیا (وہ سب مسلمان جانتے ہیں) اور اس کا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی ہونا اور اس موقعہ پر اس کا بہت خوشی کا اظہار کرنا یہ سب باتیں اس کے متعلق جواز لعن میں بہت پختہ دلیلیں ہیں۔"

قاضی ثناء اللہ پانی پتی

مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یزید بن معاویۃ حیث قتل ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و من معہ من اھل بیت النبوۃ و اھان عترتہ وافتخر بہ وقال ھذا یوم بیوم بدر (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۵)

ترجمہ:۔ جب یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور ان کے ساتھ جو اہل بیت النبی کے افراد تھے ان کو شہید کیا اور نبی کریم کی عترت طاہرہ کی توہین کی اور اس پر فخر کیا اور کہا کہ یہ وقوعہ کربلا واقعہ بدر کا بدلہ ہے۔" (یعنی بدر میں جو ہمارے اموی بزرگ ہاشمیوں نے قتل کئے تھے اس کے بدلہ میں آج ہم نے ہاشمی بزرگوں کو قتل کر کے اپنا پرانا بدلہ لے لیا ہے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ)

ایک اور مقام پر آپ لکھتے ہیں۔ وقتلوا حسینا رضی اللہ عنہ ظلما

وکفر یزید بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی انشد ابیاتا حین قتل حسینا رضی اللہ عنہ (تفسیر مظہری ج ۵ ص ۲۱ مطبوعہ دہلی)

اور یزیدیوں نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو ظلم کے ساتھ شہید کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا انکار کر دیا حتیٰ کہ جب امام پاک شہید ہو گئے تو یزید نے کچھ اشعار کہے (جن کا مضمون یہ تھا کہ واقعہ کربلا واقعہ بدر کا بدلہ ہے۔)

علامہ سبط ابن جوزی

علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں ان یزید لما جیئ برأس الحسین سُر بہ (تذکرۃ الخواص ص ۲۶۵)

یعنی جب یزید کے دربار میں جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک پیش کیا گیا تو یزید آپ کے کٹے ہوئے سر کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔" نیز آپ نے حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یزید کا حکم نقل کیا ہے۔

فکتب یزید الی ابن زیاد قد ولیتک الکوفۃ مع البصرۃ .... و ان مسلم بن عقیل بالکوفۃ .... فاقتلہ فقتلہ وبعث برأسہ الی یزید فکتب الیہ بشکرہ۔ (تذکرہ خواص الامہ ص ۲۴۵، سانحہ کربلا از ڈاکٹر اسرار احمد ص ۴۳) یعنی یزید نے ابن زیاد کو حکم بھیجا کہ میں نے تجھے بصرہ کے ساتھ ساتھ کوفہ کی گورنری بھی دے دی۔ اور مسلم بن عقیل کوفہ میں ہیں ان کو قتل کر دو.....! پس ابن زیاد نے امام مسلم کو شہید کر کے آپ کا سر مبارک یزید کے پاس بھیج دیا تو یزید نے جوابی خط میں ابن زیاد کا شکریہ ادا کیا۔"

نیز آپ نے امام پاک کے سر مبارک کا خزانۂ یزید میں ہونے کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ رأس الحسین فی خزانۃ یزید (تذکرۃ الخواص ص ۲۶۶) یعنی امام حسین کا سر اقدس یزید کے خزانہ میں رکھا ہوا تھا۔"

محدث ہیثمی

محدث ابن حجر مکی بھی اس بات کو نقل فرماتے ہیں

آپ لکھتے ہیں۔ رأس الحسین فی خزانة یزید۔ (صواعق محرقہ ص۱۹۹) ترجمہ وہی ہے جو اُوپر گزر چکا ہے۔

حضور غوث اعظم

پیرانِ پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھی اس بات کی تائید فرماتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ راس الحسین ابن علی فی خزانة یزید بن معاویة۔ (غنیة الطالبین ص۲۳۸، روضة الاصفیاء ص۱۸۵)

شیخ صبان

علامہ شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ لکھتے ہیں!

فارسله ومن معه من اهل بیته الی یزید .... فسر سرورکثیرا واوقفهم موقف السبی واهانهم وصار یضرب الرأس الشریف بقضیب کان معه ویقول لقیت بغیك یاحسین وبالغ فی الفرح ثم ندم لما مقته المسلمون علی ذلك وابغضه العالم (اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار طبع مصری ص۲۰۷)

یعنی جب ابن زیاد نے اہل بیت کرام کا لٹا ہوا قافلہ اور شہداء کرام کے سرہائے مبارک یزید کے پاس بھیجے تو یزید انہیں دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوا اور اہل بیت کے افراد کو قیدیوں کی جگہ پر بٹھایا گیا اور ان کی توہین کی اور اپنی چھڑی سے امام پاک کے سر مبارک کو چھیڑنے لگا اور کہنے لگا اے حسین تجھے تیری بغاوت کی سزا مل گئی ہے۔ اس موقع پر وہ بہت زیادہ خوش ہو رہا تھا لیکن جب اسے لوگوں کے غم و غصّہ اور غیظ و غضب کا پتہ چلا تو پھر اسے اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی"۔

نیز آپ نے بھی حضرت امام مسلم کے متعلق یزید کے حکم کا تذکرہ کیا ہے آپ لکھتے ہیں فارسل الی عبید اللہ بن زیاد والیه علی الکوفة یامره بطلب مسلم وقتله فظفر به فقتله (اسعاف الراغبین ص۲۰۵) یعنی یزید نے ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنایا تو اسے حکم دیا کہ وہاں مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور اس کو فوراً قتل کر دو۔"

علامہ عسقلانی

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی جناب امام مسلم کے متعلق یزیدی حکم نقل کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں فکتب یزید الی عبید اللہ بن زیاد انه قد اضاف الیه الکوفة وامره ان یطلب مسلم بن عقیل فان ظفر به فقتله۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۱ ص۳۳۲، تہذیب التہذیب ۲ ص۳۴۹) یعنی یزید نے ابن زیاد کو حکم نامہ لکھ کر بھیجا کہ تجھے کوفہ کی حکومت بھی دے دی گئی ہے لہذا تم وہاں جاکر مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور اگر تیرا بس چلے تو اسے فوراً قتل کر دو۔"

علامہ سیوطی

مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ ولما قتل الحسین وبنو ابیه بعث ابن زیاد برؤسهم الی یزید فسر بقتلهم اولا ثم ندم لما مقته المسلمون علی ذلك (تاریخ الخلفاء ص۱۴۵ مطبوعہ دہلی) یعنی جب جناب امام حسین اور آپ کا خاندان شہید ہو چکا تو ابن زیاد نے ان شہداء کے سرہائے مبارکہ یزید کے پاس بھیج دیئے چنانچہ یزید ان کے قتل سے بہت خوش ہوا لیکن جب مسلمان اسے اس فعل پر ملامت کرنے لگے تو پھر اسے افسوس ہونے لگا (کہ ہائے میں نے یہ کیا کر دیا کہ رہتی دنیا تک کی لعنت خرید لی) (تاریخ الخلفاء اردو ص۳۰۶)

نیز آپ لکھتے ہیں جب امام عالی مقام کی کوفہ کی طرف روانگی کی خبر یزید کو پہنچی تو ....! فکتب یزید۔ الی والیه بالعراق عبید اللہ بن زیاد بقتاله۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۴۴) اس نے والی عراق ابن زیاد کو حکم بھیجا کہ امام حسین سے جنگ کرو"

اللہ رے ان کی ندامت جفا کے بعد
گردن ہے اعتراف میں خم بولتے نہیں

شیخ عبد الحق محدث دہلوی

محقق علی الاطلاق محدث بالاتفاق

شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ولما قتل الحسین وبنوابیہ بعث ابن زیاد برؤسھم الی یزید فسر بقتلھم اولا ثم ندم لما مقتہ المسلمون علی ذالک وابغضہ الناس وحق لھم ان یبغضوہ رمااثبت من السنۃ ص۲۴۲ یعنی جب امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی شہید ہو چکے تو ابن زیاد نے ان کے سر یزید کے پاس بھیج دیئے چنانچہ یزید پہلے تو ان سرہائے بریدہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا لیکن جب مسلمان اس کے اس فعل پر ناراض ہوئے اور غم وغصہ کا اظہار کیا تو پھر اسے اپنے اس ظلم پر پشیمانی ہوئی اور در حقیقت مسلمانوں کا یزید پر غم وغصہ بالکل صحیح تھا۔"

نیز آپ لکھتے ہیں۔ وبعضے دیگر گویند کہ وے امر بقتل آنحضرت نکردہ ویداں راضی نبودہ وبعد از قتل وے واہل بیت وے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم مسرور و مستبشر نشدہ ایں سخن مردود وباطل است (تکمیل الایمان ص۹۵) یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ یزید نے جناب امام کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھا اور آپ کے اور آپ کے خاندان کے قتل پر اس نے خوشی کا اظہار بھی نہیں کیا تھا، ہمارے نزدیک یہ بات بالکل غلط ہے۔"

نیز آپ فرماتے ہیں! وعجب است ازیں قائل کہ یزید را نگفت امر کنندہ ابن زیاد بود (اشعۃ اللمعات ج۴ ص۶۲۳) یعنی اس شخص پر تعجب ہے جو یزید کو قتل امام کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ابن زیاد کو آپ کے قتل کا حکم یزید نے ہی دیا تھا۔"

نیز آپ فرماتے ہیں! وعجب است ازیں قائل کہ یزید را نگفت کہ امیر عبیداللہ بن زیاد بود وہرچہ کرد بامروے وبرضائے وے کرد (اشعۃ اللمعات ج۴ ص۲۴۳) اور تعجب ہے اس شخص پر جو بنو امیہ کے برے لوگوں میں یزید کو شمار نہیں کرتا

اور ابن زیاد کو برا کہتا ہے حالانکہ یزید ابن زیاد کا امیر تھا اور ابن زیاد نے جو کچھ کیا ہے وہ یزید کے حکم اور اس کی رضا سے کیا ہے۔"

نیز آپ لکھتے ہیں! یزید بن معاویہ وعبداللہ بن زیاد ..... بتحقیق صادر شد ازایشاں از قتل اہل بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اشعۃ اللمعات ج۴ ص۱۵۹) یعنی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یزید اور ابن زیاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت پاک کا قتل واقع ہوا ہے۔"

ایک شبہ کا ازالہ

یہ تمام دلائل وبراہین دیکھنے اور پڑھنے کے بعد بھی کسی کور ذہن میں یہ خیال آئے کہ شہدائے کربلا کے سر دیکھ کر یزید نے ابن زیاد پر لعنت کی تھی جس سے یزید کا اس واقعہ سے لاتعلق ہونا ثابت ہوتا ہے تو جناب اس بات کا جواب علامہ ابن کثیر سے وصول کیجئے۔ آپ لکھتے ہیں....!

وقد لعن ابن زیاد علی فعلہ ذالک وشتمہ فیما یظھر ویبد و ولکن لم یعزلہ علی ذالک ولا عاقبہ ولا ارسل بعیب علیہ ذالک واللہ اعلم۔ (تاریخ ابن کثیر ج۸ ص۲۰۳ طبع بیروت)

ترجمہ! یزید نے ابن زیاد پر اس کے مظالم کی وجہ سے لعنت ملامت تو کی تھی لیکن نہ تو اس کو اس کے عہدے سے معزول کیا اور نہ ہی اسے کوئی سزا دی اور نہ ہی اس کو تنبیہ وسرزنش کا کوئی خط لکھا۔"

کیا یہ خاموشی اس کی رضا کی دلیل نہیں ہے اور کیا وہ بیان کردہ آنسو مگرمچھ کے آنسو نہیں تھے۔ اگر کوئی کہے کہ یزید نے زندہ حاضر کرنے کو کہا تھا تو کسی عدلیہ کے افسر سے معلوم کرلیں کہ جس شخص کے وارنٹ گرفتاری جاری کیے گئے ہوں اس کو قتل کرکے عدالت میں لے جانے والے پولیس افسر کے لئے کیا حکم ہوتا ہے، فافہم۔

مولانا نعیم الدین فرماتے ہیں " یزید کی رعایا بگڑ گئی اس پر اس نابکار نے

اظہار ندامت کیا مگر یہ ندامت تو اپنی جماعت کو قبضہ میں رکھنے کے لئے تھی ورنہ اس ناپاک کا دل تو اہل بیت کرام کے عناد سے بھرا ہوا تھا۔" (سوانح کربلا ص۱۱۳)

علامہ قطب الدین خان

شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب فرماتے ہیں۔ " یزید بن معاویہ اور عبداللہ بن زیاد اللہ انہیں ذلیل کرے ان سے قتل اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صادر ہوا (مظاہر حق ج۴ ص۳۲۰)

نیز آپ فرماتے ہیں " اور تعجب ہے اس کہنے والے پر کہ یزید پلید بھی باوجودیکہ بنی امیہ سے تھا اس کو ذکر نہ کیا، چاہیے تھا کہ اس کو بھی ذکر کرتے کیونکہ وہ امیر تھا عبیداللہ کا اور جو کچھ عبیداللہ بن زیاد نے کیا اس کے حکم اور رضا سے کیا" (مظاہر حق ج۴ ص۶۴۵)

علامہ ابن اثیر، علامہ ابن جریر، علامہ سبط ابن جوزی، علامہ ابن کثیر، علامہ عسقلانی

ان تمام اکابر نے نقل کیا ہے کہ جب مخدرات عصمت دربارِ یزید میں پیش کی گئیں تو......!

نظر رجل من اهل الشام الی فاطمة بنت الحسین (و فی بعض الروایة سکینة) فقال هب لی هذه الجاریة فانهن لنا حلال فصاحت الصبیة واتعدت بثوب عمتها زینب فصاحت زینب لیس ذالك الی یزید ولا کرامة فغضب یزید فقال لو شئت لفعلت قالت کلا والله ماجعل الله ذالك لك الا ان تخرج من ملتنا او تدین بغیر دیننا فغضب یزید ثم قال انما خرج من دین ابوك واخوك فقالت زینب بدین الله ودین ابی ودین اخی وجدی۔

(تاریخ کامل ج۳ ص۸۶، تاریخ ابوالفداء ج۹ ص۱۹۴، تاریخ طبری ج۵ ص۱۰۵، تذکرہ خواص الامہ ص۲۶۲، صحابیات عارفات ص۱۴۱، سانحہ کربلا از ڈاکٹر اسرار احمد یزیدی ص۴۹،

تہذیب التہذیب ج۲ ص۳۵۳) ترجمہ:۔ شامیوں میں سے ایک آدمی کی نظر سیدہ فاطمہ بنت حسین (اور بعض روایات کے مطابق سیدہ سکینہ) پر پڑی تو اس نے کہا بادشاہ سلامت یہ دوشیزہ مجھے دے دیں کیونکہ یہ (بطور مالِ غنیمت) ہم پر حلال ہیں۔ بچی نے جب سنا تو وہ چیخ کر اپنی پھوپھی سے چمٹ گئی۔ سیدہ زینب نے گرج کر کہا "نہ تو تیری اتنی حیثیت ہے اور نہ ہی یزید کو یہ حق حاصل ہے" یزید نے غضب ناک ہوکر کہا تو جھوٹ کہتی ہے اگر میں چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں۔ سیدہ نے فرمایا ہرگز نہیں ہاں البتہ اگر تو ہماری ملت سے خارج ہو چکا ہے اور ہمارے دین کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرچکا ہے (تو پھر تو اتنی بڑی بے حیائی کر سکتا ہے) یزید نے غصہ میں کہا ہاں میں تیرے باپ اور بھائی کے دین سے نکل گیا ہوں۔ بنتِ شیرِ خدا پھر گرجیں فرمایا" بلکہ اللہ کے دین سے اور میرے ناناجان جناب محمد مصطفٰے کے دین سے، میرے باباجان جناب حیدر کرار کے دین سے اور میرے برادر جناب امام حسین کے دین سے تو نکل گیا ہے۔" یزید خاموش ہوگیا اور انکو مدینہ منورہ بھیجنے کے انتظامات کرنے لگا۔

اہلِ بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

قارئین کرام! کیا یہ واقعہ پڑھ لینے کے بعد کوئی صاحب بصیرت شخص یزید کی پاکدامنی کی گواہی دے سکے گا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ واقعہ تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یزید اور یزیدیے اس جنگ کو حق وباطل کی جنگ اور ان سید زادیوں کو بطور مالِ غنیمت اپنا حق سمجھتے تھے جیسا کہ ایک یزیدی فوجی ابن نمیر لعین نے کہا تھا وانی لارجوا ان یکون جهادی مع ابن بنت رسول الله هؤلاء افضل من جهاد المشرکین

وابیسر ثوا باعند اللہ (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۸۱) ترجمہ :- اور بے شک میں اُمید کرتا ہوں کہ نواسۂ رسول امام حسین کے ساتھ جہاد کرنا مشرکوں کے ساتھ جہاد کرنے سے افضل اور زیادہ ثواب والا ہے ۔" (استغفر اللہ) ورنہ یزید ان گستاخوں کو عبرت ناک سزا دیتا اور کہتا ظالم یہ سادات طیبات ہیں ۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس گستاخ کی زبان کھینچ کر کتوں کے آگے ڈال دی جاتی لیکن یہاں تو یزید الٹا سیدہ کو ڈانٹ رہا ہے وہ علیحدہ بات ہے کہ بنت اسد اللہ نے ترکی بہ ترکی جواب دے کر یہ واضح کر دیا کہ ...... !

جن کی نظروں پر عیاں ہے حق پرستی کا جلال
پیش باطل جھک نہیں سکتی کبھی ان کی جبیں

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے مسلم استاد جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ۔ فیما ارتکبہ من القبائح بعد ھذہ الغزوۃ من قتل الحسین وتخریب المدینۃ ۔ (شرح تراجم بخاری ص۳۲) یعنی جس (۵۱ھ کی) جنگ سے یزید دوست حضرات یزید کی مغفرت بیان کرتے ہیں اس جنگ کے بعد یزید نے جو برائیاں کیں ان میں سے امام حسین کا قتل اور مدینہ منورہ کی تباہی بھی ہے ۔

شیخ بو علی قلندر

مشہور روحانی شخصیت جناب شیخ بو علی شاہ قلندر فرماتے ہیں !

بہر دنیا آں یزید نا خلف — دین خود کردہ برائے او تلف
زال دنیا چوں در آمد در نکاح — کرد بر خود خون آں سید مباح

(مثنوی بو علی شاہ قلندر ص۶)

ترجمہ :- اس یزید بد بخت نے دنیا کی خاطر اپنا دین تباہ کر لیا ۔ دنیا کی بوڑھی

جب اس کے نکاح میں آئی (اسے حکومت ملی) تو اس نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون اپنے اوپر حلال کر لیا ۔"

فاضل بریلوی

عصر حاضر کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ۔ "یزید نے رسول اللہ کے جگر پاروں کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا ۔" (عرفانِ شریعت ج۲ ص۲۱)

مولانا نعیم الدین

مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ۔ "یزید وہ بد نصیب ، بد باطن ، سیاہ دل ، ننگِ خاندان ہے جس کی پیشانی پر اہلِ بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے ۔" (سوانح کربلا ص۶۲)

نیز آپ فرماتے ہیں "حضرت امام حسین کا وجود مبارک یزید کی بے قاعدگیوں کے لیے ایک زبردست محتسب تھا اسی لیے حضرت امام کی شہادت یزید کیلئے باعثِ مسرت ہوئی" (سوانح کربلا ص۱۱۵)

مفتی محمد شفیع دیوبندی

حضرت ابو بردہ اسلمی کے سامنے جب یزید نے سرِ امام پر چھڑی ماری تو آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا اے یزید کل قیامت کو جب تو آئے گا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے تو ان کے شفیع محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے ۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے (شہید کربلا ص۹۰) (یزید نے کہا اے بڈھے مجھے اگر تیرے بڑھاپے کا خیال نہ ہوتا تو تجھے قتل کرا دیتا ۔ آپ نے فرمایا ظالم میرے بڑھاپے کا تو تجھے لحاظ ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت طاہرہ کا تجھے کچھ لحاظ نہیں ہے اس پر وہ خاموش ہو گیا) یہاں آپ یزید کو ابن زیاد کے ساتھ اور جناب حسین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا رہے ہیں ۔ آپ کا نظریہ بالکل واضح ہے ۔

مولوی عبد الرب دیوبندی

یزید نے والئ مدینہ ولید کو حکم بھیجا کہ

امام حسین اور ان کے رشتے داروں کو ذرا مہلت نہ دینا اگر مخالفت کریں تو ان کا سر کاٹ کر میرے پاس روانہ کر دینا (مرج البحرین ص۲۸۲)

نیز لکھتے ہیں کہ! اس وقت یزید سر مبارک کو جو طشت زریں میں رکھا تھا دیکھ کر بہت خوش ہوا اور جو چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی وہ حضرت حسین کے ہونٹوں پر لگاتا تھا اور کہتا تھا اے حسین اسی منہ سے تم کہتے تھے کہ ہم یزید کی بیعت نہیں کریں گے (مرج البحرین ص۳۵۹)

مولوی وحید الزمان غیر مقلد

بزعم خود اہلحدیث حضرات کے مایہ ناز محدث مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔ وامر یزید بذالک واستبشاره به متواتر لا یمکن الانکار عنه وقد روی عن یزید لعنه الله. لیت اشیاخی ببدر شهدوا... وعدلناه ببدر فاعتدل (حاشیہ ہدیۃ المہدی ۱ ص۹۶) ترجمہ:- اور یزید نے امام حسین کے قتل کا حکم دیا تھا اور آپ کے قتل پر اس نے خوشی کا اظہار کیا تھا اور یہ بات اتنے تواتر سے ثابت ہے کہ اس کا انکار ممکن ہی نہیں ہے۔ نیز یزید اللہ کی لعنت ہو اس پر۔ سے نقل کیا گیا ہے کہ (شہداء کربلا کے سرہائے مقدسہ دیکھ کر) یزید نے کہا تھا۔ کاش آج میرے بدر والے بزرگ (جو بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے) موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے ان سے بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے۔ پس اب حساب برابر ہو گیا ہے۔"

نیز وہ لکھتے ہیں " یزید نے خلیفہ بننے کے بعد وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا، اہل بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔" (تیسیر الباری شرح بخاری ۱ ص۹۶)

کیوں جناب آیا کچھ سمجھ شریف میں؟ اللہ تعالٰے حق کو ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نواب صدیق حسن

بزعم خود اہلحدیث حضرات کے مایہ ناز عالم نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ "بعد قتل امام حسین لشکر تخریب مدینہ منورہ فرستادہ وبقیۂ صحابہ وتابعین را امر بقتل کرد وہم دریں حالت ناپسندیدہ از دنیا رفتہ دیگر احتمال توبہ ورجوع او کجاست (بغیۃ الرائد ص۹۸) یعنی:- یزید نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے لشکر بھیجا اور صحابہ کرام اور تابعین کے جم غفیر کے قتل کا حکم دیا اور اسی بری حالت میں دنیا سے کوچ کر گیا تو پھر اس کی توبہ اور رجوع کا خیال کیسے کیا جا سکتا ہے۔" بزعم خود اہلحدیث حضرات سے مخلصانہ اور ہمدردانہ گزارش ہے کہ......!

"میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن"

مولوی عبدالحیٔ لکھنوی

مشہور حنفی مصنف مولوی عبدالحیٔ صاحب لکھنوی لکھتے ہیں۔ "اور بعض کہتے ہیں کہ یزید نے امام حسین کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ اس امر پر وہ راضی تھا اور نہ قتل امام حسین اور اہل بیت کے بعد وہ خوش ہوا حالانکہ یہ قول باطل ہے (فتاوی عبدالحیٔ ص۷۹)

مولوی اشرفعلی تھانوی

دیوبندی مکتب فکر کے نزدیک چودھویں صدی کے مجدد اور ان دوستوں کے نزدیک مستند شخصیت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔ "یزید کو اس قتال میں (واقعہ کربلا میں) معذور نہیں سمجھا جا سکتا۔ وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کراتا تھا۔" جھگڑا تو بیعت ہی کا تھا نا۔ نہ وہ بیعت پر مجبور کرتا اور نہ واقعہ کربلا رونما ہوتا۔ (امداد الفتاوی ج۴ ص۵۴۲)

شاعر مشرق

شاعر مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

موسیٰ و فرعون، شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آمد پدید

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون مردود ، اسی طرح جناب امام حسین
رضی اللہ عنہ اور یزید عنید۔ یہ دونوں (حق و باطل کی) قوتیں ہمیشہ سے کشمکشِ
حیات میں آپس میں دست و گریبان ہوتی آئی ہیں ۔

درویش لاہوری کی اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی کہے کہ واقعہ کربلا
کے ساتھ یزید کا کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ جناب
موسیٰ علیہ السلام کے کسی واقعہ سے فرعون کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب یہ
بات نہیں کہی جا سکتی تو پھر وہ بھی نہیں ہو سکتی۔ سبحان اللہ ، علامہ نے ایک
ہی شعر میں کتنا بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ واقعی اقبال ، اقبال ہی ہے۔

پروفیسر سید عبدالقادر
پروفیسر محمد شجاع الدین

عصر حاضر کے مؤرخ پروفیسر سید عبدالقادر
وائس پرنسپل و صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ
کالج لاہور اور پروفیسر محمد شجاع الدین پروفیسر علم تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور رقمطراز
ہیں " ابن حنظلہ کا قول ہے کہ یزید نے ساڑھے تین سال حکومت کی۔ پہلے
سال اس نے جناب امام حسین کو شہید کرایا ، دوسرے سال مدینہ کو لوٹا اور تیسرے
سال کعبہ پر حملہ کیا (تاریخ اسلام ۲ صـ۱۲)

ڈاکٹر حمید الدین

عصر حاضر کے مؤرخ ڈاکٹر حمید الدین . پی ، ایچ ، ڈی
لکھتے ہیں " یزید نے حاکم مدینہ ولید بن عتبہ کو فرمان بھیجا کہ حسین بن علی اور عبداللہ
بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کو طلب کر کے فوراً " بیعت لے لو اور کسی کو لیت و لعل
کی مہلت نہ ہو ." (تاریخ اسلام صـ۲۴۲)

نیز لکھتے ہیں " واقعہ کربلا نے دنیائے اسلام میں ایک ہیجان پیدا کر دیا ،
جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بے دردانہ قتل کو کوئی مسلمان برداشت
نہیں کر سکتا تھا۔ لوگ پہلے ہی یزید کو (اس کی بری عادتوں کی وجہ سے) ناپسند

کرتے تھے لیکن اس جاں گداز سانحہ کے بعد اور زیادہ خلاف ہو گئے (تاریخ اسلام صـ۲۵۱)
نیز لکھتے ہیں ۔" یزید کا پہلا سیاہ کارنامہ سانحہ کربلا ہے اور مدینۃ الرسول
کی تباہی یزید کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے اور حرم پر سنگباری یزید کا تیسرا سیاہ
کارنامہ ہے (تاریخ اسلام صـ۲۵۳)

مجرم کا اقبال جرم

جب عوام اہل اسلام کو کربلا و دمشق کے
ظلم و اہانت کا پتہ چلا تو تمام لوگ یزید کے مخالف ہو گئے۔ اس حالت کو دیکھ کر
یزید کف افسوس ملنے لگا اس وقت اس نے کہا۔ فبغضنی بقتلہ الی المسلمین،
و زرع لی فی قلوبھم العداوۃ ، فابغضنی البر و الفاجر بما استعظم
الناس من قتلی حسینا (تاریخ ابو الفداء صـ۲۳۲) امام حسین کے قتل سے مسلمان میرے
دشمن ہو گئے ہیں اور ان کے دلوں میں میری عداوت پیدا ہو گئی ہے اور ہر نیک
اور بد (اچھا اور برا ، شریف اور رذیل) میرے حسین کے قتل کو اتنا بڑا ظلم سمجھ
رہا ہے کہ اس کی وجہ سے سب ہی میرے دشمن بن گئے ہیں ." کیوں جناب
یہاں تو خود یزید صاحب بھی اقرار کر رہے ہیں کہ جناب حسین کو اس نے ہی قتل
کیا (کرایا) ہے ."

پھنسا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

نیز پچھلے باب میں یزید کے اشعار نقل کئے گئے ہیں وہ بھی اس مسئلہ
کو سمجھنے میں کافی معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک اس باب
کی مناسبت سے دوبارہ پیش کرتا ہوں۔ پڑھیں اور مطمئن ہوں ۔

ما اسقنی شربۃ تروی فؤادی + ثم مل فاسق مثلھا ابن زیاد
قاتل الخارجی اعنی حسینا + ومبید الاعداء و الحساد

(تذکرہ خواص الامہ ص۲۹۰) ترجمہ:۔ اے ساقی مجھے وہ شربت پلا جو میرے دل کو سیراب کردے۔ پھر اسی طرح جام بھر کر ابن زیاد کو بھی دے۔ یہ (معاذ اللہ) خارجی حسین کو قتل کرنے والا ہے۔ یہ میرے دشمنوں اور حاسدوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے۔"

۳۔ لما بدت تلك الحمول واشرفت
تلك الرؤس على شفا جيرون

۴۔ نعب الغراب نقلت قل اولاتقل
فقد اقتضيت من الرسول ديون

(تفسیر روح المعانی ج۲۶ ص۷۳، تذکرہ خواص الامہ ص۲۶۱) ترجمہ:۔ جب وہ سواریاں ظاہر ہوئیں اور جیرون کے کنارے پر سر نظر آئے تو کوا چیخا۔ پس میں نے کہا تو چیخ یا نہ چیخ، میں نے رسول سے اپنے قرضے وصول کر لیے ہیں۔"

۵۔ ليت اشياخي ببدر شهدوا
جزع الخزرج من وقع الاسل

۶۔ قد قتلنا القرن من ساداتهم
وعدلناقتل بدر فاعتدل

(اخبار الطوال ص۲۶۹، تذکرۃ الخواص ص۲۶۱، صواعق محرقہ ص۲۲۰، تاریخ ابن کثیر ج۸ ص۲۲۴، تفسیر مظہری ج۶ ص۵۵۴، حاشیہ ہدیۃ المہدی ج۱ ص۹۵ وغیرہم۔) ترجمہ:۔ کاش آج میرے بدر (میں محمد کے ہاتھوں قتل ہونے) والے بزرگ موجود ہوتے اور دیکھتے کہ ہم نے ان کی ایک نسل کو قتل کر دیا ہے اور اب بدر میں قتل ہونیوالے (اموی کافروں) کا بدلہ ہو گیا پس اب حساب برابر ہو گیا ہے۔"

۷۔ لست من خندف ان لم انتقم
من بني احمد ما كان فعل

(تفسیر مظہری ج۵ ص۲۷۱، تذکرہ خواص الامہ ص۲۶۱) ترجمہ:۔ میں خندف

(یا جندب) کی اولاد میں سے نہیں ہوں اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کیئے ہوئے کاموں کا بدلہ نہ لوں۔"

قارئین کرام! اب تو یقیناً کسی کو کوئی شبہ نہیں رہ گیا ہوگا۔ کیونکہ اوّل تو یزید بے دید نے خود اعترافِ جرم کر لیا ہے ۲: اس کے معاصرین حضرات اس کو قاتلِ امام سمجھتے اور کہتے ہیں ۳: اس کے اپنے مصاحب خاص، ابن زیاد، شمر وغیرہ اس کے قتلِ امام کے حکم کی تصدیق کر رہے ہیں ۴: یزید کا سگا بیٹا اس کے اہل بیت کرام سے لڑنے کی تصدیق کر رہا ہے ۵: صحابہ کرام اسکے قتلِ اہلِ بیت کا اعلان کر رہے ہیں ۶: محدثین کرام، مفسرین کرام، مؤرخین اسلام اس بات کی توثیق کر رہے ہیں ۷: اکابرین اسلام واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید کو ہی گردانتے ہیں ۸: عصر حاضر کے مؤرخ، مفسر اور محدث قتلِ حسین یزید کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں ۹: سنی بریلوی حنفی، دیوبندی، غیر مقلد، تمام مکاتب فکر کے پرانے اور موجودہ معتبر علماء اسی نظریہ کے حامل ہیں۔ ۱۰: حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی، سب ہی یزید کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں۔

واقعہ حرہ اور یزید

ویسے تو اس موضوع کے متعلق آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مقدسہ کے باب میں کافی وضاحت سے لکھا جا چکا ہے لیکن یہاں یزید کا واقعہ حرہ سے تعلق، اس کے متعلق یزید کا حکم اور اس وقوعہ کے بعد یزید کی کیفیت کے متعلق اختصاراً چند باتیں ہدیۂ قارئین کرتا ہوں ان شاء اللہ ہر غیر متعصب قاری کے لیے تشفیٔ مزید کا باعث بنیں گی۔

علامہ سبط ابن جوزی
علامہ شعبی

وقال الشعبي اليس قد رضي يزيد بذالك وامره به وشكر مروان على فعله

(تذکرہ خواص الامہ ص۲۹) علامہ سبط ابن جوزی، امام شعبی کا فرمان نقل کرتے ہیں

آپ نے فرمایا کیا یزید نے مدینہ منورہ کی تباہی اور اس میں قتل و غارت گری کا حکم نہیں دیا تھا؟ اور کیا وہ اس واقعہ فاجعہ پر راضی نہیں ہوا تھا۔ اور کیا اس نے مروان کا یزیدی لشکر کو کامیابی دلوانے پر شکریہ ادا نہیں کیا تھا۔"

علامہ ابن کثیر

مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ان یزید لما بلغه خبر اهل المدينة وما جرى عليهم عند الحرة من مسلم بن عقبة وجيشه فرح بذالك فرحا شديدا۔
(تاریخ ابن کثیر ۸ ص۲۲۳)

نیز آپ لکھتے ہیں۔ اباح المدينة ثلاثة ايام كما امره يزيد۔
(تاریخ ابوالفدا ۸ ص۲۲۰) ترجمہ:۔ یزید کے حکم کے مطابق مدینہ منورہ میں تین دن تک قتل و غارت، لوٹ مار اور زنا وغیرہ کو جائز رکھا گیا اور جب یزید کو اپنے تعمیلِ حکم اور مدینہ منورہ میں مسلم بن عقبہ کے ہاتھوں کئے گئے مظالم کی خبر پہنچی تو وہ مسلم بن عقبہ کے اس ظلم و تشدد پر بہت زیادہ خوش ہوا۔"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

محقق علی الاطلاق محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں! "سہ روز بموجب حکمے کہ وے کردہ بود اباحت حرم مدینہ منورہ ونہب اموال و قتل نفوس و فسق نساء شعار ایشاں بود۔
(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۴۱) یعنی یزید کے حکم کے مطابق تین دن تک مدینہ منورہ میں لوٹ مار، قتل و غارت گری اور عورتوں کے ساتھ بدکاری کو جائز رکھا گیا۔"

نیز آپ لکھتے ہیں۔ نقل است کہ چوں مروان بعد ازیں واقعہ بر یزید پلید قدوم برو شکرانہ سعی او کہ دریں واقعہ نمودہ باحسن طریق بجا آورد و اورا بخود مقرب گردانید (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۴۴) نقل کیا گیا ہے کہ جب مروان اس واقعہ کے بعد یزید پلید کے پاس گیا تو یزید نے مدینہ کی لڑائی میں اسکی

کوشش (سازش اور چال) کا بے حد شکریہ ادا کیا اور اس کو اپنا مقرب خاص بنالیا۔"

نیز اس جنگ کے متعلق یزیدی فوج کے جو نظریات تھے وہ ان کے سردار مسلم بن عقبہ کے ایک بیان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وہ کہا کرتا تھا.....!
اللهم انى لم اعمل عملا قط بعد شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله احب الى من قتل اهل المدينة۔
(البدایہ والنہایہ ۸ ص۲۲۵) خدا گواہ ہے جب سے میں نے کلمہ پڑھا ہے اس دن سے آج تک مدینہ والوں کو قتل کرنے سے زیادہ اچھا کام میں نے کوئی نہیں کیا۔"

نیز وہ کہا کرتا تھا" یقین دانم کہ حق سبحانہ تعالےٰ مرا بسبب قتل ایں ناپاکاں از جمیع ذنوب و معاصی مطہر ساخت (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۴۳) میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے ان ناپاک مدینہ والوں کو قتل کرنے کی وجہ سے مجھے تمام گناہوں سے پاک کر دیا ہے۔"

قارئین کرام! میں اب بات کو ختم کرتا ہوں آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ اہل بیت کرام و صحابہ کرام و تابعین عظام کو قتل کرنے کو اتنا کار ثواب سمجھنے والے لوگ کیا تھے اور کیسے مسلمان تھے۔ مزید تحقیق کے لیئے ملاحظہ فرمائیں (ینابیع المودہ ص۲۲۳، مطالب السئول ۲ ص۲۶، تاریخ خمیس ۲ ص۳۰، تحفہ اثنا عشریہ ص۶، شذرات الذہب ۱ ص۶۹، شرح مقاصد ۲ ص۳۰۹، عقائد اسلام ص۲۳۲، حیاۃ الحیوان ۱ ص۸۸، نور الابصار ص۱۳۹) وغیرہم۔

کیا علامہ ابن جریر طبری شیعہ تھے

واقعہ کربلا و حرہ سے متعلق یزید پلید، ابن زیاد، ابن سعد، مروان وغیرہم کے بعض حالات و واقعات جب تاریخ طبری کے حوالہ سے نقل کئے جاتے ہیں تو یزید دوست حضرات اکثر دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جی ابن جریر تو شیعہ تھا، اُس نے تو اموی خلفاء کے خلاف

لکھنا ہی ہے اس کی باتوں کا کیا اعتبار ہے ...... ! تو جناب گذارش یہ ہے کہ یہ ایک سفید جھوٹ ہے اور الحمد للہ و بمنہ ہم اپنی اس بات کو بھی حسبِ عادت اور بطریق سابق انشاءاللہ تعالے تحقیقی طور پر ہی ثابت کریں گے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ضد و عناد اور ہٹ دھرمی سے محفوظ رکھے اور حق واضح ہو جانے کے بعد حق کو مان لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ تو جناب آئیں ذرا اس بات کی تحقیق کریں۔

علامہ ابن کثیر

علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی کتاب کی آدھی عبارت نقل کر کے صاحبِ "خلافت معاویہ و یزید" جناب عباسی صاحب نے اپنے غلط مدعا کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے ہم اسی محولہ کتاب کی اسی عبارت سے بات کی ابتدا کرتے ہیں۔ جب آپ پوری عبارت پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس عبارت سے عباسی صاحبؑ کا نہیں بلکہ الحمد للہ ہمارا مؤقف ثابت ہوتا ہے۔ پوری عبارت اس طرح ہے ...... !

ولقد ظلمۃ الحنابلۃ۔ ودفن فی دارہ لان بعض عوام الحنابلۃ ورعاعہم منعوا من دفنہ نہارا ونسبوہ الی الرفض ومن الجہلۃ من رماہ بالالحاد وحاشامن ذالک کلہ (البدایہ والنہایہ ع۱۱ ص۱۴۶ طبع بیروت)

اور علامہ ابن جریر رحمہ اللہ پر حنابلہ نے ظلم کیا ہے اور آپ کو اپنے گھر میں ہی دفن کیا گیا کیونکہ بعض کم عقل حنبلیوں نے دن میں آپ کو دفن کرنے میں رکاوٹ ڈالی تھی اور وہ اپنی جہالت کی وجہ سے آپ کی نسبت شیعیت اور الحاد کی طرف کرتے تھے اور درحقیقت وہ ان تمام الزامات سے بالکل مبرا اور پاک تھے"۔ عباسی صاحب کو یہ حوالہ پیش کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے تھی کیونکہ اس میں آپ کو شیعہ نہیں لکھا گیا بلکہ اس میں تو آپ کے شیعہ ہونیکی تردید کی گئی ہے

آپ کا اور حنابلہ کا اختلاف یہ تھا کہ آپ جناب احمد بن حنبل کو مجتہد نہیں مانتے تھے بلکہ دیگر علماء کی طرح ان کو بھی ایک عالم مانتے تھے اس لیے حضرت امام احمد کے ماننے والے آپ کے مخالف تھے۔ یہ صرف ذاتی قسم کا اختلاف تھا کوئی مذہبی اختلاف نہیں تھا۔

نیز آپ فرماتے ہیں۔ عن الشیخ ابی حامد احمد بن ابی طاہر الفقیہ الاسفرائینی انہ قال لوسافر رجل الی الصین حتی ینظر فی کتاب تفسیر ابن جریر الطبری لم یکن ذالک کثیرا (البدایہ والنہایہ ع۱۱ ص۱۴۶) یعنی شیخ ابی حامد احمد بن ابی طاہر الفقیہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی آدمی علامہ ابن جریر کی کتاب تفسیر ابن جریر کو دیکھنے کے لیے چین تک کا سفر بھی کرے تو یہ سفر کچھ زیادہ نہیں ہے۔"

نیز آپ لکھتے ہیں۔ کان احد ائمۃ الاسلام علما وعملا بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ (البدایہ والنہایہ ع۱۱ ص۱۴۶) آپ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور عمل میں ائمہ اسلام میں سے ایک امام تھے۔"

نیز فرماتے ہیں۔ وقال خطیب بغدادی ولہ التفسیر الکامل الذی لا یوجد لہ نظیر..... وکان من اکابر ائمۃ العلماء ویحکم بقولہ ویرجع الی معرفتہ وفضلہ وقد کان جمع من العلوم مالم یشارکہ فیہ احد من اہل عصرہ وکتابہ اجل التفاسیر واعظمہا ابن جریر الطبری"

نیز فرماتے ہیں ! ما اعلم علی ادیم الارض اعلم من ابن جریر (البدایہ ع۱۱ ص۱۴۵) البدایہ والنہایہ ع۱۱ ص۱۴۶ اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ علامہ ابن جریر کی تفسیر وہ کامل تفسیر ہے جس کی نظیر نہیں ملتی اور آپ

اکابر ائمہ علماء میں سے تھے اور آپ کے قول پر فیصلہ کیا جاتا تھا اور آپ کی معرفت اور آپ کے علم وفضل کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور آپ نے اپنی تصانیف میں اتنے علوم جمع فرما دیئے ہیں کہ ان کے زمانہ کے علماء میں سے کوئی بھی اتنے علوم جمع نہ کر سکا اور ان کی کتاب تفسیر ابن جریر، تفسیروں میں بہت بلند اور اعلیٰ درجے کی تفسیر ہے اور میں روئے زمین پر ابن جریر سے بڑے کسی عالم کو نہیں جانتا۔

علامہ سیوطی | مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فان قلت فای التفاسیر ترشد الیه وتأمرون الناظرون ان یعول علیه، قلت تفسیر الامام ابی جعفر بن جریر الطبری الذی اجمع العلماء المعتبرون علی انه لم یؤلف فی التفسیر مثله قال النووی فی تهذیبه۔

علامہ نووی | کتاب ابن جریر فی التفسیر لم یصنف احد مثله۔ (الاتقان فی علوم القرآن ج۲ ص۱۹۰ طبع مصری)

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اگر تو کہے کہ کون سی ایسی تفسیر ہے جس سے استفادہ کرنے کا آپ مشورہ دیں گے اور لوگوں کو اس کی محتاجی کا حکم دیں گے تو میں کہوں گا امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری کی وہ تفسیر جس کے متعلق معتبر علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ فن تفسیر میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی اور علامہ شرف الدین نووی شارح مسلم نے اپنی کتاب التہذیب میں لکھا ہے کہ فن تفسیر میں ابن جریر کی کتاب جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔"

علامہ ذہبی | فن رجال کے امام علامہ ذہبی رحمہ اللہ اس بات پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وهذا رجم بالظن الكاذب بل ابن

جریر من کبار ائمه الاسلام المعتمدین.... ولا یحل لنا ان نوذیه بالباطل والهوی۔ (میزان الاعتدال ج۳ ص۴۹۹) یعنی یہ محض گمان کی بناء پر الزام لگایا گیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علامہ ابن جریر کبار معتمد ائمہ اسلام میں سے ہیں اور ہمارے لیے جائز نہیں ہے کہ ہم انہیں محض جھوٹ اور غلط افواہ کی وجہ سے ایذا دیں۔"

نیز آپ لکھتے ہیں۔ الامام العلم الفرد الحافظ ابوجعفر الطبری۔ (تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۷۱۰) یعنی۔ حافظ (الحدیث) ابوجعفر طبری اپنے دور کے وہ امام ہیں کہ ان جیسا عالم اور کوئی نہیں ہے۔"

علامہ ابن اثیر | مورخ اسلام علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں۔...!

وانما اعتمدت علیه من بین المؤرخین اذ هو الامام المتقن حقا الجامع علما وصحة اعتقادا وصدقا۔ (تاریخ کامل ج۱ ص۳) اور میں نے مورخین میں سے علامہ ابن جریر پر اعتماد کیا ہے کیونکہ وہ یقینی طور پر قابلِ اعتماد امام ہیں اور بہت بڑے عالم ہیں بہت سچے اور عمدہ عقیدے والے ہیں۔"

ابن خلدون | مورخ اسلام علامہ ابن خلدون نیز عباسی صاحب کے معتمد مورخ لکھتے ہیں۔ اعتمدنا للوثوق به ولسلامته من الاهواء الموجودة فی کتب ابن قتیبة وغیره من المؤرخین۔ (تاریخ ابن خلدون ج ص اردو ج۲ ص۳۸۳ نفیس اکیڈمی) ہم نے بنو امیہ کے حالات و واقعات میں علامہ طبری پر بھروسہ کیا ہے کیونکہ وہ ان کوتاہیوں اور خرابیوں سے محفوظ ہے جو قتیبہ وغیرہ کی کتابوں میں ہیں۔"

شیخ دباغ | معروف روحانی شخصیت شیخ عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تصنیف میں علامہ طبری کو "امام ابوجعفر طبری" لکھا ہے۔ (الابریز ج۱ ص۱۶۸)

ڈاکٹر صبحی صالح | بیروت کے عالم ڈاکٹر صبحی صالح نے متعلقات

قرآن پر تحقیق کی اور تفاسیر کے باب میں لکھتے ہیں۔

"روایات و آثار کی مدد سے جو تفسیریں لکھی گئی ہیں ان میں سب سے بہتر ابن جریر کی تفسیر ہے اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صحابہ اور تابعین (یہ لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے) کے اقوال مع اسانید تحریر کئے ہیں (علوم القرآن صـ ۴۱۶) ہٹ دھرمی کی حد ہے کہ جو شخص اپنا ماخذ صحابہ کرام اور تابعین کے فرامین کو بنا رہا ہے یار لوگ اسے شیعہ کہہ رہے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار ....!

علامہ حقانی

مفسر قرآن علامہ عبدالحق حقانی لکھتے ہیں۔ "چوتھے طبقے کے مشاہیر میں سے ابوجعفر محمد بن جریر طبری ہیں۔ شیعہ اور کرامیہ میں بھی ایک شخص ابن جریر طبری گزرا ہے۔ بعض لوگ کبھی اس نام سے بھی دھوکا دے دیا کرتے ہیں ان کی (علامہ طبری) کی وفات ۳۱۰ھ میں ہوئی (البیان فی علوم القرآن صـ ۵۴۰)

عبدالصمد صارم

ابوجعفر ابن جریر نام ۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے انسے طبرانی نے روایت کی ہے (ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی مشہور محدث ہیں ان کی تصنیف طبرانی شریف مشہور حدیث کی کتاب ہے) مجتہد تھے ان کی تفسیر ضحاک کے اقوال کے علاوہ عظیم الشان اور معتبر تفسیر ہے کثیر التصانیف ہیں، صاحب تفسیر و تاریخ ہیں۔ ایک ابن جریر طبری فرقہ کرامیہ میں بھی گزرا ہے دونوں میں صرف سن ولادت و وفات کا فرق ہے۔ بعض لوگ اس نام سے دھوکہ دیتے ہیں ان کا وصال ۳۱۰ھ میں ہوا (تاریخ التفسیر صـ ۹۸،۵۵)

ایک ابن ماجہ جریر طبری فرقہ کرامیہ میں بھی گزرا ہے بعض لوگ اس ابن جریر کے اقوال امام ابن جریر کی طرف منسوب کرکے دھوکا دیتے ہیں۔ ان میں صرف سنین ولادت و وفات میں فرق ہے (تاریخ القرآن صـ ۲۱۸)

ایک جریر طبری شیعی بھی گزرا ہے ان کے نام ولدیت لقب اور وطن وغیرہ سب ایک ہیں، دونوں صاحب تاریخ و تفسیر ہیں صرف سنین ولادت اور وفات میں فرق ہے (تاریخ الحدیث صـ ۲۲۳)

علامہ شبلی نعمانی
سید سلیمان ندوی

عصر حاضر کے مورخ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں "ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ کے معتبر اور مستند ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے۔" (سیرۃ النبی صـ ۲۴ مقدمہ)

ابن تیمیہ

تمام یزید دوست حضرات کے معتمد محدث ابن تیمیہ علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری کے عقیدہ کے متعلق لکھتے ہیں ولیس فیہ بدعۃ (فتاویٰ ابن تیمیہ جـ ۲ صـ ۱۹۲ طبع مصری) یعنی علامہ ابن جریر طبری میں بدعتیوں والی کوئی بات نہیں تھی" ابن تیمیہ کے متعلق تو یقیناً دیگر دوست حضرات بڑے محتاط فقیہ اور عالیشان محدث اور بلند پایہ مفکر ہونے کا دعویٰ کریں گے اور یہ بات بھی ضرور تسلیم کریں گے کہ ان کا شیعیت کے ساتھ کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ ان کی کتاب منہاج السنۃ اس بات کا بین ثبوت ہے وہ بھی علامہ ابن جریر کے حسن عقیدہ کی گواہی دے رہے ہیں اگر ابن جریر رافضی ہوتے تو ان میں رافضیوں والی وہ سب بدعتیں بھی ضرور موجود ہوتیں لیکن ان تمام حوالہ جات سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آپ پر رافضیت کا جو الزام لگایا جاتا ہے وہ محض اس لیے کہ آپ نے یزید اور یزیدیوں کے تمام حالات نہایت وضاحت سے بیان کر دیئے ہیں اور وہ تمام واقعات یزیدیوں کے لیے نوک سناں کی طرح خطرناک ہیں۔ حالانکہ یزید دوست حضرات کے معتمد مفسر و مورخ علامہ حافظ ابن کثیر حنابلہ کا یہ الزام نقل فرما کر اس کی پرزور تردید فرما چکے ہیں اور ان الزام لگانے والوں کو آپ جاہل اور بے وقوف لکھ چکے ہیں فن رجال کے امام علامہ ذہبی اس الزام کو ناحق ایذا اور باطل و توہم پرستی کہہ کر اس کی

پر زور تردید فرما چکے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ کے عقیدہ میں کوئی خرابی ہوتی تو علامہ ابن کثیر، علامہ ابن اثیر، علامہ ابن خلدون، علامہ ذہبی، علامہ ابن خزیمہ، علامہ خطیب بغدادی، علامہ سیوطی، علامہ نووی، شیخ اسفرائینی، شیخ عبدالعزیز دباغ، علامہ خفانی۔ ڈاکٹر صبحی صالح بیروتی، عبدالصمد صارم عصر حاضر کے مفکر اور یزید دوست حضرات کی معتمد شخصیت شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی اور ابن تیمیہ وغیرہم کبھی بھی آپ کے اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم، مفسر محدث، فقیہ، مورخ، مفتی، مرجع علماء، یکے از اکابر ائمہ اسلام، متفق امام، جامع العلوم، خوش عقیدہ، سچے، محفوظ عن لاھواء اور یکے از مشاہیر اسلام ہونے کی گواہی نہ دیتے اور آپ کی تفسیر کو اتنا بلند پایہ درجہ دینا کہ جس کو صرف ایک نظر دیکھنے کے لیے چین تک کا سفر بھی معمولی شمار کرنا۔ تمام تفسیروں میں سے بہترین تفسیر سمجھنا اور یہ دعوای کرنا کہ اس جیسی یا اس پایہ کی تفسیر اور کوئی نہیں لکھی گئی اور اس تفسیر میں اتنے علوم جمع کر دیئے گئے ہیں کہ ان کی نظیر نہیں ملتی وغیرہ یہ سب باتیں اس چیز پر حرف آخر ہیں کہ یہ اکابرین اسلام اتنی تعریف کسی بد مذہب بد عقیدہ رافضی مصنف اور اس کی تصنیف کی نہیں کر رہے بلکہ حافظ الحدیث امام المتفق، بحرالعلوم، علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ واقعی اس مرتبہ کے تھے جو اکابرین اسلام ان کے متعلق بیان کر رہے ہیں اور آپ پر الزام تراشی کرنے والے وہی کچھ ہیں جو عباسی صاحب کی محولہ آدھی عبارت کے باقی حصہ میں انہیں علامہ ابن کثیر نے کہا ہے (بے وقوف اور جاہل)

الحمد للہ و بمنہ ہماری اس مختصر مگر جامع تحقیق کے بعد انشاءاللہ تعالیٰ ہر غیر متعصب، سلیم الفطرت اور حق بین شخص ضرور اس حقیقت سے واقف ہو چکا ہوگا کہ یہ یار لوگوں کا محض ایک ڈرامہ ہے جو کہ انہوں نے محبت یزید

اور بغضِ اہل بیت کے پیشِ نظر کھیلا ہے لیکن شائید انہیں یہ یاد نہ رہا کہ ساری دنیا اندھی نہیں ہے جو بغیر تحقیق کئے ان کے ہر افتراء پر آنکھیں بند کئے آمین پکار اُٹھے گی۔ اللہ تعالےٰ ہر کسی کو ہٹ دھرمی اور تعصب کی لعنت سے محفوظ رکھے اور حق کو سمجھنے، ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت امام حسن کا قاتل یزید

تقریباً تمام معتبر تواریخ سے ثابت ہے کہ سبط النبی شبیہ رسول جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی یزید بے دید نے زہر دلوا کر شہید کرایا تھا۔ چند حوالہ جات ہدیہ قارئین کرتا ہوں پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں۔

علامہ ہیتمی — علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔۔۔۔۔!

وکان سبب موته ان زوجته جعدة بنت الاشعث دس اليها يزيد ان تسمه ويتزوجها وبذل لهاماة الف درهم ففعلت فمرض اربعين يوما فلما مات بعثت الى يزيد تسأله الوفا بما وعدها فقال لها انالم ترضاك للحسن افنرضاك لانفسنا (صواعق محرقه ص۱۳۰)

علامہ سبط ابن جوزی — علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ اس بات کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ دس اليها يزيد بن معاوية ان سمی الحسن واتزوجك فسمته فلما مات ارسلت الى يزيد تسأله الوفاء بالوعد فقال انا والله ما ارضاك للحسن افنرضاك لانفسنا (تذکرہ خواص الامہ ص۲۱۱)

علامہ عسقلانی فن رجال کے امام شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی
رحمہ اللہ اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ ان جعدۃ بنت الاشعث سقت
الحسن السم فاشتکی منہ شکاۃ فکان یوضع تحتہ طست و ترفع
اخری نحوا من اربعین یوما۔ (تہذیب التہذیب ج۲ ص۳۰)

علامہ ابن کثیر مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ ان یزید بن معاویۃ بعث الی
جعدۃ بنت الاشعث ان سمی الحسن وانا اتزوجك بعدہ
ففعلت فلمامات الحسن بعثت الیہ فقال انا واللہ لم نرضاك
للحسن افنرضاك لانفسنا (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۴۳)۔

علامہ سیوطی خاتم الحفاظ مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی
رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ سمتہ زوجتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس
دس الیہا یزید بن معاویۃ ان تسمہ فیتزوجہا ففعلت فلما
مات الحسن بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا فقال انا لم
نرضاك للحسن افنرضاك لانفسنا (تاریخ الخلفاء ص۱۳۴)

شیخ مومن شبلنجی علامہ شیخ سید مومن مصری شبلنجی رحمہ اللہ نقل فرماتے
ہیں۔ وسقتہ زوجتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی السم
فبقی مریضا اربعین یوما وکان قد سألہا یزید فی ذالك و بذل
لہا مأۃ الف درھم وان یتزوجہا بعد الحسن ففعلت و لما مات
الحسن بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا فقال انا لن نرضاك
للحسن افنرضاك لانفسنا (نور الابصار ص۱۳۶)

علامہ الصبان علامہ شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ اس واقعہ کا

تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ وکان سبب موتہ ان زوجتہ جعدۃ
بنت الاشعث بن قیس الکندی دس الیہا یزید ان تسمہ و
یتزوجہا و یبذل لہا مأۃ الف درھم لیکون الامر لہ بعد
ابیہ معاویۃ و یبطل شرط ان یکون للحسن بعد معاویۃ ففعلت
فمرض اربعین یوما فلما مات بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا
فقال انا لم نرضك للحسن افنرضاك لانفسنا (اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار ص۱۹۹)
یعنی یزید عنید نے آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی کو ایک لاکھ
درہم بھیجا اور خفیہ پیغام بھیجا کہ اگر تو امام حسن کو زہر دے دے تو ان کی وفات
کے بعد میں تجھ سے شادی کروں گا، اور وہ اس لیے آپ کی جان کا دشمن بنا ہوا
تھا کہ امیر معاویہ امام حسن کو لکھ کر دے چکے تھے کہ میرے بعد خلیفہ امام حسن
ہوں گے لہذا وعدے کے مطابق ولیعہد جناب امام حسن تھے اور یزید نے آپکو
امیر معاویہ کی زندگی میں ہی ختم کر دینا چاہا تاکہ امام حسن کی وفات کے بعد ولیعہد
میں بنوں (چنانچہ ایسا ہی ہوا) وہ بدقسمت یزید کے دھوکے میں آگئی اور آپ کو
زہر دے دیا چنانچہ زہر اتنا سخت تھا کہ جگر اور انتڑیاں کٹ کٹ کرتے کے ساتھ
آ رہی تھیں آپ کے سامنے ایک برتن رکھا جاتا جب وہ خون سے بھر جاتا تو
اُسے اٹھا لیا جاتا اور دوسرا رکھ دیا جاتا اسی طرح آپ چالیس دن بیمار رہ کر انتقال
فرما گئے۔ آپ کے وصال کے بعد جعدہ نے یزید کو پیغام بھیجا کہ اپنا وعدہ پورا کرو
یزید نے جواب دیا میں نے حسن کے نکاح میں تیرا رہنا گوارہ نہ کیا تو تجھے اپنے
نکاح میں رکھنا میں کب گوارہ کروں گا۔" اس طرح وہ کہیں کی بھی نہ رہی۔
نیز مطالعہ کے شوقین حضرات درج ذیل حوالہ جات بھی ملاحظہ فرمالیں!
تاریخ الخلفاء اردو ص۲۸۲، شواہد النبوۃ اردو ص۲۱۶۔ نزہۃ المجالس اردو ج۲ ص۴۵۸،

روضۃ الاصفیاء اردو ص۱۷۳، سفینۃ الاولیاء داراشکوہ ص۳۶، تشریف البشر از نواب صدیق حسن ص۲۷، اسد الغابہ ج۲ ص۱۱۵، تاریخ کامل ج۳ ص۱۸۲، مروج الذہب ج۶ ص۵۵، سر الشہادتین ص۱۰، شمس التواریخ ج۲ ص۱۳۳۵)

قاتلین حسین کے چند عبرت آموز واقعات

حدیث شریف میں ہے۔ عن ابن عباس قال اوحی اللہ تعالیٰ الی محمد انی قد قتلت بیحیٰ بن زکریا سبعین الفا و انی قاتل بابن بنتك سبعین الفا و سبعین الفا۔ (مستدرک حاکم ج۳ ص۱۷۸، تہذیب التہذیب ج۲ ص۳۵۵، اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار ص۲۱۰، خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۸۳، سیرۃ النبی از شبلی ج۳ ص۱۷۰، سوانح کربلا ص۱۱۹، تشریف البشر از نواب صدیق حسن غیر مقلد ص۵۳) وغیرہم۔ ترجمہ:۔ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی طرف وحی نازل فرمائی کہ میں نے جناب یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کے بدلہ میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) جانیں لی تھیں اور اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نواسے کی شہادت کے بدلہ میں ستر ہزار اور ستر ہزار (۱۴۰۰۰۰) جانیں لوں گا۔"

دنیا پرستارانِ سیاہ باطن اور مغرورانِ تاریک دروں کیا کیا امیدیں باندھ رہے تھے جناب امام کی شہادت سے ان دشمنانِ حق کو کیسی کیسی توقعات تھیں لشکریوں کو گراں قدر انعاموں کے وعدے دیئے گئے۔ سرداروں کو عہدے اور حکومت کا لالچ دیا گیا۔ یزید اور ابن زیاد وغیرہ کے دماغوں میں سلطنت اور جہانگیری

کے نقشے کھینچے ہوئے تھے وہ سمجھتے تھے کہ فقط امام کا ہی وجود ہمارے لئے عیشِ دنیا سے مانع ہے یہ نہ ہوں تو تمام کرۂ زمین پر ہماری ہی سلطنت ہوگی اور ہزاروں برس تک ہماری حکومت کا جھنڈا گڑا رہے گا۔ مگر وہ ظالم کے انجام اور قہر الٰہی کی تباہ کن بجلیوں اور ستم رسیدہ اہلِ بیت کرام کی جہاں برہم کن آہوں سے بے خبر تھے انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ خونِ شہیداں رنگ لائے گا اور انکی سلطنت کے پرزے اڑ جائیں گے ایک ایک شخص جو قتلِ امام میں شریک ہوا تھا طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوگا۔ وہی فرات کا کنارہ ہوگا وہی عاشورہ کا دن اور وہی ظالموں کی قوم ہوگی اور مختار کے گھوڑے ان بدبختوں کو روندرہے ہوں گے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے۔ گھر لوٹے جائیں گے، انہیں سولیوں پر لٹکایا جائے گا اور ان کی لاشیں گندے گڑھوں میں پڑی سڑ رہی ہوں گی۔ دنیا کا ہر شخص ان پر ملامت کرے گا اور ان کی ہلاکت و بربادی پر خوشیاں منائی جائیں گی (سوانح کربلا ص۱۱۰) ابن سعد کو مختار کے دربار میں طلب کیا گیا بیٹے نے کہا وہ گوشہ نشین ہو گیا ہے۔ مختار نے کہا امام پاک کی شہادت کے دن کیوں گوشہ نشین نہ ہوا۔ چنانچہ بلا کر پہلے اس کے بیٹے کو اس کے سامنے قتل کیا گیا اور کہا گیا ظالم دیکھ جب سامنے جوان بیٹا قتل ہو تو باپ کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ پھر اسے بھی قتل کر دیا گیا، پھر شمر کو تلاش کر کے قتل کیا گیا اور ان کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے اور ان کے سر کاٹ کر جناب محمد بن حنفیہ کے پاس مدینہ منورہ بھیج دیئے اس وقت امام زین العابدین دوپہر کا کھانا تناول فرما رہے تھے آپ نے فوراً سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا جب امام پاک کا سر ابن زیاد کے پاس بھیجا گیا تھا اس وقت وہ بھی دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا۔ آج اللہ تعالےٰ نے انہیں ذلیل و خوار کر کے جب ہمارے پاس بھیجا ہے تو ہم

بھی دوپہر کا کھانا کھا رہے ہیں علامہ زہری بیان فرماتے ہیں۔ انہ لم یبق احد ممن قتل الحسین الا عوقب فی الدنیا قبل الآخرۃ اما بالقتل او سواد الوجہ او تغیر الخلقۃ او زوال الملک فی مدۃ یسیرۃ (نور الابصار صد ۱۳۷)
کہ قاتلینِ حسین میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جسے آخرت کے عذاب سے پہلے دنیا ہی میں عذاب و عقاب نہ مل گیا ہو۔ یا تو انہیں ذلیل و خوار کر کے قتل کر دیا گیا یا ان کے چہرے سیاہ ہوگئے۔ یا ان کی شکلیں بگڑ گئیں (انسان کے بجائے کوئی اور شکل ہو گئی) یا ان کی حکومت تھوڑی ہی مدت میں ختم ہو گئی۔"

چنانچہ مختار نے اعلان عام کر دیا تھا۔ اطلبوا الی قتلۃ الحسین فانہ لا یسوغ لی الطعام والشراب حتی اطہر الارض منہم (تاریخ طبری ج۷ صد ۱۲۳)
یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو تلاش کرو کیونکہ میں نے عہد کیا ہے کہ اس وقت تک نہ پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں گا اور نہ سیر ہو کر پانی پیوں گا جب تک زمین کو ان بدبختوں کے ناپاک وجودوں سے پاک نہ کر لوں۔"

ابن زیاد
چنانچہ واقعہ کربلا کے سب سے بڑے ہیرو عبید اللہ بن زیاد کا سر جب مختار ثقفی کے دربار میں پیش کیا گیا تو اچانک شور اٹھا کہ وہ آیا، وہ آیا۔ سب لوگ سروں سے پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور دیکھنے لگے۔ فاذا حیۃ قد جاءت تخلل الرؤس حتی دخلت فی منخری عبید اللہ بن زیاد فمکثت ھنیھۃ ثم خرجت فذھبت حتی تغیبت ثم قالوا قد جاءت قد جاءت ففعلت ذالک مرتین او ثلاثا۔ ھذا حدیث حسن صحیح (ترمذی شریف ج۲ صد ۲۱۸، البدایہ والنہایہ ج۸ صد ۱۹۱، ما ثبت من السنہ صد ۳۲، تذکرہ خواص الامہ صد ۲۸۶، نور الابصار صد ۱۵۱، تنویر الازہار ج۱ صد ۵۲۸، اسعاف الراغبین صد ۲۰۹، سوانح کربلا صد ۱۱۸) ترجمہ:۔ پس ایک سانپ آیا اور ان سروں

میں سے ابن زیاد کے سر کو ڈھونڈ کر اس کے نتھنوں میں داخل ہو گیا اور تھوڑی دیر وہاں ٹھہرا پھر نکل کر چلا گیا۔ پھر شور بلند ہوا وہ آیا وہ آیا پھر وہ آیا اور اس نے پھر اسی طرح کیا۔ اس طرح اس نے دو یا تین بار کیا۔ محدث ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔" تمام لوگ کھڑے دشمنِ اہلِ بیت کا دنیا میں یہ انجام دیکھ رہے تھے اور توبہ استغفار کر رہے تھے اللہ تعالے ہر کسی کو اپنی گرفت سے محفوظ رکھے۔ آمین

شمر لعین
جناب امام حسین کو شہید کرنے والے شمر لعین کو مختار ثقفی نے قتل کرایا اس کا سر مدینہ منورہ میں حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس بھیج دیا اور اس کی لاش کتوں کے آگے پھینک دی (تاریخ طبری ج۷ صد ۹۴، البدایہ والنہایہ ج۸ صد ۲۷۳، تاریخ کامل ج۴ صد ۹۲، تاریخ ابن خلدون اردو ج۲ صد ۱۴۹)

خولی بن یزید
خولی وہ خبیث ہے جس نے حضرت امام عالی مقام کا سر اقدس تنِ نازنین سے جدا کیا تھا یہ روسیاہ بھی گرفتار کر کے مختار کے پاس لایا گیا۔ مختار نے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے، پھر سولی پر چڑھایا اور آخر کو آگ میں جھونک دیا۔ چھ ہزار کوفی جو حضرت امام حسین کے قتل میں شریک تھے مختار نے ان کو طرح طرح کے عذاب دے کر ہلاک کیا۔" (سوانح کربلا صد ۱۱۷، تاریخ طبری ج۷ صد ۱۲۴، تاریخ ابن کثیر ج۸ صد ۲۷۲، تاریخ ابن اثیر ج۴ صد ۹۴)

حرملہ
راوی بیان کرتا ہے کہ جب شہداء کربلا کے سروں کو لے کر یزیدی فوج کوفہ میں یزید کی طرف جا رہی تھی تو ان میں ایک بہت خوبصورت نوجوان تھا جو کہ گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے گھوڑے کے گلے میں ایک چاند جیسے خوبصورت آدمی کا سر لٹکایا ہوا تھا۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا یہ سر کس کا ہے؟ گھڑسوار نے جواب دیا "عباس علمدار کا" میں نے پوچھا تو

کون ہے اس نے کہا میں حرملہ ہوں۔ راوی کہتا ہے کچھ دن بعد میں نے حرملہ کو دیکھا اس کا چہرہ بالکل سیاہ (جھلسا ہوا) تھا میں نے پوچھا اے حرملہ تجھے کیا ہو گیا ہے تو تو بہت خوبصورت تھا اور آج تو سب سے زیادہ بدصورت ہو گیا ہے۔ فبکی حرملة وقال واللہ منذ حملت الرأس والی الیوم ما تمر علی لیلة واثنان یاخذ ان بضبعی ثم ینتھیان بی الی نار نابج فیہ قید فعانی فیھا وانا انکص فتسعفنی کما تری ثم مات علی اقبح حال۔ (تذکرۃ الخواص ص۲۸۱، صواعق محرقہ ص۱۹۶، نورالابصار ص۱۴۷، تنویر الازہار ۱ ص۵۲۴، اسعاف الراغبین ص۲۱۳، جامع کرامات اولیاء ص۳۸۸) حرملہ رونے لگا اور کہا خدا کی قسم جس دن میں سر اٹھائے ہوئے تھا، اُس دن سے آج تک کوئی ایسی رات نہیں گزری کہ دو آدمی آتے ہیں اور مجھے پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ وہ مجھے آگ میں دھکیلتے ہیں اور میں پیچھے ہٹتا ہوں مگر آگ کے شعلے مجھے جھلسا دیتے ہیں۔ انھوں نے مجھے ایسا کر دیا ہے جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے چنانچہ وہ اسی بُری حالت میں ہی مر گیا۔"

یزیدیہ جل گیا

شیخ سدی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں کربلا میں ٹھہرا۔ رات کو ہم بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ میں نے کہا کہ جو بھی امام پاک کے قتل میں شامل ہوا وہ ضرور بری موت مرا۔ وہاں کا ایک آدمی کہنے لگا تم جھوٹ کہتے ہو میں قتل حسین میں شریک تھا لیکن مجھے تو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ فلما کان آخر اللیل فقام الرجل یصلح المصباح فاحترق قال السدی فانا واللہ رأیتہ کانہ حممة۔ (تذکرہ خواص الامہ ص۲۸۲، صواعق محرقہ ص۱۹۵، نورالابصار ص۱۴۷، تنویر الازہار ۱ ص۵۲۴، اسعاف الراغبین ص۲۱۳، تہذیب التہذیب ۲ ص۲۵۵، جامع کرامات اولیاء ص۳۸۸، تشریف البشر ص۴۹)

چنانچہ اسی رات کو سحری کے وقت وہ اٹھا اور چراغ کو درست کرنے لگا کہ اچانک شعلہ بھڑکا اور اسے جلا کر راکھ کر دیا۔ شیخ سدی کہتے ہیں میں نے اسے دیکھا خدا کی قسم وہ جل کر اس طرح ہو گیا تھا جیسا کہ وہ کوئلہ ہو۔"

یزیدیہ اندھا ہو گیا

علامہ واقدی نے ابن الدماج سے نقل کیا ہے کہ کوفہ میں ایک آدمی جو کہ شہادت حسین کے وقت (یزیدی فوج میں) موجود تھا اندھا ہو گیا ہم نے اس سے اندھا ہونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا ہم دس آدمی تھے (جو کہ یزیدی فوج میں شامل تھے) نہ میں نے تلوار چلائی نہ نیزہ مارا اور نہ تیر چلایا۔ جب امام حسین شہید ہو چکے تو ان کا سر نیزہ پر بلند کر دیا گیا تو میں واپس آ گیا۔ اس وقت تک میری آنکھیں بالکل صحیح تھیں ......!

فنمت تلك اللیلة فاتانی آت فی المنام وقال اجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت مالی ولرسول اللہ فاخذ بیدی وانتھدنی ولزم تلبابی وانطلق بی الی مکان فیہ جماعة ورسول اللہ جالس وھو مغتم متحیر حاسر عن ذراعیہ وبیدہ سیف وبین یدیہ نطع واذا اصحابی العشرۃ من قاتلی الحسین مذبحین بین یدیہ فسلمت علیہ فقال لا سلم اللہ علیك ولا حیاك یاعدو اللہ الملعون اما استحییت منی تھتك حرمتی وتقتل عترتی ولم ترع حقی قلت یارسول اللہ ما قاتلت قال نعم و لکنك کثرۃ السواد واذا بطست عن یمینہ فیہ دم الحسین فقال اتعد فجثوت بین یدیہ فاخذ مرودا واحماہ ثم کحل بہ عینی ثم لعنہ وسبہ بتکثیرہ سوادھم فاصبحت اعمی کما ترون۔
(تذکرہ خواص الامہ ص۲۸۱، صواعق محرقہ ص۱۹۵، نورالابصار ص۱۴۷، تنویر الازہار ۱ ص۵۲۴،

اسعاف الراغبین صـ ۲۱۳، تہذیب التہذیب ۲ صـ ۲۵۴، جامع کرامات اولیاء صـ ۳۸۹، تشریف البشر صـ ۴۹) اسی رات جب میں سویا تو خواب میں کوئی شخص آیا اور کہنے لگا چل تجھے رسول اللہ بلاتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے رسول اللہ سے کیا مطلب۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور غصہ سے مجھے گھسیٹ کر ایک جگہ لے گیا وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ایک جماعت اور بھی حاضر تھی۔ حضور حیران و پریشان بیٹھے تھے اور نہایت مغموم نظر آ رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں تلوار تھی اور میرے دس ساتھی جو قتل امام میں شریک تھے وہ آپ کے سامنے ایک چمڑے پر قتل ہوئے پڑے تھے۔ میں نے جا کر حضور کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن، خدا تجھ کو سلامتی نہ دے اور نہ تجھے زندہ رکھے اے لعنتی کیا تو نے میرا حیا بھی نہیں کیا کہ تو نے میری اہل بیت کی توہین کی اور انہیں قتل کیا۔ ظالم کچھ میرا ہی لحاظ کر لیتا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے تو امام حسین کو شہید نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ لیکن تو (یزیدی فوج میں شامل ہوا اور) ان کی کثرت کا سبب تو بنا تھا۔ آپ کے دائیں طرف ایک برتن میں امام حسین علیہ السلام کا خون پڑا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جا۔ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے لوہے کی ایک سلائی لی۔ اسے آگ میں گرم کیا اور وہ گرم گرم سلائی میری آنکھوں میں پھیر دی۔ پس صبح کو میں اندھا اُٹھا۔ جیسا کہ تو اب مجھے دیکھ رہا ہے۔"